امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

کی خلافت سے متعلق چند مباحث

از

ابو شہریار

۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

فہرست

خلافت عثمانی کا آغاز...6
ابو لؤلؤة کی بیٹی کا قصاص...10
جمع القران پر بحث...13
دور نبوی میں جمع القرآن...16
صحابہ کی متن قرآن میں درج کردہ تشریحات...............20
عبد اللہ ابن مسعود کا اختلاف.....................................23
جمع القران میں عربی کی غلطیاں ہوئیں ؟...............27
بعض آیات غائب ہو گئیں ؟......................................29
شَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوهُمَا..31
مصری ابْنِ لَهِيعَةَ قرآن پر روایات.......................35
اہل تشیع کی آراء...39
عثمان نے دو سورتوں کو نکال دیا...........................40
عثمان نے دو دعاوں کو سورتیں بنا دیا.................45
منسوخ آیات بھی لکھ دیں کیا ؟.....................................47
غیر محتاط محدثین کی وجہ سے پیدا ہونے والے مغالطے..48
البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی قرات کا اختلاف.......48

ابو سعید الخدری، ابو ہریرہ کی قرات میں اللہ الواحد الصمد؟ 50
ابو ہریرہ کی قرات..52
سورہ اللیل کی قرات..54
اہل تشیع کی رائے 56
بدلتی قبائلی عصبیت...58
گورنر کا شراب پینا 66
فقہی اختلافات...75
حج قران ہی صحیح حج ہے 75
عثمان بدعتی ہے 84
بدعات عثمانی ؟ 87
عید کا خطبہ نماز سے پہلے کرنا 87
جمعہ کی دو اذان کرنا 95
انتظامی معاملات میں عثمان پر تنقید.............................98
زکواہ کی تقسیم...98
گوورنروں کا نماز میں تاخیر کرنا...........................100
ابو ذر الغفاری کا سونا رکھنے پر اعتراض 103
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے عثمان کو ان کی پالیسییوں پر سمجھایا...112
حذیفہ بن یمان کی عثمان نے خبر لی.........................117
حذیفہ نے عثمان کی اینٹیلجنس کو چغل خور قرار دیا ؟.....118
جمع القرآن میں تصرف کا شوشہ.........................119
عثمان نے مروان کو فدک میں حصہ دیا.................122
قریشی لے پالکوں و سوتیلے لونڈوں کا فتنہ.............125

127......................................مصر کے گورنروں کا نزاع
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا ابن سبا کی قوم سے مل
137..جانا
144.. کھلی بغاوت
144.................... مصری پروپیگنڈا : عثمان حدیث چھپاتا ہے
149زید بن خارجہ نے مرنے کے بعد مستقبل کی خبر دی ؟
161..مسجد النبی میں فساد
165.. الدار پر ہونے والے واقعات
175......................................مسجد النبی پر باغیوں کا کنٹرول
179..سانحہ مدینہ
183..شہادت کے بعد
188..تدفین پر روایات
194...................................شیعہ محدثین کا عثمان پر الزام

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں - اس کتاب کا مقصد خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے ان مقدمات کو سمجھنا ہے جو بلوائیوں نے پیش کیے، جو رافضیوں نے گھڑے اور جو مغالطوں سے پیدا ہوئے -

ابو شہریار

۲۰۲۰

خلافت عثمانی کا آغاز

عثمان کا انتخاب عبد الرحمان بن عوف کی رائے پر ہوا جو کیمٹی کے سر براہ تھے جو وفات سے قبل عمر رضی اللہ عنہ بنا گئے تھے۔ بخاری بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے خلافت کے لیے جن چھ حضرات کا نام لیا تھا وہ یہ ہیں، علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ۔ صحیح بخاری میں ہے

جب عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین سے فراغت ہوئی تو (چھ) حضرات جمع ہوئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگ اپنے اس معاملے کو گھٹا کر چھ سے تین میں کر لیجیے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں الگ ہوتا ہوں اور اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔ اب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آپ میں سے جو دستبردار ہو جائے اس کے سپرد میں یہ کام کروں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسلام کس رعایت سے افضل ترین شخص کو خلافت کے لیے منتخب کر دے۔ دونوں حضرات (علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ) خاموش رہے اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ لوگ اس معاملے کو میرے سپرد کرنے پر رضی ہیں، اگر ہوں تو اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں افضل ترین کے انتخاب میں کوتاہی نہ کروں گا۔ دونوں حضرات نے کہا کہ ہاں ہم راضی ہیں پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ایک کا (علی رضی اللہ عنہ کا) ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں سبقت کا جو شرف حاصل ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے اللہ آپ پر نگران ہے اگر میں

آپ کو امیر منتخب کروں تو کیا آپ عدل کریں گے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤں تو آپ رضی اللہ عنہ سمع و طاعت اختیار کریں گے؟ پھر دوسرے (عثمان رضی اللہ عنہ) سے یہی کہی-جب عہد و پیمان لے لیا تو کہا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ! ہاتھ اٹھاؤ، پھر خود عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے اور باہر کا مجمع مکان کے اندر داخل ہو گیا اور ان سب نے بیعت کی

بخاری کے مطابق عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، نے عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب خالص ذاتی افضیلت اور مسلمانوں کی ترجیح کی بنا پر کیا تھا- کسی اور چیز کی وجہ سے نہیں اور علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرتے ہوئے صرف یہ وعدہ لیا تھا کہ اگر میں آپ میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کروں تو آپ انصاف کریں گے اور اگر آپ کے علاوہ دوسرے کو منتخب کروں تو آپ سماع و طاعت کا رویہ اختیار کریں گے-

ترجمہ:-"...... عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تین راتیں صلاح و مشوارے اور سوچ بچار میں گزارنے کے بعد فجر کی نماز مسجدِ نبوی میں ادا کی --پس جب لوگ فجر کی نماز پڑھ چکے تو عمر رضی اللہ عنہ کے نامزد کردہ حضرات منبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مہاجرین، انصار اور امراء، اجناد کو جو حج میں عمر کے ساتھ شریک تھے اور اس وقت مدینہ میں موجود تھے بلوا بھیجا-جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور کہا- امّا بعد! اے علی رضی اللہ عنہ میں نے لوگوں کے خلافت کے معاملے میں رجحان کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے-اس لیے آپ رضی اللہ عنہ اپنے نفس پر کوئی راستہ نہ نکالیں، پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں سنت اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دونوں خلفاء (ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) کی سنّت پر پھر مہاجرین، انصار، امراء، اجناد اور دوسرے مسلمانوں نے بیعت کی

عبد الرحمان بن عوف کا خاص علی کو مخاطب کر کے یہ کہنا کہ اپ کے لئے خلیفہ بننے کا کوئی چانس نہیں، ظاہر کرتا ہے کہ علی اس امر خلافت کو لینے کے لئے تیار تھے [1] ۔ عثمان اور علی دونوں صحابی ہیں دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں لیکن دونوں میں فرق بہت ہے عثمان عمر میں بڑے اور متمول ہیں اور علی عمر میں بہت چھوٹے اور غریب تھے۔

الأحکام السلطانیۃ میں إبو الحسن علی بن محمد الماوردی (المتوفی: 450ھ) نے قصہ نقل کیا کہ ابن اسحاق نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ عمر بڑے متذبذب تھے عثمان خلیفہ ہوں گے تو مسائل ہوں گے

1

متاخرین نے روایت کیا ہے کہ عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی شرط علی پر پیش کی جس کو علی قبول نہ کر سکے – مسند احمد میں ضعیف سند سے ہے –
. ابو وائل کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا آپ لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر عثمان رضی اللہ عنہ سے کیسے بیعت کی؟ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس میں میرا کیا گناہ ہے میں نے علی رضی اللہ عنہ سے ابتداء کی تھی اور کہا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرتا ہوں- کتاب اللہ، سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ پر، علی رضی اللہ عنہ بولے کہ جس قدر ھوسکا پھر میں نے اسی بات کو عثمان رضی اللہ عنہ پر پیش کیا اور انھوں نے پوری طرح سے قبول کر لیا –
احمد شاکر کہتے ہیں إسناده ضعيف اس کی اسناد ضعیف ہیں – اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سفيان بن وكيع بن الجراح کا اس کو روایت کرنا کہا گیا ہے جبکہ امام احمد کہتے ہیں قال عبد الله بن أحمد: سئل (يعني أباه) عن سفيان بن وكيع قبل أن يموت بأيام عشرة، أو أقل، يكتب عنه؟ فقال: نعم، ما أعلم إلا خيراً. «العلل» میں ان میں سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا
یعنی ۲۰۰ ہجری تک بغداد میں اہل سنت کے بعض افراد کی جانب سے بھی رافضیوں کی طرح تاریخ کو مسخ کیا جا رہا تھا

حَكَى ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَجَدْتُ عُمَرَ ذَاتَ يَوْمٍ مَكْرُوبًا، فَقَالَ: مَا أَدْرِي مَا أَصْنَعُ فِي هَذَا الْأَمْرِ؟ أَقُومُ فِيهِ وَأَقْعُدُ؟ فَقُلْتُ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ لَهَا لَأَهْلٌ، وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ فِيهِ دُعَابَةٌ، وَإِنِّي لَأُرَاهُ لَوْ تَوَلَّى أَمْرَكُمْ لَحَمَلَكُمْ عَلَى طَرِيقَةٍ مِنَ الْحَقِّ تَعْرِفُونَهَا، قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ أَنْتَ عَنْ عُثْمَانَ؟ فَقَالَ: لَوْ فَعَلْتُ لَحَمَلَ ابْنَ أَبِي مُعَيْطٍ عَلَى رِقَابِ النَّاسِ، ثُمَّ لَمْ تَلْتَفِتْ إِلَيْهِ الْعَرَبُ حَتَّى تَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُ لَفَعَلَ، وَلَوْ فَعَلَ لَفَعَلُوا; قَالَ: فَقُلْتُ: فَطَلْحَةُ، قَالَ: إِنَّهُ لَزَهْوٌ، مَا كَانَ اللَّهُ لِيُوَلِّيَهُ أَمْرَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَعَ مَا يَعْلَمُ مِنْ زَهْوِهِ، قَالَ: قُلْتُ: فَالزُّبَيْرُ، قَالَ: إِنَّهُ لَبَطَلٌ وَلَكِنَّهُ يَسْأَلُ عَنِ الصَّاعِ وَالْمُدِّ بِالْبَقِيعِ بِالسُّوقِ، أَفَذَاكَ يَلِي أُمُورَ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: لَيْسَ هُنَاكَ إِنَّهُ لَصَاحِبُ مَقْنَبٍ يُقَاتِلُ عَلَيْهِ، فَأَمَّا وَلِيٌّ أَمْرٍ فَلَا، قَالَ: فَقُلْتُ: فَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: نِعْمَ الرَّجُلُ ذَكَرْتَ لَكِنَّهُ ضَعِيفٌ، إِنَّهُ وَاللَّهِ لَا يَصْلُحُ لِهَذَا الْأَمْرِ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَّا الْقَوِيُّ فِي غَيْرِ عُنْفٍ، اللَّيِّنُ مِنْ غَيْرِ ضَعْفٍ، وَالْمُمْسِكُ مِنْ غَيْرِ بُخْلٍ، وَالْجَوَادُ فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے عمرؓ کو بہت بے چین پایا اور وہ فرمانے لگے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں خلافت کے بارے میں کیا کروں۔ میں نے کہا آپ علیؓ کو کر دیجیے۔ فرمایا بیشک وہ اس کے اہل ہیں مگر ان میں ظرافت ہے علاوہ بریں میرا خیال ہے کہ اگر وہ تمہارے خلیفہ ہوگئے تو وہ تمہیں بالکل ظاہری شریعت پر چلائیں گے جیسے تم جانتے ہو، میں نے کہا پھر آپ عثمانؓ کو کر دیجیے۔ فرمایا اگر میں ایسا کروں تو ابی معیط کا بیٹا (مروان) لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو جائے گا تمام عرب عثمانؓ سے ناراض ہو جائیں گے بلکہ ان کو قتل کر دیں گے پھر فرمایا بخدا اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کر دوں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مروان کی حکومت ہو جائے گی اور اس صورت میں ضرور عربوں میں ایسی زبردست شورش پیدا ہو جائے گی کہ وہ عثمانؓ کو قتل کر دیں گے، پھر میں نے کہا طلحہؓ کو کر دیجیے فرمایا وہ مغرور ہیں اللہ باوجود جاننے کے کبھی انھیں امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکمران نہیں بنائے گا، میں نے کہا زبیرؓ، فرمایا بیشک وہ بہادر ہیں مگر بازار میں نرخ اشیاء دریافت کرتے پھرتے ہیں کیا ایسا شخص مسلمانوں کا حکمراں بن سکتا ہے، پھر میں نے سعدؓ بن ابی وقاص کا نام لیا فرمایا وہ اس کے اہل نہیں وہ ایک سپاہی ہیں سیاست میں دخل نہیں، پھر میں نے عبدالرحمان بن عوف کا نام لیا فرمایا بیشک تم نے اچھے آدمی کا ذکر کیا مگر وہ بہت سن رسیدہ ہوگئے ہیں اے ابن عباسؓ خلافت کا وہ شخص اہل ہے جو قوی ہو مگر سخت نہ ہو۔ مسکین مزاج ہو مگر کمزور نہ ہو، خرچ کرنے میں محتاط ہو مگر بخیل نہ ہو، سخی ہو مگر مسرف نہ ہو۔

اس قصے کی سند معلوم نہیں ہے

ابولؤلؤۃ کی بیٹی کا قصاص

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرزند عبیداللہ نے اپنے والد کے قتل پر طیش میں ابولولوہ کی بیٹی کو قتل کر دیا، علی رضی اللہ عنہ، مقداد اور دیگر صحابہ نے ابولولوہ کے قتل کا قصاص لینے کے لیے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا لیکن انہوں نے قصاص لینے سے انکار کر دیا (دیکھیے تاریخ الطبری، ج3، ص 302)

تاریخ طبری میں ہے خلیفہ بننے کے بعد

ثُمَّ جَلَسَ عُثْمَانُ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، ودعا بعبيد اللَّهِ بْنَ عُمَرَ – وَكَانَ مَحْبُوسًا فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَهُوَ الَّذِي نَزَعَ السَّيْفَ مِنْ يَدِهِ بَعْدَ قَتْلِهِ جُفَيْنَةَ وَالْهُرْمُزَانَ وَابْنَةَ أَبِي لُؤْلُؤَةَ، وَكَانَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لأَقْتُلَنَّ رِجَالا مِمَّنْ شَرِكَ فِي دَمِ أَبِي – يُعَرِّضُ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ – فَقَامَ إِلَيْهِ سَعْدٌ، فَنَزَعَ السَّيْفَ مِنْ يَدِهِ، وَجَذَبَ شَعْرَهُ حَتَّى أَضْجَعَهُ إِلَى الأَرْضِ، وَحَبَسَهُ فِي دَارِهِ حَتَّى أَخْرَجَهُ عُثْمَانُ إِلَيْهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ لِجَمَاعَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ: أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي هَذَا الَّذِي فَتَقَ فِي الإِسْلامِ مَا فَتَقَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَرَى أَنْ تَقْتُلَهُ، فَقَالَ بَعْضُ الْمُهَاجِرِينَ: قُتِلَ عُمَرُ أَمْسَ وَيُقْتَلُ ابْنُهُ الْيَوْمَ! فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْفَاكَ أَنْ يَكُونَ هَذَا الْحَدَثُ كَانَ وَلَكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ سُلْطَانٌ، إِنَّمَا كَانَ هَذَا الْحَدَثُ وَلا سُلْطَانَ لَكَ، قَالَ عُثْمَانُ: أَنَا وَلِيُّهُمْ، وَقَدْ جَعَلْتُهَا دِيَةً، وَاحْتَمَلْتُهَا فِي مَالِي. قَالَ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ الْبَيَاضِيُّ إِذَا رَأَى عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عمر، قال: الا يا عبيد الله مالك مَهْرَبٌ ... وَلا مَلْجَأٌ مِنَ ابْنِ أَرْوَى وَلا خفر

عثمان مسجد کے برابر میں بیٹھے اور عبید اللّٰہِ بْنَ عُمَر کو طلب کیا اور اس کو سعد بن ابی وقاص کے گھر میں قید کیا ہوا تھا اور اس نے تلوار نکالی اور اس نے جُفَیْنِۃَ اور اَلْہُرمُزان اور اِبِی لُؤلُؤۃَ کی بیٹی کو قتل کر دیا تھا اور کہہ رہا تھا جو میرے باپ کے قتل میں شریک ہوا میں اللہ کی قسم اس کو قتل کروں گا اس کو مہاجرین و انصار پر پیش کیا گیا۔پس سعد بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور تلوار سے اس کے بال کاٹ دے اور اس کو گھر میں قید کیا یہاں تک کہ عثمان نے نکلوایا۔ پس عثمان نے مہاجرین و انصار کی جماعت سے کہا اس پر مشورہ دو کہ اسلام میں کیا ہے - علی نے کہا: میں دیکھتا ہوں اس کو قتل کیا جائے۔ بعض مہاجرین نے کہا عمر کا قتل تو کل ہوا اور اس نے آج قاتل کی بیٹی کو قتل کیا ہے! عمرو بن العاص نے کہا امیر المومنین: بے شک اپ مسلمانوں پر والی و سلطان ہیں۔عثمان نے کہا میں ان کا والی ہوں میں اس پر دیت دیتا ہوں اور اس کو میرے مال سے لیا جائے۔انصار میں سے ایک شخص زِیَادُ بْنُ لَبِیدٍ نے اشعار کہے

عثمان نے اگرچہ دیت دے دی تھی لیکن علی نے اس کو قبول نہیں کیا اور پھر بھی عبید اللہ کے قتل کا ارادہ کیا۔ ممکن ہے مقتول کے ورثاء نے اس دیت کو قبول نہ کیا ہو

کتاب المعارف از ابن قتیبہ میں ہے

و أما «عبيد الله بن عمر بن الخطاب» ، فكان شديد البطش. فلما قتل «عمر» جرّد سيفه فقتل بنت «أبى لؤلؤة» ، وقتل «الهرمزان» ، و «جفينة» - رجلا أعجميّا - وقال: لا أدع أعجميّا إلا قتلته. فأراد «عليّ» قتله بمن قتل، فهرب إلى «معاوية» وشهد معه «صفّين» فقتل.

عبید اللہ بن عمر بن الخطاب شدید غصے میں تھے۔جب عمر کا قتل ہوا اس نے تلوار نکالی اور ابو لوئلوئۃ کی بیٹی کو قتل کر دیا اور الہرمزان کا اور جفینۃ ایک عجمی کا قتل کر دیا اور کہا میں کسی عجمی کو (زندہ) نہیں چھوڑوں گا۔پس علی نے (خلیفہ

بینے پر) اس بناپر (بطور قصاص) عبید اللہ بن عمر بن الخطاب کے قتل کا ارادہ کیا تو یہ معاویہ کے پاس بھاگ گیا اور صفین میں لڑا وہاں قتل ہوا

کتاب البدء والتاریخ از المطہر بن طاہر المقدسی (المتوفی: نحو 355ھ-) میں ہے

وأما عبيد الله بن عمر بن الخطاب فكان شديد البطش وجرد سيفه يوم قتل عمر واستعرض العجم بالمدينة فقتل الهرمزان وابنته وأبا لؤلؤة وجفينة رجلاً فلما صارت الخلافة إلى عليّ عم أراد أن يقتص عنه فهرب إلى معاوية

جب خلافت علی کو ملی تو انہوں نے عبید اللہ بن عمر کے قتل کا ارادہ کیا

جمع القران پر بحث

دور عثمان میں زید بن ثابت بن الضحاک بن زید الانصاری المتوفی ۴۵ ہجری رضی اللہ عنہ [2] کاتب الوحی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ اور ان کی ٹیم قرآن کو واپس کرے گی اور ابو بکر کے جمع کردہ قرآن سے تقابل کرے گی - ہر آیت پر دو گواہ ہونے چاہییے ہیں - یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے کیا گیا (تفصیل صحیحین میں موجود ہے قارئین وہاں دیکھ سکتے ہیں)- زید کی وفات سن ۵۴ ھ میں ہوئی اور اہل تشیع کہتے ہیں کہ زید رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ

2

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ متقدمین شیعوں میں مقبول تھے - کتاب معجم رجال الحديث از السید ابوالقاسم الموسوي الخوئي میں راوی ثابت بن الحجاج کا ذکر ہے کہ یہ زید سے روایت کرتا ہے اور علی کے ساتھ تھا

وكان يروى عن زيد بن ثابت من أصحاب علي عليه السلام

اسی طرح حکیم بن جابر وغیرہ بھی شیعہ رواۃ ہیں جو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے تھے

کلینی کی الکافی کی روایت زید کے خلاف ہے

بوعلي الاشعري، عن محمد بن عبدالجبار، عن ابن فضال، عن ثعلبة بن ميمون عن أبي بصير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: الحكم حكمان حكم الله وحكم الجاهلية، وقد قال الله عزوجل: " ومن أحسن من الله حكما لقوم يوقنون(1) " وأشهدوا على زيد بن ثابت لقد حكم في الفرائض بحكم الجاهلية.

ابو جعفر نے کہا زید بن ثابت جاہلیت کے حکم پر حکم کرتا ہے

معلوم ہوتا ہے کہ سن ۳۰۰ ہجری تک شیعہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر منقسم ہو چکے تھے بعض زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے اور بعض ان کو جاہل قاضی کہتے

قرآن کی قرات تمام ائمہ نے کی ہے - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن پر اعراب علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر لگائے گئے
-ظاہر ہے یہی اصلی قرآن ہے جو اس وقت ہے[3] - وللہ الحمد

3

زيد بن ثابت مخالف مجهول شيعوں نے روايت كيا - الكافي از كليني باب النوادر كي حديث 23 ہے

محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن عبدالرحمن بن أبي هاشم، عن سالم بن سلمة قال: قرأ رجل على أبي عبدالله عليه السلام وأنا أستمع حروفا من القرآن ليس على ما يقرؤها الناس، فقال أبوعبدالله عليه السلام: كف عن هذه القراء ة اقرأ كما يقرأ الناس حتى يقوم القائم فإذا قام القائم عليه السلام قرأ كتاب الله عزو جل على حده وأخرج المصحف الذي كتبه علي عليه السلام وقال: أخرجه علي عليه السلام إلى الناس حين فرغ منه وكتبه فقال لهم: هذا كتاب الله عزوجل كما أنزله [الله] على محمد صلى الله عليه وآله وقد جمعته من اللوحين فقالوا: هو ذا عندنا مصحف جامع فيه القرآن لا حاجة لنا فيه، فقال أما والله ما ترونه بعد يومكم هذا أبدا، إنما كان علي أن اخبركم حين جمعته لتقرؤوه.

سالم بن سلمة نے كہا امام ابو عبد الله كے سامنے كسي شخص نے قرات كي اور ميں سن رہا تھا قرآن كے وہ حروف تھے جو لوگ قرات نہيں كرتے پس امام ابو عبد الله نے فرمايا اس قرات سے رک جاو ايسا ہي پڑھو جيسا لوگ پڑھتے ہيں يہاں تک کہ القائم كھڑے ہوں گے تو كتاب الله كي قرات اس كي حد تک كريں گے اور وہ مصحف نكاليں گے جو علي نے لكھا تھا اور كہا جب علي نے مصحف لكھ كر مكمل كيا اس سے فارغ ہوئے اس كو لوگوں كے پاس لائے اور كہا يہ كتاب الله ہے جو اس نے محمد پر نازل كي اور اس كو انہوں نے الواح ميں جمع كيا تو لوگوں نے كہا وہ جو مصحف ہمارے پاس ہے وہ جامع ہے ہميں اس كي ضرورت نہيں پس علي نے كہا الله كي قسم آج كے بعد اس كو كبھي نہ ديكھو گے يہ ميرے پاس تھا اب جب تم جمع كر رہے ہو تو ميں نے خبر دي كہ اس كو پڑھو

اس روايت كا راوي سالم شيعہ محققين كے نزديک مجہول ہے – الخوئي كتاب معجم رجال الحديث ميں كہتے ہيں

سالم بن سلمة :
روى عن أبي عبدالله عليه السلام ، وروى عنه عبدالرحمان بن أبي
هاشم . الكافي : الجزء 2 ، كتاب فضل القرآن 3 باب النوادر 13 الحديث 23 .
- 22 -
أقول كذا في الوافي والطبعة المعربة من الكافي ايضا ولكن في الطبعة
القديمة والمرآة : سليم بن سلمة ، ولا يبعد وقوع التحريف في الكل والصحيح
سالم أبوسلمة بقرينة الراوي والمروي عنه .

سالم بن سلمة یہ ابو عبد الله سے روايت كرتا ہے اور اس سے عبدالرحمان بن أبي
هاشم . الكافي : الجزء 2 ، كتاب فضل القرآن 3 باب النوادر 13 الحديث 22 اور 23 ميں

ميں كہتا ہوں ايسا ہي الوافي ميں اور الكافي كي الطبعة المعربة ميں ہے ليكن جو قديم طباعت ہے اس ميں ہے سليم بن سلمة اور يہ بعيد نہيں كہ يہ تحريف ہو الكل ميں اور صحيح ہے كہ سالم ابو سلمہ ہے راوي اور مروي عنہ كے قرينہ سے

بخاری روایت کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری کو حکم دیا کہا وہ قرآن کی آیتوں کو جمع کر کے ایک مصحف (کتابی شکل میں) مرتب کریں-انہوں نے اس پر عمل کیا اور یہ مصحف ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا-اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور پھر اُمّ المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس- حذیفہ بن الیمان آرمینیہ اور آذر بائیجان کی جنگوں میں شریک تھے-وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے انہوں نے ان جنگوں میں دیکھا کہ مجاہدین قرات قرآن کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا

الخوئي نے اس راوي کو سالم بن سلمة، أبو خديجة الرواجنى سے الگ کيا ہے جو طوسي کے نزديک ثقہ ہے ليکن الخوئي کے نزديک مجہول ہے

معلوم ہوا کہ تحريف قرآن سے متعلق يہ روايت بي ضعيف ہے

سالم بن سلمة نام کے شخص کي يہ الکافي ميں واحد روايت ہے جس کا ترجمہ بي کتب رجال شيعہ ميں نہيں ہے

زيد کو پسند کرنے والے مجہول شيعوں نے روايت کيا - الکافي کي روايت ہے

محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن عبدالله بن فرقد والمعلى بن خنيس قالا: كنا عند أبي عبدالله عليه السلام ومعنا ربيعة الرأي فذكرنا فضل القرآن فقال أبوعبدالله عليه السلام: إن كان ابن مسعود لا يقرأ على قراء تنا فهو ضال، فقال ربيعة: ضال؟ فقال: نعم ضال، ثم قال أبوعبدالله عليه السلام: أما نحن فنقرأ على قراء ة أبي
ابو عبد الله نے کہا ان کے ساتھ (امام مالک کے استاد اہل سنت کے امام) ربيعة الرأي تھے پس قرآن کي فضيلت کا ذکر ہوا تو ابو عبد الله نے کہا اگر ابن مسعود نے بھي وہ قرات نہيں کي جو ہم نے کي تو وہ گمراہ ہيں – ربيعة الرأي نے کہا گمراہ ؟ امام نے کہا جہاں تک ہم ہيں تو ہم ابي بن کعب کي قرات کرتے ہيں

حاشيہ ميں محقق کہتے ہيں
يدل على أن قراء ة ابى بن كعب أصح القراء ات عندهم عليهم السلام
يہ دليل ہوئي کہ ابي بن کعب کي قرات امام ابو عبد الله کے نزديک سب سے صحيح قرات تھي

اس کي سند ميں معلى بن خنيس ہے نجاشي نے اس کا ذکر کيا ہے
قال النجاشي : ” معلى بن خنيس ، أبوعبدالله : مولى (الصادق) جعفر بن محمد عليه السلام ، ومن قبله كان مولى بني أسد ، كوفي ، بزاز ، ضعيف جدا ، لا يعول عليه ، له كتاب يرويه جماعة

دوسرا شخص عبدالله بن فرقد ہے اس پر بھي شيعہ کتب رجال ميں کوئي معلومات نہيں ہيں

اے امیر المومنین ! اس امّت کی خبر لیجئے اس سے پہلے کہ لوگ کتاب (قرآن میں) اس طرح اختلاف کریں جیسا یہود و نصاریٰ نے کیا تھا-

عثمان رضی اللہ عنہ نے امّ المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہلوایا کہ وہ قرآن کا وہ سرکاری نسخہ بھیج دیں جو ان کے پاس (عمر رضی اللہ عنہ کے بعد) محفوظ ہے بھیج دیں اس کی نقلیں کرانے کے بعد، وہ ان کو واپس کر دیا جائے گا- حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ نسخہ بھیج دیا- عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن حارث رضی اللہ عنہ، عبد للہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن الحارث ابن ہشام رضی اللہ عنہ کو نقلیں کرنے کا حکم دیا- ان چار حضرات میں سے صرف زید رضی اللہ عنہ انصاری تھے باقی تینوں حضرات قریشی تھے- عثمان رضی اللہ عنہ نے ان تینوں کو یہ ہدایت کی کہ جب زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے تمہارا اختلاف ہو، تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل اترا ہے- غرض ان حضرات نے (اس سرکاری) قرآن کی نقلیں کیں اور ان نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ ہر صوبے کو بھیج دیا- عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ (قران کو اس نسخے کے مطابق پڑھا جائے اور) باقی نسخے جلا دیئے جائیں-

دور نبوی میں جمع القرآن

المحبر از محمد بن حبیب بن إیۃ بن عمرو الہاشمی، بالولاء، إبو جعفر البغدادی (المتوفى: 245ھ-) کے مطابق ٦ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں قرآن جمع کیا

سعد بن عبید بن النعمان بن قیس

إبو الدرداء عویمر بن زید بن قیس

ابی بن کعب بن قیس بن عبید

زید بن ثابت بن الضحاک

معاذ بن جبل بن عمرو

اِبوزید ثابت بن زید بن النعمان ابن مالک

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ جَمَعَ القُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: " أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ

انس رضی اللہ عنہ سے قتادہ نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن کس کس نے جمع کیا؟ انھوں نے جواب دیا چار نے جو سب انصار میں سے تھے : اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَاَبُوزَیْدٍ

جمع القرآن تمام صحابہ کا عمل نہیں تھا کیونکہ ہزاروں صحابہ کو قرآن یاد تھا اور سب اس کی تلاوت کرتے تھے لیکن چونکہ تمام قریشی نہیں تھے اس لئے عرب میں ہی میں تلفظ کی معمولی تبدیلی تھی- زبان میں اس لچک کی وجہ سے قرآن کو سات حروف پر نازل کیا گیا اور اس وجہ سے بظاہر دو قراتین الگ الگ محسوس ہوتیں لیکن ایک ہی تھیں [4]

---

[4] مثلا جیسے اردو ہندوستان پاکستان میں بولی جاتی ہے لیکن لکھنو میں بولی جانے والی اردو وہ نہیں جو حیدر آباد ہندوستان میں بولی جاتی ہے یا پاکستان میں یا دلی میں بولی جاتی ہے بعض

جمع القرآن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہو چکا تھا اور جمع شدہ نسخہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ اسی نسخہ کی قرات دور عمر میں تراویح میں کی جاتی تھی[5]۔ دور عثمان میں واپس اس کی ضرورت محسوس کی گئی کہ قرآن کے وہ نسخے

تلفظ کی تبدیلی ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں ہو جاتی ہے لیکن اس سے مفہوم میں کوئی تبدیلی نہیں اتی –

[5]

ابی بن کعب اور عمر کا قرآن پر اختلاف تھا؟
بعض لوگوں نے عمر اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اختلاف قرات کے حوالے سے تذکرہ کیا اور اس میں اپنی طرف سے الفاظ بڑھا کر بات کو اپنے مدعا میں پیش کیا
حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الفَضْلِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحَنِ أُبَيٍّ، وَأُبَيٌّ يَقُولُ: «أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلاَ أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ»، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا} [البقرة: 106]
ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ابی بن کعب ہمارے قاری ہیں اور بے شک ہم لحن ابی (تلفظ) پر جاتے ہیں اور ابی کہتے ہیں کہ میں نے تو اس قرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے، میں اس میں سے کوئی چیز چھوڑنے والا نہیں اور (جبکہ) اللہ نے خود فرمایا ہے کہ ماننسخ من آیة اوننسها الآیة یعنی ہم جب کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں پھر یا تو اسے بھلا دیتے ہیں یا اس سے بہتر لاتے ہیں۔
عربی لغت مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار از جمال الدين، محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي الكجراتي (المتوفى: 986هـ) کے مطابق الفاظ
لندع من "لحن" أبي، هو الطريق واللغة، وأراد روايته وقراءته
لندع من "لحن" أبي (بن کعب) یہ طریقہ ہے اور لغت ہے اور مقصد ہے انکی روایت اور قرات کے مطابق

دوسری روایت ہے
بخاری حدیث ٤٤٨١ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: " أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ، وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ، وَذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُولُ: لاَ أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ". وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا}

جو لوگوں کے پاس ان کو تلف کیا جائے - اس کی وجہ یہ تھی کہ اصحاب رسول نے تفسیری جملے اور لحن کے فرق کو بھی اپنے نسخوں میں لکھ دیا تھا—اس طرح ایک متن قرآن تھا اور پھر اس پر حاشیہ تھا لیکن چونکہ سیاہی ایک ہی تھی دیکھنے میں نئے پڑھنے والے کو معلوم ہونا مشکل تھا کہ کیا اصل متن ہے اور کیا تفسیر ہے- تفسیری جملے ام المومنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہا کے نسخوں میں بھی درج تھے -

پھر اصحاب رسول و تابعین چونکہ عرب تھے وہ بعض اوقات احادیث میں قرآن سناتے وقت اپنے علاقے کی عربی میں الفاظ بول جاتے تھے - اس وجہ سے قرآن کو قریش کی عربی پر لانا ضروری تھا کیونکہ نبی علیہ السلام قریشی تھے مصری، یمنی، شامی، عراقی نہیں تھے - اب راقم مثالیں پیش کرتا ہے کہ کس طرح متن میں الفاظ بدل جاتے تھے - غیر عرب عجمی ان باتوں سے لا علم تھے ان کے نزدیک عربی عربی تھی چاہے کوئی بھی بول رہا ہو —

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابی بن کعب ہمارے لئے قرات کرتے ہیں اور علی ہمارے قاضی کے فیصلے کرتے ہیں اور ہم بلا شبہ ان ابی بن کعب کے قول (لحن) پر جاتے ہیں اور یہ ابی بن کعب کہتے ہیں میں کسی چیز کو نہیں چھوڑ سکتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو ، جبکہ اللہ نے کہا ہم نے جو آیت بھی منسوخ کی یا اسے بھلایا تو پھر اس سے اچھی آیت لائے۔
یعنی باوجود اس کے کہ ابی بن کعب منسوخ قرات بھی کرتے ہیں ہم انہی کی قرات لیتے ہیں اور اسکی دلیل ہے کہ
عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں نماز التراویح کے لئے مسلمانوں کو مسجد النبی میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرات پر جمع کیا بخاری ہی کی حدیث ہے فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ان سب پر ابی بن کعب کو (امام) کیا
اس پر مزید یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی جمع القرآن کی کمیٹی میں ابی بن کعب شامل تھے اس کا مطلب ہے کہ وہ منسوخ آیات بھی ہم قرات کرتے ہیں جن کے لئے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ انکو چھوڑ سکتے ہیں

صحابہ کی متن قرآن میں درج کردہ تشریحات

دور صحابہ میں تفسیر کی کتب اور مصاحف الگ الگ نہیں تھے بلکہ تشریحی و تفسیری آراء کو مصحف میں ہی لکھا جارہا تھا اوراس میں اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔اسی طرح کی کچھ روایات ہیں جن سے بعض کو اشتباہ ہوا کہ گویا یہ اضافی تشریحی الفاظ قرات کا حصہ ہیں مثلا

فی مواسم الحج: صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "كَانَتْ عُكَاظُ، وَمَجَنَّةُ، وَذُو المَجَازِ، أَسْوَاقًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الإِسْلاَمُ، فَكَأَنَّهُمْ تَأَثَّمُوا فِيهِ، فَنَزَلَتْ: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ} [البقرة: 198] فِي مَوَاسِمِ الحَجِّ" قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قرآن کی آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ پڑھی تو اس کے بعد فی مواسم الحج بھی پڑھا- ابن عباس کا مقصد شرح و تفسیر کرنا تھا لیکن سنن ابو داود میں راوی عُبید بن عُمَیرٍ کہتا ہے یہ قرات تھی

قال: فحدَّثني عُبيد بن عُمَيرٍ أنه كان يقرؤها في المصحف

عُبید بن عُمَیرٍ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن عباس اس کو مصحف میں قرات کرتے تھے

شعَيب الأرنؤوط سنن ابو داود کی روایت کے الفاظ پر تعلیق میں لکھتے ہیں

وهذا إسناد ضعيف. عبيد بن عمير: هو مولى ابن عباس فيما قاله أحمد بن صالح المصري الحافظ، وأيده المزي في ترجمة عبيد بن عمير مولى ابن عباس من "تهذيب الكمال" 19/ 226 – 227، لأن ابن أبي

ذئب – وهو محمد بن عبد الرحمن بن المغيرة العامري – يقول في آخر الحديث: ''فحدثني عبيد بن عمير''، ولم يدرك ابن أبي ذئب عبيدَ بن عمير الليثي الثقة. وعبيد بن عمير مولى ابن عباس مجهول

اس کی اسناد ضعیف ہیں عبید بن عمیر ... مجھول ہے

الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

عبيد بن عمير [د] . عن ابن عباس. لا يعرف. تفرد عنه ابن أبي ذئب

عبید بن عمیر، ابن عباس سے روایت کرتا ہے میں نہیں جانتا اس سے روایت کرنے میں ابن اِبی ذئب کا تفرد ہے

کتاب تجرید الأسماء والکنی المذکورۃ فی کتاب المتفق والمفترق للخطیب البغدادی از القاضی اِبی یَعْلَی البغدادی (المتوفی: 580ھ-) کہتے ہیں

قال عبد الله بن سليمان: ليس هذا عبيد بن عمير الليثي، هذا عبيد بن عمير مولى أم الفضل، ويقال: مولى ابن عباس

عبد اللہ بن سلیمان نے کہا یہ عبید بن عمیر اللیثی نہیں ہے یہ عبید بن عمیر اِم الفضل اور کہا جاتا ہے مولی ابن عباس ہے

وَرَاءَهُمْ یا أَمَامَهُمْ : اسی طرح کے تشریحی الفاظ سورہ الکھف کے لئے بھی ہیں

{وَكَانَ وَرَاءَهُمْ} [الكهف: 79] وَكَانَ أَمَامَهُمْ – قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَامَهُمْ مَلِكٌ

اور ان کے پیچھے – اور انکے آگے اس کو قرات کیا ابن عباس نے

وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا

اوران کے پیچھے بادشاہ تھاجو ہر سفینہ کو غصب کرلیتا

راوی کو اشتباہ ہوا یہ قرات ہے جبکہ یہ شرح ہے – موسی وخضر کشتی میں تھے کشتی آگے جارہی تھی لیکن الفاظ ہیں وَرَاءَهُمْ یعنی ان کے پیچھے- وَرَاءَهُمْ قریش کی عربی ہے جس میں قرآن نازل ہوا

مثلاً قرآن میں ہے مِّن وَرَآئِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَى مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ

الأخفش کتاب معانی القرآن ل میں لکھتے ہیں

.وقال {مِّن وَرَآئِهِ} اي: من أمامه

اوران کے پیچھے جہنم ہے...اور کہا مِّن وَرَآئِهِ یعنی ان کے آگے

یعنی قریش کی زبان میں وَرَاءَهُمْ کا مفہوم أَمَامَهُمْ تھا

الصَّلَاةِالْوُسْطَىٰ : یہی معاملہ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ

سب نمازوں کی حفاظت کیا کرو اور (خاص کر) درمیانی نماز کی اور اللہ کے لیے ادب سے کھڑے رہا کرو

میں بھی ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اس میں تشریحی اضافہ کیا کیونکہ تفسیر الگ نہیں تھیں اور مصحف لوگوں کا ذاتی نسخہ ہوتا تھا عام پڑھنے کے لئے نہیں تھا

عبد اللہ ابن مسعود کا اختلاف

عباسی دور میں مشہور کیا گیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ عثمان کے اس فعل سے خوش نہ تھے

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ خُمَيْرِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُمِرَ بِالْمَصَاحِفِ أَنْ تُغَيَّرَ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَغُلَّ مُصْحَفَهُ فَلْيَغُلَّهُ فَإِنَّ مَنْ غَلَّ شَيْئًا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ ثُمَّ قَالَ قَرَأْتُ مِنْ فَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِينَ سُورَةً أَفَأَتْرُكُ مَا أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خمیر بن مالک کہتے ہیں کہ حکم ہوا کہ مصاحف قرآنی کو بدل دیا جائے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے جو شخص اپنا نسخہ چھپا سکتا ہو، چھپالے، کیونکہ جو شخص جو چیز چھپائے گا، قیامت کے دن اس کے ساتھ ہی آئے گا، پھر فرمایا کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دہن مبارک سے ستر سورتیں پڑھی ہیں، کیا میں ان چیزوں کو چھوڑ دوں، جو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حاصل کی ہیں

مسند ابو داود طیالسی میں ہے عبد اللہ ابن مسعود نے یہ بھی کہا

وَإِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَصَبِيٌّ مِنَ الصِّبْيَانِ

اور زید بن ثابت تو بچوں میں ایک بچہ تھا

گویا کہ جمع القران زید بن ثابت نے کیا حالانکہ اس میں ابی بن کعب بھی موجود ہیں

مسند احمد میں ہے ابن مسعود نے کہا

وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَهُ ذُؤَابَةٌ فِي الْكُتَّابِ

اور زید بن ثابت اس کے لئے الکتاب گچھا ہے[6]

یعنی زید کے پس کا روگ نہیں ہے

ان تمام کی سند میں خمیر بن مالک کا تفرد ہے ابن إبي حاتم کی کتاب الجرح والتعديل 391/3، کے مطابق یہ کوفی ہے حمصی نہیں ہے- اس خمیر بن مالک نام کے دو راوی ہیں ایک کوفی ہے اور ایک شامی ہے- کوفی سے صرف ابي اسحاق روایت کرتا ہے اور ابن مسعود بھی کوفہ میں تھے دوسرا شامی ہے جس سے صرف عَبد اللهِ بْن عِيسَى روایت کرتا ہے بعض لوگوں کو اس میں اشتباہ ہوا اور انہوں نے اس کو شامی سمجھ کر روایت کو صحیح سمجھا- اصلا یہ خمیر بن مالک کوفی ہے- اس کی وضاحت کتاب تجريد الأسماء والكنى المذكورة في كتاب المتفق والمفترق للخطيب البغدادي از القاضي أبي يَعْلَى البغدادي، الحنبلي (المتوفى: 580هـ) میں موجود ہے- خمیر بن مالک کوفی مجھول ہے جس کا اتا پتا نہیں کون ہے لہٰذا روایت ضعیف ہے- اہل تشیع نے اس کو حمزہ بن مالک لکھا ہے

مسند احمد میں ہے

66

امالی از طوسی میں ہے

أخبرنا ابن مخلد، قال أخبرنا أبو عمرو، قال حدثنا جعفر بن محمد بن شاكر الصائغ، قال حدثنا قبيصة بن عقبة، قال حدثنا سفيان، عن أبي إسحاق، عن حمزة بن مالك، قال قال عبد الله لقد قرأت من في رسول الله)صلى الله عليه و آله(سبعين سورة، و زيد بن ثابت له ذؤابتان يلعب مع الصبيان.

حدثنا عفان حدثنا عبد الواحد حدثنا سليمان الأعمش عن شَقِيق بن سَلَمة قال: خطَبَنَا عبدُ اللّٰه بن مسعود فقال: لقد أخذتُ من في رسول اللّٰه — صلى اللّٰه عليه وسلم — بضعاً وسبعين سورة، وزيد بن ثابت غلام له ذؤابتان، يلعبُ مع الغِلْمان

شَقِيق بن سَلَمة کہتے ہیں عبد اللہ ابن مسعود نے خطبہ دیا بلا شبہ میں نے رسول اللہ سے ستر کے قریب سورہ لیں اور زید بن ثابت تو لڑکا تھا جس کے (سر پر) دو (بالوں کے) لچھے تھے لڑکوں کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا

یعنی زید بن ثابت کے سر کے بال تک صحیح طرح نہیں نکلے تھے جب ابن مسعود مدینہ میں انکو دیکھتے تھے

اسکی سند میں عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ہے جو مظبوط راوی نہیں ہے تہذیب التہذیب ج 435-434/6 کے مطابق اس پر یحییٰ القطان نے کلام کیا ہے

وقال صالح بن احمد عن علی بن المدینی: سمعت یحی بن سعید یقول: ما رایت عبد الواحد بن زیاد یطلب حدیثاً قط بالبصرۃ ولا بالکوفۃ، وکنا نجلس علی بابہ یوم الجمعۃ بعد الصلاۃ إذاکرہ حدیث الأعمش فلا نعرف منہ حرفاً

صالح بن احمد عن علی بن المدینی کہتے ہیں میں نے یحییٰ کو سنا انہوں نے کہا میں نے کبھی بھی عبد الواحد کو بصرہ یا کوفہ میں حدیث طلب کرتے نہ دیکھا اور ہم جمعہ کے بعد دروازے پر بیٹھے تھے کہ اس نے الاعمش کی حدیث ذکر کی جس کا ایک حرف بھی ہمیں پتہ نہ تھا

زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ہجرت سے ۱۲ سال قبل پیدا ہوے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حبشہ ہجرت کر گئے اور وہاں سے جنگ بدر سے پہلے مدینہ پہنچے تو اس وقت تک زید بن ثابت ۱۳ یا ۱۴ سال کے تھے جو اسلام میں لڑکوں کی بلوغت کی عمر ہے ظاہر ۱۳ یا ۱۴ سال کے لڑکے کے سر پر بالوں کے دو لچھے نہیں ہوتے نہ وہ بچہ سمجھا جاتا ہے

ترمذی ح ۳۱۰۴ میں ہے

قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، كَرِهَ لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَسْخَ الْمَصَاحِفِ ... وَاللَّهِ لَقَدْ أَسْلَمْتُ وَإِنَّهُ لَفِي صُلْبِ رَجُلٍ كَافِرٍ يُرِيدُ زيد بن ثابت

امام زہری نے کہا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ نے کہا کہ عبد اللہ ابن مسعود زید بن ثابت سے کراہت کرتے کہ مصاحف مٹا دیے گئے ...اور اللہ کی قسم میں ایمان لایا جب یہ زید تو ایک کافر کے صلب میں تھا

لیکن مصاحف تلف کرنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت کا حکم تھا نہ کہ زید رضی اللہ عنہ کا- سندا یہ بات منقطع ہے

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ کا سماع عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے

بخاری حدیث ۵۰۰۰ میں ہے

حدثنا عمر بن حفص، حدثنا أبي، حدثنا الأعمش، حدثنا شقيق بن سلمة، قال خطبنا عبد الله فقال والله لقد أخذت من في رسول الله صلى الله عليه وسلم بضعا وسبعين سورة، والله لقد علم أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أني من أعلمهم بكتاب الله وما أنا بخيرهم. قال شقيق فجلست في الحلق أسمع ما يقولون فما سمعت رادا يقول غير ذلك.

ہم سے عمرو بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے کچھ اوپر ستر سورتیں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں حالانکہ میں

ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

یہ روایت صحیح کی ہے اس میں وہ طنزیہ جملے نہیں جو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے راویوں نے نقل کیے ہیں نہ اس میں قرآن کے مصاحف چھپانے کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ دور عباسی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اختلاف کرنے کی روایات مجہول لوگوں نے بیان کیں

جمع القران میں عربی کی غلطیاں ہوئیں؟

769- حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: نا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: نا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ لَحْنِ الْقُرْآنِ: {إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ} (1) ، {وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزكاة} (2) ، وَ (4) (إِنَّ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ) (3) ، فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي، هَذَا عَمَلُ الْكُتَّاب، أخطأوا في الكِتَاب

عروہ کہتے ہیں کہ ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان آیات کے بارے میں پوچھا

(3) {إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ} (1) ، {وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزكاة} (2) ، اور (إِنَّ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ)

تو انہوں نے جواب دیا اے میری بہن کے بیٹے! یہی تو کاتبین کرتے ہیں کہ لکھتے ہوئے خطا کر دیتے ہیں

راقم کہتا ہے یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ عربی صحیح ہے تو اس پر کوئی اعتراض کیسا ہِشَام بْنُ عُرْوَةَ آخری عمر میں عراق گئے اور وہاں ان پر بعض محدثین کے مطابق اختلاط کا اثر تھا

شیعہ عالم کتاب مراجعات قرآنية إسئلة شبهات.. وردود تاٴلیف السيد رياض الحكيم کہتے ہیں

س 504_ لماذا لم ينصب اسم (إنْ) فيقول: إنّ هذين لساحران، وليس: ((إِنْ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ))؟

ج_ أولاً: ان هذا ليس غلطاً، بل قد يكون جرياً على لغة (كنانة) الذين يثبتون ألف المثنى في كل الأحوال :فيقولون إنّ الرجلان نائمان قال بعض شعرائهم

السيد رياض الحكيم نے اس بات کو رد کیا کہ اس آیت میں عربی کی کوئی غلطی ہے

شیعہ عالم علی الکورانی کتاب تدوين القرآن میں اسی روایت کا ذکر کر کے کہتے ہیں

ما وردت روايات اخرى تدعي ان الكتاب عندما جمعوا القرآن اشتبهوا في الكتابة ودخلت اغلاطهم في نسخة القرآن عروة , عن ابيه قال : سالت عائشة رضي الله عنها عن لحن القرآن ان هذان لساحران وقوله ان الذين آمنوا والذين هادوا والصابئون والنصارى والمقيمين الصلاة والمؤتون الزكاة واشباه ذلك ؟ فقالت : اي بني ان الكتاب يخطئون) وهي روايات مرفوضة

یہ روایات مسترد شدہ ہیں

یعنی یہ روایت اہل تشیع کے علماء خود قبول نہیں کرتے

الحمد للہ اہل تشیع خود کہتے ہیں کہ وہ قرآن کو کامل مانتے ہیں لیکن ان کے بعض جہلاء ابھی تک ۵۰۰ ہجری میں زندہ ہیں

بعض آیات غائب ہو گئیں ؟

واضح رہے آیات کا منسوخ ہونا اور ان کا مصحف میں نہ لکھا جانا دو الگ باتیں ہیں قرآن کی بہت کی آیات منسوخ القرات ہیں لیکن حکم باقی ہے اسی طرح بہت سی منسوخ ہیں جن کی قرات کی جاتی ہے لیکن حکم باقی نہیں ہے

لیکن یہاں بحث اس پر ہے کہ کیا کچھ ایسا بھی تھا جو قرآن میں نہ لکھا جا سکا- بعض سطحی قسم کے لوگوں نے منسوخ القرات کی بات کو آیات کے مفقود ہونے سے ملا دیا جو صحیح نہیں ہے- دور بنو عباس میں بعض لوگوں نے عثمان پر الزام لگایا کہ انہوں نے قرآن جمع کرنے میں بعض آیات نہیں لکھیں-

کتاب فضائل القرآن للقاسم بن سلام از ابو عُبید القاسم بن سلّام (المتوفى: 224ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ‘‘ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ قَدْ أَخَذْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ وَمَا يُدْرِيهِ مَا كُلُّهُ؟ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ قُرْآنٌ كَثِيرٌ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: قَدْ أَخَذْتُ مِنْهُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ ’’

ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب اور انہوں نے نافع اور انہوں نے ابنِ عمر سے کہ انہوں نے کہا: کوئی یہ نہ کہے کہ اس نے تمام قرآن پا لیا ہے، اور اسے کیا پتہ کہ اس کا تمام کیا ہے، اس میں سے بہت سا قرآن چلا گیا، بلکہ اسے کہنا چاہیے: میں نے اس سے (قرآن سے) وہی کچھ لیا ہے جو اس میں ظاہر ہوا ہے

اس روایت کو إسماعیل بن إبراہیم بن مقسم الأسدی المعروف بابن عُلَیَّة، ایوب بن إبي تمیمة کیسان السختیانی پیدائش ٦٨ ھ –المتوفی ١٣١ھ – کے واسطے سے بیان کر رہے ہیں –ایوب مدلس ہیں اور اس مخصوص روایت کی تمام اسناد میں ان کا تفرد ہے اور ہر سند عن سے ہے-ظاہر ہے یہ محدثین کے نزدیک مظبوط نہیں

شارحین کے مطابق اس سے مراد قرآن کی منسوخ القرات آیات کا ذکر ہے جن کی تعداد کا علم نہیں کیونکہ وقتا فوقتا قرآن میں سے کچھ آیات واپس لی گئیں اور ان کی قرات منسوخ کر دی گئی اور الفاظ اٹھ گئے

کتاب فضائل القرآن للقاسم بن سلام از إبو عُبید القاسم بن سلّام (المتوفى: 224ھ-) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: قَالَ لِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: يَا زِرُّ، كَأَيِّنْ تَعُدُّ؟ أَوْ قَالَ: كَأَيِّنْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْأَحْزَابِ؟ قُلْتُ: اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ آيَةً، أَوْ ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ آيَةً. فَقَالَ: «إِنْ [ص:321] كَانَتْ لَتَعْدِلُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَإِنْ كُنَّا لَنَقْرَأُ فِيهَا آيَةَ الرَّجْمِ» . قُلْتُ: وَمَا آيَةُ الرَّجْمِ؟ قَالَ: (إِذَا زَنَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللَّهِ. وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ)

زِرّبنِ حُبَیْشٍ کہتے ہیں اُبي بن کعب نے مجھ سے کہا: اے زر تم نے سورۃالاحزاب میں کتنی آیات شمار کیں اور پڑھیں؟ میں نے کہا: بہتر یا تہتر، اس نے کہا: یہ طوالت میں سورۃ بقرۃ جتنی تھی اور ہم اس میں رجم کی آیت بھی پڑھا کرتے تھے، تو میں نے ان سے کہا: رجم کی آیت کیا ہے؟ ابي نے کہا: (إِذَا زَنَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللَّهِ. وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ)

یعنی رجم کی آیت جس کی تلاوت منسوخ ہوئی وہ سورہ الاحزاب میں تھی

الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ کا خلیفہ المہدی کے دور میں انتقال ہوا یہ بھی مدلس تھے اور ابو داود کہتے ہیں جب صرف حدثنا کہیں اسی وقت قبول کرتے یہاں ان کا عنعنہ ہے لہذا ضعیف سند ہے- ان کے دادا ابو اُمَيَّة مولی عمر بن الخطاب تھے یعنی عمر کے آزاد کردہ غلام تھے

الالوسی کہتے ہیں و كل خبر ظاهره ضياع شيء من القرآن إما موضوع أو مؤوّل

ہر وہ خبر جس میں قرآن میں کسی چیز کے ضائع ہونے کی بات ہے وہ گھڑی ہوئی یا بڑھ ہے

شَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوهُمَا

امام مالک، امام یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

قَالَ: إِيَّاكُمْ أَنْ تَهْلِكُوا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ». أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِي كِتَابِ اللَّهِ. فَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ: زَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى لَكَتَبْتُهَا — الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوهُمَا أَلْبَتَّةَ — فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ:، قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: «فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْحِجَّةِ حَتَّى قُتِلَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللَّهُ»

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي: «الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةَ فَارْجُمُوهُمَا أَلْبَتَّةَ

تم آیت رجم کا انکار کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے بچو۔ ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کہیں کہ ہم تو اللہ کی کتاب میں دو سزاؤں (تازیانہ اور رجم) کا ذکر کہیں نہیں پاتے۔ بے شک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، مجھے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے

اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا تو میں یہ آیت : اَلشَّیۡخُ وَالشَّیۡخَۃُ فَارۡجُمُوۡھُمَا اَلۡبَتَّۃَ ” بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کو لازماً رجم کر دو، قرآن مجید میں لکھ دیتا، اِس لیے کہ ہم نے یہ آیت خود تلاوت کی ہے۔

امام مالک نے کہا کہ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ سعید بن المسیب نے کہا اَلشَّیۡخُ وَالشَّیۡخَۃَ سے مراد الثّیِّب وَالثَّیِّبَۃَ (شادی شدہ زانی) ہے – یہ ادبی انداز ہے کہ انداز ہے کہ بڑھا یا بڑھی کو رجم کرو اس میں یہ مستتر ہے کہ وہ شادی شدہ ہیں

موطا کی روایت کی سند کا مسئلہ ہے کہ اس میں سعید بن المسیب کا سماع عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے

کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھ) کے مطابق

قال یحییٰ القطان سعید بن المسیب عن عمر رضی اللہ عنہ مرسل

یحییٰ بن سعید جو اس روایت کے ایک راوی ہیں وہ خود کہتے ہیں کہ سعید بن المسیب کی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہے

کیونکہ سعید بن المسیب ، عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے عمر کو دیکھا کچھ سنا نہیں

شاید اسی وجہ سے امام بخاری نے یہ روایت ایک دوسری سند سے دی ہے – امام بخاری اس کو عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللَّہِ بْنِ عَبْدِ اللَّہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کی سند سے صحیح میں دو جگہ لکھا ہے

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) بے شک، اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور اُن پر اپنی کتاب نازل کی۔ اُس میں آیت رجم بھی تھی۔ چنانچہ ہم نے اُسے پڑھا اور سمجھا اور یاد کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِسی بنا پر رجم کیا اور اُن کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ کہنے والے کہیں گے کہ ہم تو رجم کی آیت اللہ کی کتاب میں کہیں نہیں پاتے اور اِس طرح اللہ کے نازل کردہ

ایک فرض کو چھوڑ کر گم راہ ہوں گے۔ یاد رکھو، رجم اللہ کی کتاب میں ہر اُس مرد و عورت پر واجب ہے جو شادی کے بعد زنا کرے

غامدی صاحب نے الشیخ اور الشیخۃ سے ایک بوڑھا اور بوڑھی لیا اور اس کو ایک مہمل بات قرار دیا ہے – حالانکہ جب بات زنا کے تناظر میں ہو تو اس کو سمجھنا مشکل نہیں – مثلا آج الشیخ کا لفظ علماء کے لئے عرب ملکوں میں عام ہے کسی کو الشیخ بولا جائے تو وہ ہو سکتا ہے کوئی امیر آدمی ہو یا عالم ہو یا قبیلہ کا سردار ہو۔ آج سیدنا کا لفظ انبیاء کے ساتھ استعمال ہونے لگا ہے خود غامدی صاحب بھی کرتے ہیں لیکن سو سال پہلے اس طرف انبیاء کے ساتھ سیدنا نہیں لکھا جاتا تھا – اسی طرح علم حدیث کے قدیم قلمی نسخوں میں کہیں بھی انبیاء کے ناموں کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا علیہ السلام نہیں لکھا ملتا لیکن آج جو نئی کتب چھپ رہی ہیں ان میں یہ لاحقہ عام ہے – نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں الشیخ ایک عمر رسیدہ اور منجھے ہوئے شخص کے لئے بولا جاتا تھا اور عربوں میں ایسے لوگ عموما شادی شدہ ہی ہوتے تھے۔ قرآن میں شیخا کا لفظ ہے جس کو سارہ علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے استعمال کیا (سورہ الھود) – الشیخ کبیر کا لفظ یعقوب علیہ السلام کے لئے سورہ یوسف میں ہے اور شیخ مدین سسر موسی کے لئے سورہ قصص میں ہے – اور سورہ الغافر میں شیوخا کا لفظ ہے – یعنی بعض کا یہ کہنا کہ شیخ کا لفظ غیر قرانی ہے اور مخمل میں ٹاٹ کا پیوند ہے صحیح نہیں – الشیخ والشیخۃ کے حوالے سے کتب شیعہ مثلا تہذیب الأحکام للطوسی 195/8، الاستبصار 377/3، اور وسائل الشیعۃ از الحر العاملی 610/15 میں بھی روایت ہے جس کو بعض متقدمین شیعہ جمع القرآن پر اعتراض کے حوالے سے پیش کرتے ہیں اس میں بما قضیا الشھوۃ کے الفاظ بھی ہیں – ان کے اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بعض لوگوں نے یہ حل نکالا کہ اس روایت کا انکار کر دیا جائے – اور اسی وجہ سے اس پر بحث کا باب کھل گیا اور دور قدیم سے ابھی تک اس میں ایک خلجان پایا جاتا ہے – فقہاء نے اس کا حل یہ دیا کہ آیت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی ہے – اہل تشیع کے مطابق امام جعفر اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ بما قضیا الشھوۃ اور رجم کا حکم دیتے یعنی رجم کی سزا کا حکم ان کے ہاں بھی ہے – اہل تشیع کا جمع القرآن پر اعتراض غیر منطقی ہے کیونکہ قرآن ابو بکر رضی اللہ

عنہ نے جمع ضرور کیا لیکن وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور تک تقسیم نہیں ہوا تھا ۔عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی جو قرآن پڑھا جاتا تھا اس کا کوئی ایک نسخہ نہ تھا مختلف قرات تھیں اور یہ قرات علی اور عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کر رہے تھے جس سے ظاہر ہے کہ یہ آیت نہ علی کی قرات میں تھی نہ عمر کی- سوال اٹھتا ہے کہ شیعوں نے اس قرات کو کب اور کیوں چھوڑا اگر یہ علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی قرات تھی ؟ اس کا جواب ان کے پاس بھی نہیں ہے اور امام جعفر کو تو پتا ہو گا کہ اصلی قرآن کیا ہے تو ایک دفعہ ہی اس کو املا کرا دیتے ۔انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا

بخاری کی اس حدیث میں کسی علت کا علم نہیں ہے لہذا اس کو رد نہیں کیا جاتا ۔ ممکن ہے رجم کی یہ آیت ہو اور منسوخ ہو گئی ہو ایسا دوسری آیات میں بھی ہوا ہے ۔ لیکن یہاں اس کو ایک اور زاویہ سے بھی دیکھ سکتے ہیں- اگر کوئی رجم کی سزا کو توریت کے تناظر میں سمجھے تو مسئلہ فورا حل ہو جاتا ہے کہ یہ حکم یہود کے لئے توریت سے لیا گیا اور ایسا ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہود پر سخت سزا اور مسلمانوں پر کم تر سزا نافذ کی جاتی ۔ سوال اٹھتا ہے کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ شادی شدہ یہودی نے شادی شدہ مسلمان سے پہلے زنا کیا اور مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش ہوا؟ مدینہ میں یہود کے تین بڑے قبائل تھے دو نکال دے گئے ۔ تسرے قبیلہ بنو قریظۃ کے مردوں کو قتل کیا گیا جس کا ذکر آ رہا ہے یہ سب سن ۵ ہجری میں ہوا ۔ایک روایت کے مطابق یہود نے جب زنا کی اپنی خود ساختہ سزا کو نافذ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا کہ توریت لاؤ اور پڑھو تو ان کے ایک عالم عَبْدَ اللهِ ابْنَ صُورِيَا نے اس کو پڑھا اور آیات پر ہاتھ رکھ کر اسکو چھپایا (مسند الحمیدی، مسند احمد، صحیح ابن حبان، شرح مشکل الآثار، البدایۃ والنہایۃ) ۔ سیرت ابن اسحٰق اور البدایۃ والنہایۃ از ابن کثیر کے مطابق یہ اس وقت عرب میں یہود کا سب سے بڑا عالم تھا اور بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ الْفِطْيَوْنِ میں سے تھا ۔ سنن الکبری البیہقی کے مطابق اس توریت کو پڑھنے والے واقعہ کے وقت ابن صوریا کے ساتھ بنی قریظہ والے تھے ۔ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جن کو رجم کا حکم دیا وہ یہودی تھے (مصنف عبد الرزاق) - ان تمام شواہد کی روشنی میں واضح ہے کہ یہود پر رجم کی حد سن ۵ ہجری یا اس سے قبل لگی اور یہ مدینہ میں سب سے پہلے یہود پر لگی

مصری ابْنِ لَہِیعَۃَ قرآن پر روایات

عَبد اللہِ بُن لَہِیعَۃ عباسی خلفاء کے منظور نظر تھے اور یہ پہلے قاضی ہیں جن پر اسلام میں رشوت لینے کا الزام ہے

سن ۱۵۵ ہجری میں السفاح کے دور میں ان کو خلیفہ بنا دیا گیا[7]

ابْنِ لَہِیعَۃَ مدلس ہے اور عن سے روایت نا قابل قبول ہے

ابْنِ لَہِیعَۃَ کو آخری عمر میں اختلاط ہوا اس لئے اس کی روایات مطلقاً قبول نہیں کی جاتیں

---

[7] یہ ایک حدیث پیش کرتے جو کتاب الفتن از ابو نعیم میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ، عَنْ يَدُومَ الْحِمْيَرِيِّ، سَمِعَ تُبَيْعَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: «يَعِيشُ السَّفَّاحُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، اسْمُهُ فِي التَّوْرَاةِ طَائِرُ السَّمَاءِ»

السفاح چالیس سال زندہ رہیں گے ان کا نام توریت میں آسمانی پرندہ ہے

ابْنِ لَہِیعَۃَ نے اپنی کتب سے روایات بیان کیں لیکن جب لوگوں کو شک ہوا تو سن ۱۷۰ ہجری میں مرنے سے چار سال قبل اس کی کتب جل گئیں۔ابْنِ لَہِیعَۃَ نے قرآن کے حوالے سے تین عجیب روایات بیان کیں

کتاب فضائل القرآن للقاسم بن سلام از ابو عُبید القاسم بن سلّام (المتوفى: 224ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ بَجَالَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، مَرَّ بِرَجُلٍ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ (النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ، وَهُوَ أَبُوهُمْ) فَقَالَ عُمَرُ: «لَا تُفَارِقْنِي حَتَّى نَأْتِيَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ» . فَأَتَيَا أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقَالَ: «يَا أُبَيُّ، أَلَا تَسْمَعُ كَيْفَ يَقْرَأُ هَذَا هَذِهِ الْآيَةَ؟» فَقَالَ أُبَيٌّ: «كَانَتْ فِيمَا أُسْقِطَ» . قَالَ عُمَرُ: " فَأَيْنَ كُنْتَ عَنْهَا؟ فَقَالَ: شَغَلَنِي عَنْهَا مَا لَمْ يَشْغَلْكَ

عبد الغفار بن داود نے ابْنِ لَہِیعَۃَ سے اور اس نے علی بن دینار سے روایت کیا اس نے بَجَالَۃَ سے روایت کیا کہ عمر بن الخطاب ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو مصحف میں پڑھ رہا تھا، النَّبِیُّ اَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ، وَهُوَ اَبُوهُمْ (سورۃ احزاب آیت 6)، تو عمر نے اس سے کہا: جب تک اُبی بن کعب نہ جائیں تم مجھے چھوڑ کر مت جانا، اور جب اُبی بن کعب آ گئے تو عمر نے ابی سے کہا: اے اُبی تم نے سنا یہ کیسے تلاوت کرتا ہے؟ ابی نے کہا گویا کہ یہ اس (قرآن) میں (لکھنے) سے رہ گئی عمر نے اس شخص کو کہا تم کو یہ کہاں سے ملی؟ اس نے کہا میں اس میں مشغول رہا اور آپ اس اس میں مشغول نہیں رہے

بَجَالَۃُ بْنُ عَبَدَۃَ التَّمِیمِیُّ الْبَصْرِیّ کا سماع عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے کتاب المعرفۃ از بیہقی کے مطابق امام الشافعی کہتے ہیں یہ مجھول ہے

روایت اوٹ پٹانگ ہے – ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جب عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن جمع کیا تو پھر بھی نہیں لکھا

کتاب فضائل القرآن للقاسم بن سلام از ابو عُبید القاسم بن سلّام (المتوفی: 224ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ الْكَلَاعِيِّ، أَنَّ مَسْلَمَةَ بْنَ مُخَلَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ لَهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ: أَخْبِرُونِي بِآيَتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ لَمْ تُكْتَبَا فِي الْمُصْحَفِ، فَلَمْ يُخْبِرُوهُ، وَعِنْدَهُمْ أَبُو الْكَنُودِ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ مَسْلَمَةُ: (إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَلَا أَبْشِرُوا أَنْتُمُ الْمُفْلِحُونَ، وَالَّذِينَ آوُوهُمْ وَنَصَرُوهُمْ وَجَادَلُوا عَنْهُمُ الْقَوْمَ الَّذِينَ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أُولَئِكَ مَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ)

ابو عبید نے کہا کہ ہمیں ابن ابی مریم نے ابْنِ لَهِيعَةَ سے اور انہوں نے یزید بن عمرو المغافری سے اور انہوں نے ابی سفیان الکلاعی سے روایت کیا کہ مسلمۃ بن مخلد الانصاری نے انہیں ایک دن کہا: مجھے قرآن کی ایسی دو آیتیں بتاؤ جو مصحف میں نہیں لکھی گئیں تو انہوں نے اسے نہیں بتایا، ان کے ہاں ابو الکنود سعد بن مالک موجود تھا تو ابو مسلمۃ نے کہا: ’’(إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَلَا أَبْشِرُوا أَنْتُمُ الْمُفْلِحُونَ، وَالَّذِينَ آوُوهُمْ وَنَصَرُوهُمْ وَجَادَلُوا عَنْهُمُ الْقَوْمَ الَّذِينَ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أُولَئِكَ مَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ابی سفیان الکلاعی مجهول ہے

ابْنِ لَهِيعَةَ کہنا چاہتا ہے کہ ۱۲۰ سال پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جو قرآن جمع ہوا اس میں تمام آیات نہیں لکھی گئیں خاص طور پر سورہ الاحزاب پر اس کی خاص نظر ہے- اس کے مطابق اس میں ۲۰۰ کے قریب آیات تھیں اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ کہا گیا تھا- افسوس اسی قرآن میں ہے

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين و كان الله بكل شئی علیما

اور محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے لیکن اللہ کا رسول ہے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے

عَبد اللہِ بْن لَہِيعَۃ نے روایت میں بتایا کہ قرآن میں اس میں تھا جو نفس سورہ سے ہی متصادم ہے

آیت جو روایت میں مفقود بتائی گئی ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَلَا أَبْشِرُوا أَنْتُمُ الْمُفْلِحُونَ، وَالَّذِينَ) آوُوهُمْ وَنَصَرُوهُمْ وَجَادَلُوا عَنْهُمُ الْقَوْمَ الَّذِينَ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أُولَئِكَ مَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اس متن کی قرآن میں آیات ہیں اور ان کو ہی ملا کر اس روایت میں ایک نئی آیت بنا دی گئی ہے لہذا اس روایت کا مقصد صرف موجودہ قرآن پر شک پھیلانا ہے

کتاب فضائل القرآن للقاسم بن سلام از اِبوعُبید القاسم بن سلّام (المتوفى : 224ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَتْ سُورَةُ الْأَحْزَابِ تُقْرَأُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَتَيْ آيَةٍ، فَلَمَّا كَتَبَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ لَمْ يَقْدِرْ مِنْهَا إِلَّا عَلَى مَا هُوَ الْآنَ

ہمیں ابن ابی مریم نے ابْنِ لَہِيعَۃَ سے اور انہوں نے ابی الاسود (مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوفَلِ الاَسَدِیُّ الْمَدِينِيُّ) سے اور انہوں نے عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے عائشہ سے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صَلَّی اللَّہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ کے دنوں

میں سورۃ الاحزاب پڑھی جاتی تھی اور اس میں دو سو آیتیں ہوتی تھیں مگر جب عثمان نے قرآن جمع کیا تو اس میں اتنی پر ہی قادر ہو سکے جو اس میں اب ہیں

الانتصار للقرآن میں اِبو بکر الباقلانی المالکی (المتوفی: 403ھ-) کہتے ہیں

فجوابُنا عن کل مایرِدُ من ہذا الجنس اِنہ مما کان قرآنا ًرُفع ونُسِخت تلاوتہُ، وذلک مالا ینکرہ ولا یُدفعُ فی الجملۃ اِن یکون اللہ سبحانہَ قد اِنزلَ قرآناً کثیراً ثم نسخ تلاوتہَ واِن کنَّا لا نتیقن صحۃ کل خبر من ہذہ الاَخبار.

پس ہمارا جواب اس قسم کی تمام روایات پر یہ ہے ہے قرآن میں تھا جو اٹھ گیا اور اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور یہ ایسی بات ہے جس کا انکار نہیں ہے اور نہ ہی اس کا رد کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ نے قرآن میں بہت کچھ نازل کیا پھر اس کی تلاوت منسوخ کی اگرچہ ہم اس قسم کی تمام خبروں کی صحت پر یقین نہیں کرتے

اہل تشیع کی آراء

اہل تشیع کے علماء میں اِبو جعفر الطوسی کتاب التبیان: 394/1 کہتے ہیں

قد جاءت أخبار متضافرة بأنه كانت أشياء في القرآن نسخت تلاوتها وعددها، وذكر منها أن سورة الأحزاب كانت تعادل سورة البقرة في الطول

بلا شبہ روایات آئی ہیں کہ قرآن میں ایسی چیزیں تھیں جن کی تلاوت منسوخ ہوئی اور ان کو گنا گیا اور ذکر کیا گیا ہے کہ سورہ الاحزاب میں آیات سورہ بقرہ برابر تھیں

یعنی یہ بات کہ سورہ الاحزاب میں منسوخ آیات تھیں اہل تشیع کے ہاں بھی قبول کی جاتی ہے

عثمان نے دو سورتوں کو نکال دیا

عباسی دور میں ہی مشہور کیا گیا کہ قرآن میں دو سورتین درج ہونے سے رہ گئیں یہ بات خراسان سے نکلی۔ بعض روایات میں کہا گیا ہے کہ اس نام کی سورتیں تھیں ان کا متن کیا تھا؟ اس پر روایات میں ہے۔ مصنف عبد الرزاق کی روایت ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْكَاهِلِيِّ، أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ فِي الْفَجْرِ، غَيْرَ أَنَّهُ يُقَدِّمُ الْآخِرَةَ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحَقٌ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَهْدِيكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ

عبد الرزاق، حسن بن عمارہ سے وہ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ سے وہ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْكَاهِلِيِّ سے وہ علی سے روایت کرتے ہیں کہ علی نماز فجر میں ان دو سورتوں سے قنوت کرتے اور کہتے

اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحَقٌ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَهْدِيكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ

یہ دعائے قنوت ہے نہ کہ سورتیں۔ لیکن بعض میں اس کو دو سورتیں کہا گیا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سُوَيْدٍ الْكَاهِلِيِّ، أَنَّ عَلِيًّا قَنَتَ فِي الْفَجْرِ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ: «اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ»

یہاں سند میں عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سُوَيْدٍ الْكَاهِلِيِّ کہا گیا ہے جبکہ مصنف عبد الرزاق میں سند میں نام عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْكَاهِلِيِّ ہے دونوں مقام پر اس کو سورتیں کہا گیا ہے –عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سُوَيْدٍ مجہول ہے لگتا ہے یہ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ کی غلطی سے ہوا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کو قرات کہا گیا ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، فِي قِرَاءَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: «اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ، وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ»

مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ نے کہا ابی بن کعب کی قرات میں تھا - سند میں جعفر بن برقان الکلابی ضعیف ہے

مصنف ابن ابی شبیہ میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دعا قنوت سکھائی

حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: عَلَّمَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنْ نَقُولَ فِي الْقُنُوتِ يَعْنِي فِي الْوِتْرِ: «اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ، وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي، وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ»

طبرانی الکبیر کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ، ثنا أَبِي، ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، قَالَ: «أَمَّنَا أُمَيَّةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ بِخُرَاسَانَ فَقَرَأَ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ

عِيسَى بنُ يُوْنُسَ بن أَبِي إِسْحَاقَ عَمْرِو بنِ عَبْدِ اللهِ الهَمْدَانِيُّ کہتے ہیں میرے باپ نے میرے دادا ابو اسحاق سے روایت کیا کہ خراسان میں أُمَيَّةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ المتوفی ۸۷ھ کی بدولت ہم ایمان لائے اور وہ وہاں دو سورتیں إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ پڑھتے تھے

واضح رہے کہ أُمَيَّةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ ایک اموی تھے جن کو خراسان پر گورنر خلیفہ عَبْدِ الملک بن مَرْوَان مقرر کیا تھا جو شیعہ نہ تھے لیکن اس روایت کو بیان کرنے والے ابو اسحاق السَّبِيْعِيُّ شیعہ مشہور ہیں-ابو اسحاق السَّبِيْعِيُّ جو خود ایک کٹر شیعہ تھے ان کے مطابق ابو امیہ کے دور تک ان سورتوں کی تلاوت ہو رہی تھی –اغلبًا ابو اسحاق ابو اسحاق السَّبِيْعِيُّ کو مغالطہ ہوا کہ یہ سورتیں ہیں جبکہ یہ دعا قنوت تھی جو آج تک کی جاتی ہے اور مصحف کا حصہ نہیں ہیں

مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يَأْثِرُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الْقُنُوتِ ... بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِنَّا، نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ

ابن جریج کہتے ہیں عطاءؒ کے واسطے سے وہ کہتے ہیں عبید بن عمیر بن قتادۃ بن سعد ابو عاصم اللیثی کو سنا انہوں نے بیان کیا عمر نے نماز میں قنوت کیا اور ۔بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، پڑھ کر اللّٰهُمَّ إِنَّا، نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ پڑھی۔

بعض کا اس پر گمان گیا کہ اگر بسم اللہ پڑھی گئی ہے تو گویا یہ سورت ہے

بسم اللہ پڑھنے سے یہ قطعی ثابت نہیں ہوتا کہ یہ قرآن ہے یا نہیں کیونکہ بسم اللہ کو قرآن میں آیت سمجھ کر نہیں لکھا گیا بلکہ سنت کا طریقہ ہے تلاوت سے پہلے اس کو پڑھا جاتا تھا اس پر علماء کا اختلاف ہے کہ کیا بسم اللہ سورہ الفاتحہ کا حصہ ہے اور یہ اختلاف بھی صرف سورہ الفاتحہ پر ہے ۔جمہور علماء کی رائے میں بسم اللہ قرآن کا حصہ نہیں ہے

روایت کو علماء صحیح کہتے ہیں لیکن وہ اس سے دلیل نہیں لیتے کہ یہ سورتیں ہیں مثلا کتاب إرواء الغليل فی تخریج إحاديث منار السبيل میں البانی اس روایت کا ذکر کر کے کہتے ہیں

قلت: قد ثبت القنوت قبل الركوع عن عمر من عدة طرق صحيحة عنه

میں کہتا ہوں یہ ثابت ہے کہ عمر رکوع سے قبل قنوت کرتے تھے جو بہت سے صحیح طرق سے مروی ہے

سورةِ الخَلع کے الفاظ کہے جاتے ہیں

اللهمَّ إِنّا نَستعینُک و نَستغفرُک، و نُثْنی علیکَ ولا نَکفُرُک، و نَخلعُ و نَترکُ مَنْ یَفجُرُک

سورۃِ الحَفدِ کے الفاظ کہے جاتے ہیں

اللھمَّ إِیّاک نَعبُد، ولک نُصَلّی و نَسجد، وإلیک نَسْعی و نَحفِدِ، نَرجو رحمتَک و نَخشی عَذابک، إِنَّ عذابک بالکفارِ مُلحِق

کتاب البرہان فی علوم القرآن از الزرکشی (المتوفی: 794ھ-) کے مطابق

وَأَنَّهُ ذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَقْرَأَهُ إِيَّاهُمَا وَتُسَمَّى سُورَتَيِ الْخَلْعِ وَالْحَفْدِ

اور ذکر کیا جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قرات کرتے تھے اور اس کو الخُلَعِ والحُفدِ سورہ کہا گیا ہے

اسی طرح کہا جاتا ہے ابی بن کعب کے قرآن میں ایک سو سولہ سورتیں تھیں یعنی موجودہ قرآن کے علاوہ دعائے قنوت بھی اس کے آخر میں لکھی ہوئی تھی البرہان للزرکشی

اب کوئی یہ بتائے کہ کیا یہ دعائے قنوت کوئی ایسا کلام ہے جس سے ایمانیات میں کوئی کمی اتی ہو؟ یہ تو دعا کے کلمات ہیں اور امت کی ایک کثیر تعداد ان الفاظ کو قنوت میں پڑھتی ہے الرزقانی کتاب مناہل العرفان فی علوم القرآن میں کہتے ہیں

وہذا الدعاء ہو القنوت الذی اِخذ بہ السادۃ الحنفیۃ

اور یہ دعا ہے جو قنوت میں ہے جس کو سادات حنفیّہ نے لیا ہے

طرفہ تماشہ ہے کہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن میں سے ان سورتوں کو نکال دیا دوسری طرف بنوامیہ کے خلیفہ عبد الملک کے دور تک کہا جاتا ہے کہ ان کو پڑھا جا رہا تھا جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ مغالطہ نو مسلموں کو ہوا جن کو جمع القران کی جزیات تک کا علم نہ تھا

لہذا الخلع والحفد مفقود ہیں ایک شوشہ ضرور ہے لیکن اس شوشے میں جان نہیں ہے

عثمان نے دو دعاوں کو سورتیں بنا دیا

عثمان نے قرآن میں سے کچھ کم نہیں کیا–ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے میں المعوذ تین قرآن میں سے نہیں ہیں البتہ ابی بن کعب اور باقی اصحاب رسول نے ان سے اختلاف کیا اور ان کو قرآن میں لکھا یعنی زیادہ کر دیا

ابن جوزی اپنی کتاب فنون الأفنان فی عیون علوم القرآن میں لکھتے ہیں کہ

وجملة سوره على ما ذكر عن أُبي بن كعب رضي اللّٰه عنه مائة وست عشرة سورة. وكان ابن مسعود رضي اللّٰه عنه يُسقط المعوذتين، فنقصت جملته سورتين عن جملة زيد. وكان أُبي بن كعب يُلحقهما ويزيد إليهما سورتين، وهما الحَفدة والخَلع.

إحداهما: ”اللهم إنا نستعينك ونستغفرك . . . “، وهي سورة والأُخرى: (اللهم إياك نعبد . . .) ، وهي سورة الحفد. فزادت جملته على جملة زيد سورتين، وعلى جملة ابن مسعود أربع سور. وكل أدى ما سمع، ومصحفنا أولى بنا أن نتبع.

اور وہ جملہ سورتیں جو ابی بن کعب کے حوالے سے ذکر کی گئی ہیں ان کی تعداد ۱۱۶ ہے اور ابن مسعود نے المعوذ تین کو مصحف میں سے گرا دیا اس سے دو سورتیں کم ہوئیں جو زید بن ثابت کے پاس تھیں- اور ابی بن کعب اس میں دو

سورتوں کا اضافہ کرتے اور وہ ہیں: الخَلع ایک ہے "اللہم إنا نستعینک ونستغفرک..." اور دوسری ہے اللہم إیاک نعبد... جو سورہ الحفد ہے پس ان پر دو سورتوں کا اضافہ کرتے اور ابن مسعود اس طرح چار سورتوں کا انکار کرتے یعنی (المعوذ تین اور الحَفدۃ والخَلع کا)...اور ہمارے لئے جو مصحف ہے ہمارے لئے اولی ہے کہ اس کی اتباع کریں

ابن قتیبة بھی اپنی کتاب تأویل مشکل القرآن میں ذکر کرتے ہیں کہ

وأما نقصان مصحف عبد الله بحذفه (أمّ الكتاب) و (المعوّذتين) ، وزيادة أبيّ بسورتى القنوت – فإنا لا نقول: إن عبد الله وو أبيّا أصابا وأخطأ المهاجرون والأنصار، ولكنّ (عبد الله) ذهب فيما يرى أهل النظر إلى أن (المعوذتين) كانتا كالعوذة والرّقية وغيرها، وكان يرى رسول الله، صلّى الله عليه وآله وسلّم، يعوّذ بهما الحسن والحسين وغيرهما ، كما كان يعوّذ بأعوذ بكلمات الله التّامة ، وغير ذلک، فظنّ أنهما ليستا من القرآن

ابن مسعود کے مصحف میں کمی تھی کہ سورہ الفاتحہ محذوف تھی اور المعوّذتین اور—اور ابي بن کعب کے مصحف میں قنوت پر دو سورتیں تھیں تو اس پر ہم یہ نہیں کہتے کہ ابن مسعود یا ابي بن کعب ٹھیک تھے اور باقی مہاجرین و انصار نے خطا کی لیکن ابن مسعود نے اس کو اہل نظر کی طرح دیکھا کہ سورہ فلق والناس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعوذ کیا اور دم کیا اور اسی طرح دیگر سے اور دیکھا کہ رسول اللہ نے حسن و حسین کو اس سے تعوذ کیا اور دیگر کو جیسے وہ إعوذ بکلمات اللہ التّامۃ سے تعوذ کرتے تھے پس انہوں نے گمان کیا کہ قرآن سے نہیں ہیں

پھر آگے لکھتے ہیں کہ

وإلى نحو هذا ذهب أبيّ فی (دعاء القنوت) ، لأنه رأى رسول الله، صلّى الله عليه وآله وسلّم، يدعو به فی الصلاة دعاء دائما، فظن أنه من القرآن، وأقام على ظنه، ومخالفة الصحابة

اور اسی طرح ابي بن کعب گئے اس طرف کہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دعا قنوت نماز میں دائمی پڑھتے تو وہ سمجھے یہ قرآن میں سے ہے اور ان کا یہ ظن برقرار رہا اور صحابہ نے اس ظن کی مخالفت کی

منسوخ آیات بھی لکھ دیں کیا؟

یہ سوال عثمان سے کیا تھا تو جواب ہاں میں تھا- صحیح میں امام بخاری حدیث لائے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جس شکل میں پایا تھا اس میں زرہ برابر بھی ردوبدل نہیں کیا-

"........ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب قرآن کی نقلیں تیار کی جارہی تھیں تو میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سورۃالبقرۃ کی یہ آیت وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكَمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًاوَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِہِمْ مَّتَاعًااِلَى الْحَوْلِ غَيْرَاِخْرَاجٍ، کوتو دوسری آیت (جواس سے پہلے سورہ البقرۃ میں آچکی ہے)،(وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًايَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْہُرٍوَّعَشْرًا) نے منسوخ کردیا ہے تو پھر آپ اس کو کیوں لکھواتے ہیں- عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میں قرآن کی کسی چیز کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹاؤں گا-"

قرآن کی ترتیب ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہو گئی تھی اور قرآن کا وہ سرکاری نسخہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ تھا اس کی صرف نقلیں عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے مملکت اسلامیہ میں بھیج دی گئیں تھیں

غیر محتاط محدثین کی وجہ سے پیدا ہونے والے مغالطے

بعض محدثین نے احادیث بیان کرنے یا لکھنے میں غلطی کی - ان کی وجہ سے بھی متاخرین کے دلوں میں شکوک پیدا ہوئے

البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی قرات کا اختلاف

بخاری کی روایت ہے

بخاری ٤٩٩٠ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ البَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {لاَ يَسْتَوِي} [النساء: 95] القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ {وَالمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ} [النساء: 95]، قَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ادْعُ لِي زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالكَتِفِ —أَوِ الكَتِفِ وَالدَّوَاةِ –» ثُمَّ قَالَ: " اكْتُبْ {لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ} [النساء: 95] " وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الأَعْمَى، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنِي، فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرُ البَصَرِ؟ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا: {لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ} [النساء: 95] {وَالمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ} [النساء: 95] {غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ} [النساء: 95]

اسرائیل، ابی اسحاق سے وہ البراء سے روایت کرتے ہیں کہ جب نازل ہوئی {لَایَسْتَوِی} [النساء: 95] القَاعِدُونَ مِنَ المُؤمِنِینَ {وَالمُجَاہِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ} [النساء: 95]

اس میں اصل آیت سورہ النساء کی ہے

لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّـهِ

لیکن اوپر روایت میں یہ آگے پیچھے ہے- اس سے بعض کو بہانہ ہاتھ آ گیا کہ قرآن میں آیات صحیح طور رقم نہیں ہوئیں

اس کا جواب ہے کہ بخاری ہی کی دوسری روایت میں ہے

بخاری ٢٨٣١ حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ البَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: {لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ} [النساء: 95] مِنَ المُؤْمِنِينَ " دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا، فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا، وَشَكَا ابْنُ أُمِّ [ص:25] مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ، فَنَزَلَتْ: {لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ} [النساء: 95] "

شعبہ ،ابی اسحاق سے وہ البراء سے روایت کرتے ہیں کہ جب نازل ہوئی لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ

یہاں روایت میں آیت اسی طرح ہے جیسی ہم تلاوت کرتے ہیں –اس کا مطلب ہے کہ آیت میں تقدم و تاخیر اصل میں راوی إسرائیل بن یونس بن إبی إسحاق السبیعی سے ہوئی ہے شعبہ کی سند میں نہیں ہے

ابو سعيد الخدرى، ابو ہريره کی قرات میں الله الواحد الصمد؟

راویان حدیث جب روایت لکھتے تو اس میں بعض اوقات الفاظ اپنی پسند کے بھی لکھ دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ حدیث کے الفاظ میں اضطراب بھی بعض اوقات ہو جاتا ہے اس بات سے لا علم بعض شیعوں اور انکے ہم نوا ملحدین نے مسئلہ اختلاف قرات سے جوڑنے کی کوشش کی

بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، وَالضَّحَّاكُ المَشْرِقِيُّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: «أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ القُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ؟» فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ «يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «اللَّهُ الوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ القُرْآنِ

الأَعْمَشُ کہتے ہیں ہم سے روایت کیا إِبْرَاهِيمُ اور الضَّحَّاكُ المَشْرِقِيُّ نے وہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے کہا کیا تم میں سے کسی کو ہمت ہے کہ ہر رات ایک تہائی قرآن کی قرات کرلے ؟ پس یہ صحابہ پر سخت گذرا اور انہوں نے کہا اے رسول اللہ ہم میں کون ایسا کر سکتا ہے آپ نے فرمایا اللہ الواحد الصمد ایک تہائی قرآن ہے

مسند ابو یعلی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي سَمِينَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ «النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

الأَعْمَشُ کہتے ہیں ہم سے روایت کیا الضَّحَّاكُ المَشْرِقِيُّ نے وہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ابو سعید الخدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو قل ھو اللہ احد یہ ایک تہائی قرآن ہے

یعنی ایک ہی سند ہے لیکن الأَعْمَش سے اوپر راوی نے اس کو الگ الگ طرح روایت کیا جس کی وجہ سے بعض کو ابہام ہوا کہ آیات کسی اور طرح نازل ہوئی تھیں- واضح رہے کہ الأَعْمَش خود بھی کوفہ کے شیعہ ہیں

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی قرات میں قل ھو اللہ احد ہی تھا اس کی مثال موطا امام مالک کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، " أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلا مِنَ اللَّيْلِ يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الرَّجُلَ يُقَلِّلُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں انہوں نے ایک شخص کو سنا جو رات کو قرات کرتا قل ھو اللہ احد.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک تہائی قرآن ہے

ان دلائل کی روشنی میں واضح ہے کہ ابو سعید الخدری کی قرات وہی تھی جو آج ہم کرتے ہیں

ابو ہریرہ کی قرات

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يَزَالُونَ يَسْأَلُونَ حَتَّى يُقَالَ: هَذَا اللَّهُ خَلَقَنَا، فَمَنْ خَلَقَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ؟ " قَالَ: فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: " فَوَاللَّهِ، إِنِّي لَجَالِسٌ يَوْمًا إِذْ قَالَ لِي

رَجُلٌ مِنْ أَہْلِ الْعِرَاقِ: ہٰذَا اللَّہُ خَلَقَنَا، فَمَنْ خَلَقَ اللَّہَ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ أَبُو ہُرَیْرَۃَ: فَجَعَلْتُ إِصْبُعَیَّ فِی أُذُنَیَّ، ثُمَّ صِحْتُ، فَقُلْتُ: صَدَقَ اللَّہُ وَرَسُولُہُ، اللَّہُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہُ کُفُوًا أَحَدٌ

عُمَرُ بْنِ أَبِی سَلَمَۃَ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ .... اہل عراق میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا یہ اللہ ہے جس نے ہم کو خلق کیا ہے تو اسکو کس نے خلق کیا؟ ابو ہریرہ نے کہا.... میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچ کہا اللہ الواحد الصمد لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہُ کُفُوًا أَحَدٌ

اس کی سند میں عمر بن إبي سلمة بن عبد الرحمٰن الزہری ہے جس کو لیس بالقوی قوی نہیں النسائی نے کہا اور ابن معین نے تضعیف کی ہے

اس کے مقابلے پر موطا کی روایت ہے

وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللَّہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ، مَوْلَى آلِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّہُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ہُرَیْرَۃَ یَقُولُ: أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّہِ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. «فَسَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ قُلْ ہُوَ اللَّہُ أَحَدٌ» فَقَالَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ««وَجَبَتْ»، فَسَأَلْتُہُ: مَاذَا یَا رَسُولَ اللَّہِ؟ فَقَالَ: «الْجَنَّۃُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک شخص کو سنا جو قل ھو اللہ احد قرات کر رہا تھا رسول اللہ نے کہا واجب ہو گئی میں نے کہا کیا؟ فرمایا جنت

مسند ابی یعلی صحیح السند روایت جو ابو ہریرہ سے مروی ہے اس میں بھی قل ھو اللہ احد ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَالِحٍ الْأَزْدِیُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِیمِ، حَدَّثَنَا یَزِیدُ بْنُ کَیْسَانَ، عَنْ أَبِی حَازِمٍ، عَنْ أَبِی ہُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «احْشِدُوا فَإِنِّی سَأَقْرَأُ عَلَیْکُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ»، فَحَشَدُوا فَقَرَأَ عَلَیْنَا {قُلْ ہُوَ اللَّہُ أَحَدٌ} [الإخلاص:

1]، حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا: قَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ القُرْآنِ» وَلَمْ يَقْرَأْ إِلَّا لِخَبَرٍ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «إِنَّهَا ثُلُثُ القُرْآنِ»

الغرض قل ھواللہ احد کو عام بول چال میں اللہ الواحد الصمد کہا جا رہا تھا جیسے آج ہم کہتے ہیں قل پڑھنا یا فاتحہ پڑھنا محدثین کے دور میں چونکہ سورتوں کے نام نہیں تھے لہٰذا سورت کو چھوٹا کر کے بیان کر دیا جاتا تھا

سورہ اللیل کی قرات

سورہ اللیل میں وَالذَّکَرِ وَالۡاُنۡثٰی ہے یا وَما خلق الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰی ہے؟

بعض احادیث میں بیان ہوا ہے کہ علقمہ شام گئے وہاں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ ابن مسعود کی قرات سناو پھر کہا سورہ واللیل سناو

كَيْفَ كَانَ يَقْرَأُ: {وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى} [الليل: 1] ؟» ، قُلْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى

انہوں نے اس طرح پڑھا تو ابو الدرداء نے کہا واللہ میں نے بھی ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا

مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ کی سند سے مسند احمد، صحیح بخاری، میں ہے

الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ کی سند سے مسند احمد، ترمذی، صحیح بخاری میں ہے

اِس میں اِبراہیم بن یزید النخعی کا تفرد ہے–اِبراہیم بن یزید النخعی کا سماع محدثین کے نزدیک اصحاب عبد اللہ سے ہے لیکن بعض اوقات یہ تدلیس بھی کرتے ہیں جن میں وہ روایات بھی بیان کرتے ہیں جو اصحاب عبد اللہ سے نہیں سنی ہوتیں

کتاب موسوعۃ المعلمی الیمانی واثرہ فی علم الحدیث المسماۃ از عبد الرحمٰن بن یحیٰ المعلمی الیمانی کے مطابق

وإبراهيم أيضًا يُدخل بينه وبين أصحاب عبد الله مثل: هُني بن نُويرة، وسهم بن منجاب، وخزامة الطائي، وربما دلّس عنهم

اِبراہیم بن یزید النخعی اپنے اور اصحاب عبد اللہ کے درمیان راوی مثلاً ہُنی بن نُویرۃ، وسہم بن منجاب، وخزامۃ الطائی ڈالتے ہیں اور یہ تدلیس بھی کرتے تھے

کتاب خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال فی اِسماء الرجال از اِحمد بن عبد اللہ بن اِبی الخیر بن عبد العلیم الخزرجی الانصاری الساعدی الیمنی، صفی الدین (المتوفی: بعد 923ھ) کے مطابق

إِبْرَاہِیم بن يزِيد بن قيس بن الأسود النَّخعِيّ أَبُو عمرَان الْكُوفِي الْفَقِيه يُرْسل كثيرا عَن عَلْقَمَة

راقم کے خیال میں شیخین بخاری و مسلم سے یہاں تسامح ہوا اور یہ روایت صحیحین میں لکھ دی جبکہ یہ منقطع تھی

یہ بات داود بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ کی سند سے مسند احمد، صحیح مسلم میں ہے

اِبو بکر ابن الانباری (تفسیر قرطبی) اِبو بکر ابن العربی (اِحکام القرآن)، اِبو حیان (البحر) میں اس قرات کو شاذ کہا گیا ہے[8]

8

اہل تشیع کی رائے

تفسیر نور الثقلین – الشیخ الحویزی – ج 5 – ص 589 کے مطابق

في جوامع الجامع وفي قراءة النبي صلى الله عليه وآله وعلي عليه السلام وابن عباس " والذكر والأنثى " . 7 – في مجمع البيان في الشواذ قراءة النبي صلى الله عليه وآله وقراءة علي بن أبي طالب عليه السلام " والنهار إذا تجلى وخلق الذكر والأنثى " بغير " ما " روى ذلك عن أبي عبد الله عليه السلام . 8 – في كتاب المناقب لابن شهرآشوب الباقر عليه السلام في قوله : " وما خلق الذكر والأنثى " فالذكر أمير المؤمنين والأنثى فاطمة عليهما السلام ان سعيكم لشتى لمختلف فأما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى بقوته وصام حتى وفى بنذره وتصدق بخاتمه وهو راكع ، وآثر المقداد بالدينار على نفسه ، قال : " وصدق بالحسنى " وهي الجنة والثواب من الله بنفسه فسنيسره لذلك بأن جعله إماما في القبر وقدوة بالأئمة يسره الله لليسرى .

اور جوامع الجامع میں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ و الہ اور علی علیہ السلام اور ابن عباس کی قرات میں ہے والذكر والأنثى – اور مجمع البيان في الشواذ قراءة النبي صلى الله عليه وآله وقراءة علي بن أبي طالب عليه السلام میں ہے والنهار إذا تجلى وخلق الذكر والأنثى ، لفظ ما کے بغیر یہ امام ابی عبد اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور کتاب المناقب لابن شهرآشوب میں امام باقر کا قول ہے وما خلق الذكر والأنثى پس اس میں الذکر (مرد) امیر المومنین ہیں اور والأنثى فاطمہ علیهما السلام ہیں

اس روایت پر سوال اٹھتا ہے کہ

ھشام بن عمار اور ابن ذکوان کی سند سے جو قرات ملی ہے جس کی سند ابو الدرداء تک جاتی ہے نہ اس میں یہ قرات ہے نہ ابن مسعود کی کسی قرات میں یہ ہے تو یہ بات کیسے ثابت کہی جا سکتی ہے

https://audio.islamweb.net/audio/index.php?page=souraview&qid=776&rid=26

https://audio.islamweb.net/audio/index.php?page=audioinfo&audioid=91047

یعنی اہل تشیع کی روایات کے مطابق قرات میں وخلق الذکر والانثی تھا دوسری روایت کے مطابق والذکر والانثی تھا اور تیسری کے مطابق وما خلق الذکر والانثی تھا

بہر حال یہ اشکال ہیں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ قرآن پر گھڑے گئے یا مغالطوں سے پیدا ہوئے

اس طرح متن قرآن کی حفاظت ہوئی لیکن سبعۃ احرف کی وجہ سے قرآن کی قراتین ہیں جو مختلف سندوں سے ہیں اور ان میں الفاظ بعض اوقات بدل جاتے ہیں لیکن مجموعی مفہوم میں فرق نہیں اتا۔ مثلا شمالی افریقہ میں سورہ الفاتحہ میں ملک یوم الدین پڑھا جاتا ہے۔ بر صغیر میں مالک یوم الدین پڑھا جاتا ہے۔

بدلتی قبائلی عصبیت

یمنی قحطانی قبائل اپنے اپ کو قریش سے زیادہ قدیم بتاتے ہیں —حدیث رسول کہ امراء قریش میں سے ہوں گے کی وجہ سے وہ امت میں خلیفہ نہیں بن سکتے تھے - علی کے لشکر میں قحطانی اور مرادی یمنی ہمدردوں کی بھی اکثریت ہے — یہاں تک کہ علی کا قتل بھی قحطانی ہی کرتے ہیں —

اکثر مورخین وشارحین مثلا ابن حجر نے سمجھا ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما صرف صحابی کو عامل مقرر کرتے تھے لہٰذا انہوں نے جس کو بھی مقرر کیا وہ ضرور صحابی ہو گا[9]- راقم کہتا ہے یہ سمجھنا غلط ہے کہ صحابی کو مقرر کیا جانے کا کوئی حکم تھا بلکہ اصل میں قریشی کو عامل (گورنر) مقرر کیا جاتا تھا- اگر پڑھنے لکھنے والا قریشی نہ ہو تو قریش کا حلیف مقرر کیا جاتا تھا — چونکہ اس دور میں اکثر قریشی نبی کو دیکھ چکے تھے وہ صحابی تھے - یہ معاملہ عاملین یعنی شہروں کے گورنروں کے حوالے سے ہے

9

ابن حجر نے اصابہ میں الحصين بن أبي الحر کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ عمر نے ان کو علاقہ میسان پر مقرر کیا تھا
قلت: وقد تقدم غير مرة أنهم كانوا لا يؤمّرون إلا الصحابة
میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ یہ لوگ سوائے صحابی کے کسی کو امیر مقرر نہیں کرتے تھے

بشر بن عبد الله کے ترجمہ میں لکھا
وذكر الطّبريّ كذلك، وقد ذكر ابن أبي شيبة بإسناده أنهم كانوا لا يؤمّرون إلا الصّحابة
طبری و ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا کہ وہ اصحاب رسول کے سوا کسی کو مقرر نہ کرتے تھے

ابن حجر نے اس طرح بہت سے لوگوں کو صحابی سمجھ لیا ہے کہ ان کو شیخین نے امیر مقرر کیا جبکہ یہ ضروری نہیں ہے

عاملین زکوات کے حوالے سے پتا چلتا ہے کہ دور نبوی میں صدقات وبیت المال پر انصاری کو بھی مقرر کیا گیا تھا مثلا بَعَثَ النَّبيُّ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم عَباد بْنَ بِشرٍ عَلى الصَّدَقَةِ (تاریخ الکبیر از امام بخاری) - قبیلہ ازد کے ایک شخص کو مقرر کیا لیکن جب وہ صدقات لے کر آیا تو بولا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور یہ میرے تحائف ہیں بحوالہ إخبار القضاة از وکیع

اخبَرَنَا مَعْمَر، عَن الزهري، عَن عروة، عَن أبي حميد الساعدي؛ قال: استعمل النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن اللتبية رجلاً من الأزد على الصدقة فجاء بالمال فدفعه إِلَى النَّبِيّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فقال: هَذَا ما لكم، وهذه هدية أهديت إلي؛ فَقَالَ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أفلا قعدت في بيت أبيك وأمك فتنظر أيهدي إليك أم لا

دور نبوی میں جنگوں میں عموما قریشی کو سالار مقرر کیا جاتا تھا لیکن مرض وفات سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وصل نے ایک غیر قریشی مثلا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جنگ پر سالار مقرر کیا جس پر سوالات ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بیان کی -اس پر تفصیل راقم کی کتاب " وفات النبی " میں ہے- ایک سریہ میں انصاری عَبْد اللہ بْن حُذَافَة بْن قيس بن عدي السهمي کو بھیجا گیا انہوں نے حکم دیا کہ ان کے ساتھی آگ میں خود کو جلا لیں—اس قسم کی غلطیاں قریشی اصحاب رسول سے نہیں ملتیں

ابو بکر نے اہل الردہ کے لئے خالد بن الولید قریشی کو سالار مقرر کیا اور يَعْلَى بنُ أُمَيَّةَ بنِ أَبِي عُبَيْدَةَ التَّمِيْمِيُّ المَكِّيُّ حلیف قریش کو بھی بھیجا

دور عثمان تک جب فتوحات بڑھیں اور قریشی اصحاب رسول جو لکھ پڑھ سکتے ہوں کم پڑ گئے تو غیر صحابی قریشی کو عامل مقرر کیا جانے لگا- جنگوں میں غیر قریشی اصحاب رسول کو استعمال کیا جاتا تھا ان کو تحصیل یا لشکر پر امیر مقرر کیا جاتا تھا اور بیت المال پر بھی مقرر کیا جاتا تھا- کبار اصحاب رسول نے اس بات کو قبول کیا تھا لیکن بعض غیر مشہور و غیر

معروف اصحاب رسول تھے جو قریشی نہیں تھے ، ان کو اس پر اعتراض تھا مثلا عبد الرحمان بن عدیس، حکیم بن جبلہ وغیرہ-ان لوگوں کا موقف تھا کہ غیر قریشی کو بھی عامل یا گورنر کے لیول پر مقرر کیا جائے-

ان لوگوں نے دکھا کہ علی رضی اللہ عنہ کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گورنر مقرر کیا نہ شیخین نے نہ عثمان نے لہٰذا یہ ان کے گرد جمع ہونے لگے اور ان لوگوں نے علی کے حق میں مہم چلانے کا فیصلہ کیا

سن ۳۱ ہجری کا واقعہ ہے جو صحیح البخاری میں ہی ہے

حديث نمبر : 3717 حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: ”اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: عُثْمَانُ وَقَالُوا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“.

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو

خلیفہ بنادیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

یہ خبر کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا نام بطور خلیفہ لیا جا رہا ہے امت میں پھیل چکی تھی ۔اس کی خبر کوفیوں کو بھی ہوئی اور مصریوں کو بھی ۔حدیث نبوی کے مطابق جو عھدہ مانگے اس کو وہ نہ دو لہٰذا علی رضی اللہ عنہ یہ مطالبہ نہیں کر سکتے تھے کہ ان کو عامل مقرر کیا جائے لیکن ان کے ہمدرد یہ کر سکتے تھے لہٰذا کوفہ کے لوگ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچا شروع ہوئے کہ امراء کو تبدیل کیا جائے

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۱ ھ میں کوفہ کے عامل کی حیثیت سے معزول کیا

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے عامل ہوئے اور دور عثمان تک رہے

سعد بن ابی وقاص کو عثمان نے واپس کوفہ کا گورنر کیا

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ۲۵ ھ میں گورنر کیا

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو ۲۹ ہجری میں گورنر کیا

ابو موسی رضی اللہ عنہ کو ۳۴ ہجری میں گورنر کیا

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو ۳۴ ہجری میں گورنر کیا

یعنی کوفی مسلسل درد سر بن چکے تھے امراء کے خلاف جھوٹے سچے قصے گھڑ کر مدینہ پہنچ جاتے اور عثمان رضی اللہ عنہ پر زور ڈالتے کہ ان کو تبدیل کرو لیکن عثمان اس سب کو بھانپ چکے تھے کہ ان کا مقصد کیا ہے –ان کوفی ہمدردروں کے نام معلوم ہیں اور یہ سب اصحاب علی ہیں (میل بن زیاد، والاشتر النخعی، مالک بن یزید، وعلقمہ بن قیس النخعی، وثابت بن زید النخعی، وجندب بن زھیر العامری، وجندب بن کعب الازدی، وعروۃ بن الجعد، وعمرو بن الحمق الخزائی، وصعصعۃ بن صوحان، واِخوہ زید بن صوحان وابن الکوا) ان کے شیعہ ہیں یعنی یہ ہمدرد علی کو بتائے بغیر بالا ہی بالا ان کے حق میں ایک تحریک چلا رہے تھے

مسند احمد کی روایت جس کو شعیب اور البانی صحیح کہتے ہیں میں ہے کہ عثمان کا منہج تھا کہ قریشی کی تکریم کی جائے

عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ – رضي الله عنه – قَالَ: قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ , إِنْ وَلِيتَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا فَأَكْرِمْ قُرَيْشًا , فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ – صلى الله عليه وسلم – يَقُولُ: " مَنْ أَهَانَ قُرَيْشًا , أَهَانَهُ اللهُ – عز وجل

عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ نے کہا کہ میرے باپ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بیٹے اگر تجھ کو والی لوگوں پر کیا جائے تو قریش کی تکریم کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے قریش کی اہانت کی اللہ عز وجل اس کی اہانت کرے گا

شیعان علی میں کثیر تعداد یمنی کوفیوں کی تھی جن کو اس پر اعتراض تھا کہ قریشی امراء ہی کیوں مقرر کیے جا رہے ہیں

گورنروں کے انتخاب کے حوالے سے سنت النبی و شیخین و عثمان

شہر/ خلفاء	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابو بکر رضی اللہ عنہ	عمر رضی اللہ عنہ	عثمان رضی اللہ عنہ
بیت المال	أَنَّ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اسْتَعْمَلَ قَيسَ بْنَ سَعْدٍ عَلَى الصَّدَقَةِ قیس قریشی ہیں		عَبْدُ الله بْنُ أَرْقَمَ بْنِ عَبْد يَغُوث بْنِ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَاف بْنِ زُهْرَةَ الْقُرَشِيّ	عَبْدُ الله بْنُ أَرْقَمَ بْنِ عَبْد يَغُوث بْنِ وَهْبِ بْنِ عَبْد مَنَاف بْنِ زُهْرَةَ الْقُرَشِيّ أبا سُفيان بْن الحارث
امیر حج	ابو بکر صدیق سن ۹ ہجری	عمر بن خطاب سن ۱۱ ہجری		عبد الرحمن بن عوف -- ابن عباس
مدینہ	عثمان بن أبي العاص دوران حج مدینہ پر مقرر بنو امیہ سے ہیں	عثمان بن عفان		ابو ذر قال ابن سعد: استعمل عثمان بن عفان
مکہ	عَتَّاب بْنَ أَسِيد بنو امیہ سے ہیں الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب الهاشمي		عَتَّابُ بْنُ أَسِيد	أبا سُفيان بْن الحارث
یمن	عبيد اللّٰه بن ثور بن أصغر مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ			
کوفہ	X	X	عمار بن ياسر -- أَبَا مُوسَى	المغيرة بن شعبة -- ان کے بعد

دور عمر میں اس شہر کی بیناد رکھی گئی				سعد بن أبي وقاص -- ان کےبعد سن ۳۵ ھ میں الوليد بن عقبة بن أبي معيط
بصرہ	X	X	مغیرہ بن شعبہ دو سال بعد أَبَا مُوسَى الأشعري -- عُتبة بْنُ غَزْوان ان کے بعد عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَهْلٍ واپس مغیرہ بن شعبہ	الْحُصَيْنِ بْنِ أَبِي الْحُرِّ -- عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَيْرٍ ابو موسی عَبْدُ اللهِ بنُ عَامِرِ بنِ كُرَيْزٍ --- عَاصِمَ بْنَ عَمْرٍو --
شام کا کچھ علاقہ ابو بکر نے فتح کیا	X	يزيد بن أبي سفيان عمر بن خطاب	السمط بن الأسود الكندي -- خالد بن الوليد ان کے بعد ابو عبیدہ معأذ بن جبل	معاویہ بن ابو سفيان
مصر دور عمر میں فتح ہوا	X	X	عمرو بن العاص	عمرو بن العاص -- سن ۲۷ ھ عبد الله بن سعد بن أبي سرح --

بحرین دور نبوی میں فتح ہوا	أبان بن سعيد بن العاص بنو امیہ سے ہیں -- العلاء بن الحضرمي كَانَ مِنْ حُلَفَاءِ بَنِي أُمَيَّةَ	أنس بن مالك ---- العلاء بن الحضرمي	أبا بكرة عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ	
طائف دور نبوی میں فتح ہوا	عثمان بن أبي العاص	عثمان بن أبي العاص		
المدائن دور عمر میں فتح ہوا	X	X	شرحبيل بن السمط	
الجزيرة	X	X	حبيب بْن مسلمة	

جب ہم علی کو حاصل منصبوں کو دیکھتے ہیں تو ہم یہ پاتے ہیں کہ شیخین (ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) کی سنت یہ تھی کہ علی کو کہیں کا گورنر مقرر نہیں کیا جائے گا – عمر نے علی کو قاضی کا منصب دیا ہوا تھا- اسی سنت پر عثمان رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور علی کو کوئی گورنری کا عہدہ نہ دیا- اس بنا پر کوفہ میں علی کے خیر خواہوں نے ایک فیصلہ کیا کہ امراء کے خلاف محاذ کھڑا کیا جائے اور امکان تھا کہ ہے جب پرانے گورنر معزول ہوں تو علی کو عامل مقرر کر دیا جائے گا- لیکن ایسا نہیں ہوا

گورنر کا شراب پینا

صحیح مسلم: كِتَابُ الْحُدُودِ (بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ) صحیح مسلم: کتاب: حدود کا بیان باب: شراب کی حد

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الدَّانَاجِ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ فَيْرُوزَ، مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ الدَّانَاجِ، حَدَّثَنَا حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ، قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: أَزِيدُكُمْ، فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ، وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، قُمْ فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: قُمْ يَا حَسَنُ فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا، فَكَأَنَّهُ

وَجدَ عَلَيْهِ، فقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قُمْ فَاجْلِدْهُ، فَجلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ حَتَّى بَلَغَ أَرْبَعِينَ، فقَالَ: أَمْسِكْ، ثُمَّ قَالَ: «جلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ»، وَجلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، وَعُمَرُ ثَمَانِينَ، ‘‘ وَكُلٌّ سُنَّةٌ، وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ. زَادَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ فِي رِوَايَتِهِ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: وَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ أَحْفَظْهُ

ابو بکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب اور علی بن حجر سب نے کہا: ہمیں اسماعیل بن علیہ نے ابن ابی عروبہ سے حدیث بیان کی، انہوں نے عبداللہ داناج (فارسی کے لفظ دانا کو عرب اسی طرح پڑھتے تھے) سے روایت کی، نیز اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے۔۔الفاظ انہی کے ہیں۔۔ کہا: ہمیں یحییٰ بن حماد نے خبر دی، کہا: ہمیں عبدالعزیز بن مختار نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ان عامر داناج کے مولیٰ عبداللہ بن فیروز نے حدیث بیان کی: ہمیں ابوساسان حُضین بن منذر نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، ان کے پاس ولید (بن عقبہ بن ابی معیط) کو لایا گیا، اس نے صبح کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر کہا: کیا تمہیں اور (نماز) پڑھاؤں؟ تو دو آدمیوں نے اس کے خلاف گواہی دی۔ان میں سے ایک حمران تھا (اس نے کہا) کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اسے (شراب کی) قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے شراب پی ہے تو (اس کی) قے کی ہے۔اور کہا: علی! اٹھو اور اسے کوڑے مارو۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: حسن! اٹھیں اور اسے کوڑے ماریں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی ناگوار باتیں بھی انہی کے سپرد کیجیے جن کے سپرد اس کی خوش گوار ہیں۔ تو ایسے لگا کہ انہیں ناگوار محسوس ہوا ہے، تب انہوں نے کہا: عبداللہ بن جعفر! اٹھو اور اسے کوڑے مارو۔ تو انہوں نے اسے کوڑے لگائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شمار کرتے رہے حتی کہ وہ چالیس تک پہنچے تو کہا: رک جاؤ۔ پھر کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس لگوائے اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی (کوڑے) لگوائے، یہ سب سنت ہیں اور یہ (چالیس کوڑے

لگانا) مجھے زیادہ پسند ہے۔ علی بن حجر نے اپنی روایت میں اضافہ کیا: اسماعیل نے کہا: میں نے داناج کی حدیث ان سے سنی تھی لیکن اسے یاد نہ رکھ سکا

راقم کہتا ہے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے کوفیوں کو بہت خنس تھی اور کوفیوں کا مقصد شروع سے یہ رہا کہ علی کو وہاں کا گورنر کرا دیا جائے۔ کوفی یمنی تھے لہٰذا شیعان علی کی ایک روایت یہ ہے کہ قرآن میں ایک فاسق کا ذکر ہے جو ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ تھے

(قال: قدمت على رسول الله ﷺ فدعاني الى الاسلام، فدخلت فيه، وأقررت به۔۔۔) (مسند احمد بن حنبل، ج ۳۰، ص ۴۰۳، رقم ۸۴۵۹ پر الحدیث

ترجمہ: (میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی جو میں نے منظور کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ نے زکوۃ کی فرضیت سنائی میں نے اس کا بھی اقرار کیا اور کہا کہ میں واپس اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور ان میں سے جو ایمان لائیں اور زکوۃ ادا کریں میں ان کی زکوۃ جمع کرتا ہوں۔ اتنے اتنے دنوں کے بعد آپ میری طرف کسی آدمی کو بھیج دیں میں اس کے ہاتھ جمع شدہ مال زکوۃ آپ کی خدمت میں بھجوا دوں گا۔ سیدنا حارث نے واپس آ کر یہی مال زکوۃ جمع کیا جب وقت مقررہ گزر چکا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی قاصد نہ آیا تو آپ نے اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا یہ تو ناممکن ہے کہ اللہ کے رسول اپنے وعدے کے مطابق اپنا آدمی نہ بھیجیں۔ مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں کسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ہم سے ناراض نہ ہو گئے ہوں؟ اور اس بنا پر آپ نے اپنا کوئی قاصد مال زکوۃ لینے کے لیے نہ بھیجا ہو، اگر آپ متفق ہوں تو ہم اس مال کو لے کر خود ہی مدینہ منورہ چلیں اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ یہ تجویز طے پا گئی اور یہ حضرات اپنا مال زکوۃ لے کر چل کھڑے ہوئے۔ ادھر سے رسول اللہ ﷺ ولید بن عقبہ کو اپنا قاصد بنا کر بھیج چکے تھے۔ لیکن یہ حجرات راستے میں ہی ڈر کے مارے لوٹ

آئے اور یہاں آ کر کہہ دیا کہ حارث نے زکوۃ بھی روک لی اور میرے قتل کے درپے ہوئے۔اس پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور کچھ آدمی حارث کی تنبیہ کے لیے روانہ فرما دیے۔مدینے کے قریب راستے میں ہی اس مختصر سے لشکر نے حضرت حارث کو پالیا۔سیدنا حارث نے پوچھا آخر کیا بات ہے؟ تم کہاں اور کس کے پاس جارہے ہو؟ انہوں نے آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔پوچھا کیوں؟ کہا اس لیے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد ولید کو زکوۃ نہ دی بلکہ انہیں قتل کرنا چاہا۔حارث نے فرمایا قسم ہے اس رب کی جس نے محمد ﷺ کو سچا بنا کر بھیجا ہے نہ میں نے اسے دیکھا نہ وہ میرے پاس آیا، چلو میں تو خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔یہاں جو آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تم نے زکوۃ بھی روک لی اور میرے آدمی کو قتل کرنا چاہا۔آپ نے جواب دیا ہر گز نہیں یا رسول اللہ ﷺ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے نہ میں نے انہیں دیکھا ہے اور نہ ہی وہ میرے پاس آئے، بلکہ قاصد کو نہ دیکھ کر اس ڈر کے مارے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مجھ سے ناراض نہ ہو گئے ہوں اور اسی وجہ سے قاصد نہ بھیجا ہو میں خود حاضر خدمت ہوا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا۔۔۔۔۔۔

(الحجرات:٦)

اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔۔۔۔ حکیم تک نازل ہوئی۔

سند میں محمد بن سابق ہے جو ضعیف ہے۔دینار کا باپ عیسیٰ مجھول ہے۔

محمد بن سابق التمیمی پر اقوال ہیں قال یحییٰ بن معین : ضعیف۔قال ابو حاتم لا یحتیج بہ۔وقال یعقوب بن شیبة : ولیس ممن یوصف بالضبط للحدیث۔تهذیب التهذیب ، ج۷، ص۱۶۳ ، تهذیب الکمال للمزی، ج۲۵ ،ص۶۳۳ ، تاریخ الکبیر للبخاری الترجمة ۳۱۲ ، الجرح والتعدیل

اس تناظر میں صحیح مسلم کی روایت میں بھی ایسا ہی ہے دو کوفیوں کی شکایات پر عثمان نے گورنر کو کوڑے لگوائے اور وہ بھی خاص اہل بیت النبی سے – کیا یہ ہر وقت مجلس عثمان میں ہی رہتے تھے ؟ کسی اور صحابی کا ذکر بھی اس روایت میں نہیں ہے

کہا جاتا ہے کہ حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ المتوفی ۹۹ ھ جو گواہ بن کر کھڑا ہوا یہ بعد میں كَانَ صَاحِبَ شُرْطَةِ عَلِيٍّ علی کا خصوصی گارڈ بنا اس کا بیان بھی صحیح بخاری کی روایت سے جدا ہے

حدیث نمبر 3872:

حدثنا عبد الله بن محمد الجعفي، حدثنا هشام، أخبرنا معمر، عن الزهري، حدثنا عروة بن الزبير، أن عبيد الله بن عدي بن الخيار، أخبره أن المسور بن مخرمة وعبد الرحمن بن الأسود بن عبد يغوث قالا له ما يمنعك أن تكلم خالك عثمان في أخيه الوليد بن عقبة وكان أكثر الناس فيما فعل به. قال عبيد الله فانتصبت لعثمان حين خرج إلى الصلاة فقلت له إن لي إليك حاجة وهى نصيحة. فقال أيها المرء، أعوذ بالله منك، فانصرفت، فلما قضيت الصلاة جلست إلى المسور وإلى ابن عبد يغوث، فحدثتهما بالذي قلت لعثمان وقال لي. فقالا قد قضيت الذي كان عليك. فبينما أنا جالس معهما، إذ جاءني رسول عثمان، فقالا لي قد ابتلاك الله.

فانطلقت حتى دخلت عليه، فقال ما نصيحتك التي ذكرت آنفا قال فتشهدت ثم قلت إن الله بعث محمدا صلى الله عليه وسلم وأنزل عليه الكتاب، وكنت ممن استجاب لله ورسوله صلى الله عليه وسلم وآمنت به، وهاجرت الهجرتين الأوليين، وصحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورأيت هديه، وقد أكثر الناس في شأن الوليد بن عقبة، فحق عليك أن تقيم عليه الحد. فقال لي يا ابن أخي أدركت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قلت لا، ولكن قد خلص إلي من علمه ما خلص إلى العذراء في سترها. قال فتشهد عثمان فقال إن الله قد بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق وأنزل عليه الكتاب، وكنت ممن استجاب لله ورسوله صلى الله عليه وسلم وآمنت بما بعث به محمد صلى الله عليه وسلم. وهاجرت الهجرتين الأوليين كما قلت، وصحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبايعته، والله ما عصيته ولا غششته حتى توفاه الله، ثم استخلف الله أبا بكر فوالله ما عصيته ولا غششته، ثم استخلف عمر، فوالله ما عصيته ولا غششته، ثم استخلفت، أفليس لي عليكم مثل الذي كان لهم علي قال بلى. قال فما هذه الأحاديث التي تبلغني عنكم فأما ما ذكرت من شأن الوليد بن عقبة، فسنأخذ فيه إن شاء الله بالحق قال فجلد الوليد أربعين جلدة، وأمر عليا أن يجلده، وكان هو يجلده. وقال يونس وابن أخي الزهري عن الزهري أفليس لي عليكم من الحق مثل الذي كان لهم.

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث ان دونوں نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا تم اپنے ماموں (امیرالمؤمنین) عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے باب میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، (ہوا یہ تھا کہ لوگوں نے اس پر بہت اعتراض کیا تھا جو حضرت عثمان نے ولید کے ساتھ کیا تھا)، عبیداللہ نے بیان کیا کہ جب حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے نکلے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے، آپ کو ایک خیر خواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بھلے آدمی! تم سے تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبد یغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب مجھے جو دیا تھا، سب میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا آدمی میرے پاس (بلانے کے لیے) آیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تم ابھی جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ کیا تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے کہا اللہ گواہ ہے پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کو اور دوسری مدینہ کو) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہیں اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب بہت چرچا ہونے لگا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس پر (شراب نوشی کی) حد قائم کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے یا میرے بھانجے کیا تم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کو گواہ کر کے فرمایا بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر (ابتداء ہی میں) لبیک کہا تھا۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو

ہجرتیں کیں۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوااور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم ! میں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی آخر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ کی قسم ! میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ان کے کسی معاملہ میں کوئی خیانت کی۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد میں خلیفہ ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبید اللہ نے عرض کیا یقیناً آپ کا حق ہے پھر انہوں نے کہا پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم انشاء اللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی کے بعد) ولید بن عقبہ کو چالیس کوڑے لگوائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو کوڑے مارے تھے۔ اس حدیث کو یونس اور زہری کے بھتیجے نے بھی زہری سے روایت کیا اس میں عثمان رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح بیان کیا، کیا تم لوگوں پر میرا وہی حق نہیں ہے جو ان لوگوں کا تم پر تھا۔

روایات کے مطابق گواہوں نے ایک انگوٹھی پیش کی کہ ہم نے ولید رضی اللہ عنہ کو شراب نوشی کرتے دیکھا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم ان کی انگوٹھی اتار لائے اور انہیں علم نہیں ہو سکا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو طلب کیا اور ان سے فرمایا: "جھوٹے گواہ کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اے میرے بھائی ! تم صبر کرو۔" اس کے بعد انہوں نے ولید پر شراب کی سزا نافذ کی طبری۔ 3/1-314 – اس میں ایک الزام بیان ہوا لوگ گواہ بنے اور حد قائم ہوئی-اب یہ صحیح ہوئی اس کا فیصلہ تو اب اللہ کے پاس ہے جب ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ محشر میں سوال کریں گے

سوال یہ ہے کہ ایسا بعض کوفیوں کو کیا ہوا کہ وہ علی کے حق میں اتنا آگے تک جا رہے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوفی اصلا یمنی تھے جن کو ان کے علاقوں سے عمر نے نکال کر کوفہ منتقل کر دیا تھا اس میں قبیلہ بنو اسد والے کثیر تعداد میں تھے اور بعد میں علی کے شیعوں میں بھی اسدیوں کی کثرت تھی اسی طرح علی کے ساتھ لڑنے والے بھی یمنی قبائل تھے۔

فقہی اختلافات

عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۶ رکنی کیمٹی میں علی موجود ہیں جس کو خلیفہ کا انتخاب کرنا ہے۔عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو اس کے سر براہ ہیں وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ دیتے ہیں۔علی رضی اللہ عنہ اب بھی خلیفہ نہیں بن پاتے۔

عثمان اور علی دونوں صحابی ہیں دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں لیکن دونوں میں فرق بہت ہے عثمان عمر میں بڑے اور متمول ہیں اور علی عمر میں بہت چھوٹے اور غریب تھے علی کے گھر میں لونڈی غلام تک نہ تھے اور دوسری بیوی تک کی اجازت ان کو نہیں دی گئی (صحیح بخاری)۔ علی رضی اللہ عنہ کے پاس گزر اوقات کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ تھا کہ ان کو مال فدک ملتا اور یہی وجہ تھی کہ وہ مسلسل شیخین سے اس کا مطالبہ کر رہے تھے۔جو بالاخر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دے دیا

حج قران ہی صحیح حج ہے

عثمان رضی اللہ عنہ کے مطابق حج تمتع کرنا صحیح نہیں تھا۔ علی رضی اللہ عنہ حج تمتع کا فتوی دیتے تھے۔

حج قران میں قربانی ساتھ لے کر جاتے ہیں اور احرام اس وقت تک نہیں کھولا جاتا جب تک قربانی ذبح یا نحر نہ ہو جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃالوداع کے موقع پر حج قران کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانیاں ساتھ لائے تھے اور میقات کے باہر سے اس میں داخل ہوئے تھے۔

حج تمتع یہ ہے کہ انسان حج کے مہینوں (شوال، ذوالقعدہ،اور ذوالحجہ) میں صرف عمرے کااحرام باندھتے ہوئے کہے لبیک بعمرة وحجة - تمتع کے لیے آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا ہونا شرط ہے- حج تمتع کی صرف ایک دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کاارادہ کیااور جب حدیبیہ پر پہنچے تو مشرکوں نے روکا، معائدہ ہوا اور مجبوراحج کو عمرہ سے بدلا- یہ عمل خاص ہوا عثمان وابوذر کے نزدیک لیکن علی کے نزدیک یہ عمل عموم ہے کوئی بھی شخص اس طرح کر سکتاہے- اس اختلاف کاذکر روایات میں موجود ہے کہ عثمان نے علی کو سمجھایا یہ فتوی مت دو لیکن علی اپنے موقف پر رہے- صحیح مسلم: كِتَاب الْحَجِّ باب جَوَازِ التَّمَتُّعِ صحیح مسلم 2964: کتاب: حج کے احکام ومسائل

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: اجْتَمَعَ عَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ، فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ أَوِ الْعُمْرَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: «مَا تُرِيدُ إِلَى أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَنْهَى عَنْهُ؟» فَقَالَ عُثْمَانُ: دَعْنَا مِنْكَ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدَعَكَ، فَلَمَّا أَنْ رَأَى عَلِيٌّ ذَلِكَ، أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا

عمرو بن مرہ نے سعید بن مسیب سے روایت کی، کہا: (ایک مرتبہ) مقام عسفان پر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکھٹے ہوئے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج تمتع سے یا (حج کے مہینوں میں) عمرہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ اس معاملے میں کیا کرنا چاہتے ہیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے منع فرماتے ہیں؟ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: آپ ہمیں چھوڑ دیں (یعنی جو دل چاہے کریں)۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں آپ استطاعت نہیں رکھتا کہ اپ کو چھوڑ دوں۔جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو حج وعمرہ دونوں کا تلبیہ پکارنا شروع کر دیا۔

صحیح البخاری 1563: كِتَابُ الحَجِّ (بَابُ التَّمَتُّعِ وَالإِقْرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ، وَفَسْخِ الحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ) صحیح بخاری: کتاب: حج کے مسائل کا بیان

(باب: حج میں تمتع، قران اور افراد کا بیان۔۔۔)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعُثْمَانُ يَنْهَى عَنْ الْمُتْعَةِ وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے علی بن حسین (حضرت زین العابدین) نے اور ان سے مروان بن حکم نے بیان کیا کہ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو میں نے دیکھا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنے سے منع کیا لیکن علی رضی اللہ عنہ نے اس کے باوجود دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور کہا " لبیک بعمرة وحجة" اور کہا کہ میں کسی ایک شخص کی بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو نہیں چھوڑ سکتا۔

راقم کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج کیا ہے اور اس میں حج و عمرہ کو ملانے کا ذکر نہیں ہے

صحیح مسلم میں ہے

ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ: "لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَلَكِنَّا كُنَّا خَائِفِينَ

علی نے عثمان سے کہا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے تمتع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ - عثمان نے کہا ٹھیک ہے لیکن ہم اس میں خوف زدہ تھے

مشکل الاثار میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ , قَالَ: ثنا الْحَجَّاجُ , قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ , عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ , عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ , عَنْ أَبِيهِ , قَالَ: سُئِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ , فَقَالَ: كَانَتْ لَنَا , لَيْسَتْ لَكُمْ

عثمان نے کہا یہ ہمارے لئے تھا تمھارے لئے نہیں ہے

عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایسا کرنا علت کی بناپر تھا لہٰذا یہ خصوص تھا کہ میقات میں ایام حج میں عمرہ کی نیت سے داخل ہوں اور علی رضی اللہ عنہ نے اس کو عموم سمجھا

عثمان کی طرح ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی اس کو حکم خصوصی کہتے تھے جو صرف اصحاب النبی کے لئے ہے

أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: «كَانَتِ الْمُتْعَةُ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج کیا ہے اور اس میں حج و عمرہ کو ملانے کا ذکر نہیں ہے- اور حدیبیہ میں حج کو عمرہ سے بدلا گیا تھا جو خاص عمل تھا– قرآن میں ہے

لَّـقَدْ صَدَقَ اللّـٰهُ رَسُوْلَـهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّـٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ

بے شک اللہ نے اپنے رسول کا خواب حق کے ساتھ سچا کر دیا، اگر اللہ نے چاہا (اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ) تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اپنے سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے بے خوف وخطر ہو گے

اس خواب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدی کے جانوروں کو لے کر مکہ کا قصد کیا اور یہ حج کے سفر کا مہینہ ذیقعدہ تھا- اپ حدیبیہ تک آ گئے تھے لیکن مشرکوں نے روکا- مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ أَهْدَى جَمَلَ أَبِي جَهْلٍ الَّذِي كَانَ اسْتُلِبَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي رَأْسِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي هَدْيِهِ» وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «لِيَغِيظَ بِذَلِكَ الْمُشْرِكِينَ»

ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جهل کے اونٹ کو حدیبیہ کے سال هدی کیا جس کو بدر کے دن حاصل کیا تھا اور اس کے سر پر چاندی کا برہ (جانور کی ناک کا حلقہ) تھا

دوسری روایت میں ہے

نَحَرَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ سَبْعِينَ، فِيهَا جَمَلُ أَبِي جَهْلٍ، فَلَمَّا صُدَّتْ عَنِ الْبَيْتِ

الْحُدَيْبِيَةِ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے جن میں ابو جهل کا اونٹ بھی تھا جب بیت اللہ جانے سے روکا گیا

یہ اونٹ دم میں ذبح کیے گئے کیونکہ احرام کو کھولا گیا اور ستر اونٹ لے کر جانے کا مقصد اصلاح حج کرنا تھا اس کا مقصد عمرہ نہیں تھا- لیکن جب روکا گیا تو مجبورا ایسا کیا گیا- پھر جب صلح ہوئی تو اپ نے عمرہ کیا اور پھر اس کی شرط کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال مکہ میں پھر داخل ہوئے اور عمرہ کیا

صحیح بخاری 1778 و 1779 میں ہے کہ حدیبیہ کے سال (سن ٦ ہجری میں) عمرہ کیا- انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَمُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: " أَرْبَعٌ: عُمْرَةُ الحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي القَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ المُشْرِكُونَ، وَعُمْرَةٌ مِنَ العَامِ المُقْبِلِ فِي ذِي القَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ، وَعُمْرَةُ الجِعِرَّانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيمَةَ - أُرَاهُ - حُنَيْنٍ " قُلْتُ: كَمْ حَجَّ؟ قَالَ: «وَاحِدَةً»

قتادہ نے کہا میں نے انس سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ آنے کے بعد) کتنے عمرے کیے ؟ انس نے جواب دیا چار عمرے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذِي الْقَعْدَةِ میں عمرہ کیا جب مشرکوں نے الْحُدَيْبِيَةِ میں روکا اور عمرہ کیا اس کے بعد والے سال میں ذي الْقَعْدَةِ میں جب صلح ہو گئی اور عمرہ کیا الْجِعِرَّانَةِ میں جب غنیمت تقسیم کی جب غزوہ حنین ہوئی (وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ اور حج پر چوتھا ہوا)- میں نے پوچھا کتنے حج کیے ؟ انس نے جواب دیا ایک

عمرہ تو بالاخر ہو گیا لیکن اس سال حج نہ ہو سکا - اللہ تعالی نے فرمایا کہ خواب سچ ہو گیا یعنی یہ خواب حجہ الوداع کا ہے جب حالت امن میں حج ہو گا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن ٦ میں حج جانا اور ھدی کے جانور لے کر گئے -اس طرح مجبوراً حج کے مہینوں میں حج کی نیت کو عمرہ سے بدلا گیا جو خاص عمل تھا لیکن علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ عام حکم تھا[10]

---

[10] صحیح مسلم کی حدیث ٥٠٧ کے مطابق جمہور سلف امت حج تمتع کے خلاف تھے

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ سَلْ لِي عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَإِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَيَحِلُّ أَمْ لَا فَإِنْ قَالَ لَكَ لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَا يَحِلُّ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ إِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِي الرَّجُلُ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ فَقُلْ لَهُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذَلِكَ وَمَا شَأْنُ أَسْمَاءَ وَالزُّبَيْرِ قَدْ فَعَلَا ذَلِكَ قَالَ فَجِئْتُهُ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَمَا بَالُهُ لَا يَأْتِينِي بِنَفْسِهِ يَسْأَلُنِي أَظُنُّهُ عِرَاقِيًّا قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَهَذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ أَفَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى مَا كَانُوا

يَبْدَئُونَ بِشَيْئٍ حِينَ يَضَعُونَ أَقْدَامَهُمْ أَوَّلَ مِنْ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَأَانِ بِشَيْئٍ أَوَّلَ مِنْ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَقْبَلَتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا وَقَدْ كَذَبَ فِيمَا ذَكَرَ مِنْ ذَلِکَ

ہارون بن سعید ایلی، ابن وہب، عمرو، ابن حارث، حضرت محمد بن عبدالرحمن (رض) سے روایت ہے کہ عراق والوں میں سے ایک آدمی نے ان سے کہا کہ عروہ بن زبیر سے اس آدمی کے بارے میں پوچھو کہ جو حج کی پکار لگا کر (اس کا احرام باندھ لے اور) جب وہ بیت اللہ کا طواف کرلے تو کیا وہ حلال ہوسکتا ہے یا نہیں؟(یعنی احرام کھول دے اور حج تمتع کرے) تو اگر وہ تجھے کہیں کہ وہ حلال نہیں ہوسکتا تو ان سے کہنا کہ ایک آدمی (اغلبا ابن عباس) تو اس طرح کہتا ہے یعنی حلال ہوسکتا ہے عروہ نے کہا کہ اس نے جو کہا برا کہا پھر وہ عراقی آدمی مجھ سے ملا اور مجھ سے اس نے پوچھا تو میں نے اسے عروہ کا قول بیان کردیا - عراقی آدمی نے کہا عروہ سے کہوکہ ایک آدمی تو خبر دیتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک نے اس طرح کیا ہے اور اسماء اور زبیر (رض) پر کیا کہتے ہو کہ انہوں نے بھی اس طرح کیا تھا - راوی محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ پھر عروہ کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عروہ (رض) نے فرمایا کہ وہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا - انہوں نے فرمایا کہ وہ خود میرے پاس آکر کیوں نہیں پوچھتا؟ میرے خیال میں وہ عراقی ہے- میں نے کہا میں نہیں جانتا - عروہ نے فرمایا اس آدمی نے جھوٹ بولا ہے -رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو حج کیا ہے -عائشہ (رض) نے مجھے اس کی خبر دی کہ جس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہلے مکہ تشریف لائے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وضو فرمایا پھر بیت اللہ کا طواف کیا حج کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر -ابو بکر (رض) نے بھی سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر حج کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر -عمر (رض) نے بھی اسی طرح کیا پھر -عثمان (رض) نے حج کیا میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کو طواف کیا اور حج کے علاوہ کچھ نہیں کیا پھر - معاویہ (رض) اور -عبداللہ (رض) بن عمر (رض) نے بھی حج کیا پھر میں نے بھی -زبیر بن عوام (رض) کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا اور حج کے علاوہ کچھ نہیں کیا پھر میں نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار بھی اسی طرح کرتے ہیں اور وہ بھی حج کے علاوہ کچھ نہیں کرتے پھر میں نے سب سے آخر میں -ابن عمر (رض) کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا اور عمرہ کے بعد حج کے احرام کو نہیں کھولا اور یہ -ابن عمر (رض) تو عراق والوں کے پاس موجود ہی ہیں یہ ان سے کیوں نہیں پوچھتے اور جتنے اسلاف تھے سب کے سب مکہ میں آتے ہی بیت اللہ کے

طواف سے ابتداء کرتے تھے پھر حلال نہیں ہوتے تھے احرام نہیں کھولتے تھے اور میں نے اپنی ماں اور خالہ کو بھی دیکھا کہ جس وقت وہ آئیں تو وہ بھی سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتی تھیں پھر حلال نہیں ہوتی تھیں میری ماں نے مجھے خبر دی کہ میں اور میری بہن عائشہ (رض) اور زبیر (رض) اور فلاں فلاں آدمی صرف عمرہ کرنے آئے تھے تو جب رکن (حجر اسود) کو چھو لیا (یعنی طواف وداع کیا) تو وہ سب حلال ہوگئے اور اس نے تجھ سے جو ذکر کیا جھوٹ کیا

ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَفْسَخُوا حَجَّهُمْ فَيَجْعَلُوهُ عُمْرَةً ثُمَّ اخْتَلَفُوا فَذَهَبَ الْأَكْثَرُ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ خَاصًّا بِهِمْ وَذَهَبَ طَائِفَةٌ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ لِمَنْ بَعْدَهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنے حج کو فسخ کر کے عمرہ میں بدل لیں پھر اصحاب رسول کا اس پر اختلاف ہوا پس اکثر اس طرف گئے کہ یہ خاص ان کے لئے تھا اور ایک گروہ اس طرف گیا کہ یہ بعد والوں کے لئے بھی جائز ہے

ابن حجر نے کہا

ويحتمل أن يكون عثمان أشار إلى أن الأصل في اختياره - صلى اللّه عليه وسلم - فسخ الحجّ إلى العمرة في حجة الوداع دفع اعتقاد قريش منع العمرة في أشهر الحجّ، وكان ابتداء ذلك بالحديبية؛ لأن إحرامهم بالعمرة كان في ذي القعدة، وهو من أشهر الحجّ، وهناك يصحّ إطلاق كونهم خائفين، أي من وقوع القتال بينهم وبين المشركين، وكان المشركون صدّوهم عن الوصول إلى البيت، فتحلّلوا من عمرتهم، وكانت أول عمرة وقعت في أشهر الحجّ، ثم جاءت عمرة القضيّة في ذي القعدة أيضًا، ثم أراد - صلى اللّه عليه وسلم - تأكيد ذلك بالمبالغة فيه، حتى أمرهم بفسخ الحجّ إلى العمرة

اور احتمال ہے کہ عثمان کا اشارہ ہے جو اصل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا کہ حج کو عمرہ سے بدلا حجہ الوداع میں قریش کے عقیدہ کو دفع کرنے کہ حج کے ماہ میں عمرہ منع ہے اور اس کی شروعات حدیبیہ میں ہوئی جب عمرہ کا احرام باندھا جو ذیقعدہ میں تھا جو حج کا مہینہ ہے اور اس پر خوف کا اطلاق صحیح ہے کہ ان میں اور مشرکین میں قتال ہو سکتا تھا اور

مشرکین نے راستہ روکا تو اس کو عمرہ سے بدلا اور پہلا عمرہ حج کے مہینوں میں ہوا پھر عمرہ قضیہ ہوا جو ذیقعدہ میں ہوا

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى البَيْتِ العَتِيقِ} [الحج: 33] وَمِنْ «أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ»، قُلْتُ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ بَعْدَ المُعَرَّفِ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ»

مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ صرف بیت اللہ کے طواف سے (حاجی و غیر حاجی) حلال ہو سکتا ہے۔ (ابن جریج نے کہا) میں نے عطاء سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد «ثم محلها إلى البيت العتيق» (سورة الحج) سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی وجہ سے جو آپ نے اپنے اصحاب کو حجۃ الوداع میں احرام کھول دینے کے لیے دیا تھا میں نے کہا کہ یہ حکم تو عرفات میں ٹھہرنے کے بعد کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ عرفات میں ٹھہرنے سے پہلے اور بعد ہر حال میں جب طواف کر لے تو احرام کھول ڈالنا درست ہے۔

عثمان بدعتی ہے

صحیح البخاری: کِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ (بَابُ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ وَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى البُيُوتَ، فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ هَذِهِ الكُوفَةُ قَالَ: «لاَ حَتَّى نَدْخُلَهَا») صحیح بخاری: کتاب: نماز میں قصر کرنے کا بیان (باب: جب آدمی سفر کی نیت سے اپنی بستی)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ . 1090 الصَّلَاةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے . اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پہلے نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی بعد میں سفر کی نماز تو اپنی اسی حالت پر رہ گئی البتہ حضر کی نماز پوری (چار رکعت) کر دی گئی۔ زہری نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ پھر خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیوں نماز پوری پڑھی تھی انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی جو تاویل کی تھی وہی انہوں نے بھی کی۔

صحیح بخاری کی شرح تیسیر الباری، ج 2، ص 138 پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں

یہ حضرت عثمان کی رائے تھی جو سنت صریحہ کے خلاف قابل قبول نہیں ہو سکتی

راقم کہتا ہے یہ قول باطل ہے مستخرج ابو عَوانۃ کے مطابق

وإِنَّمَا أتمَّها عُثْمانُ أربعًا لأنه تأهَّل بِمَكَّة ونَوَى الإِقامَة

عثمان نے منی میں ان کو رکعات کو چار پڑھا کیونکہ انہوں نے مکہ میں سکونت کی اور اس میں اقامت کی

طحاوی کتاب شرح معانی الاآثار میں کہتے ہیں

وَقَدْ ذَكَرْنَا مَا تَأَوَّلَ فِي إِتْمَامِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الصَّلَاةَ بِمِنًى فَكَانَ مَا صَحَّ مِنْ ذَلِكَ هُوَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ أَجْلِ نِيَّتِهِ لِلْإِقَامَةِ. فَإِنْ كَانَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ .

اور ہم نے ذکر کیا جو عثمان رضی اللہ عنہ نے منی میں نماز میں جو چار رکعات پڑھیں تو پس اس میں صحیح ہے کہ یہ ان کی نیت اقامت کی وجہ ہے

اصلا اپ کا ارادہ اگر کسی شہر میں رکنے کا ہو تو اپ پر مقیم کا حکم لگتا ہے عثمان رضی اللہ عنہ کا ارادہ رکنے کا تھا لہذا انہوں نے قصر نہیں کیا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر کیا کیونکہ اپ کا ارادہ رکنے کا نہیں تھا

ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے

وَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ إِنَّمَا أَتَمَّ الصَّلَاةَ لِأَنَّهُ نَوَى الْإِقَامَةَ بَعْدَ الْحَجِّ فَهُوَ مُرْسَلٌ وَفِيهِ نَظَرٌ لِأَنَّ الْإِقَامَةَ بِمَكَّةَ عَلَى الْمُهَاجِرِينَ حَرَامٌ كَمَا سَيَأْتِي فِي الْكَلَامِ عَلَى حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فِي الْمَغَازِي

جو عبد الرزاق نے روایت کیا کہ ... زہری سے کہ عثمان نے نماز کو پورا کیا کیونکہ انہوں نے اقامت کی حج کے بعد تو یہ مرسل ہے اس میں نظر ہے کیونکہ مکہ میں اقامت کرنا مہاجرین پر حرام ہے جیسا کہ مغازی میں حدیث الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ میں آئے گا

پھر ایک (منقطع) روایت پیش کی کہ عثمان تو کہتے تھے کہ لن إفارق دار ہجرتی میں اپنا دار ہجرت نہیں چھوڑوں گا- راقم کہتا ہے یہ روایت مسند احمد میں ہے عثمان نے کہا فَلَنْ إُفَارِقَ دَارَ هِجْرَتِي میں اپنے دار ہجرت کو نہیں چھوڑوں گا حیرت ہے کہ ابن حجر نے اپنی دوسری کتاب " تعجیل المنفعة" ص 371 میں ہی لکھا ہے کہ وما إظن إن روايته عن المغيرة إلا مرسلة میں گمان کرتا ہوں کہ یہ لن إفارق دار ہجرتی والی روایت مغیرہ کی سند سے مرسل ہے- راقم کہتا ہے یہ مرسل ہے تو پھر اس سے دلیل کیسے لی؟

مہاجرین اولین پر فتح مکہ کے سال تک پابندی تھی کہ وہ مکہ میں سکونت نہیں کریں گے۔ ممانعت کا حکم سن ۹ ہجری کے لئے ہو گا جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا تھا

بدعات عثمانی؟

عید کا خطبہ نماز سے پہلے کرنا

مصنف عبد الرزاق کی روایت 5644 ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَنْقُصُونَ فَلَمَّا صَلَّى حَبَسَهُمْ فِي الْخُطْبَةِ».

يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ کہتے ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دینا عمر رضی اللہ عنہ نے شروع کیا جب دیکھا کہ لوگ کم ہونے لگے ہیں

یہی بات یوسف نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی بولی

اور امام الزہری کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو شروع کیا

معمر کہتے ہیں ان کو پہنچا کہ عثمان اپنی خلافت کے آخری دور میں ایسا کرتے تھے

ابن حجر فتح الباری ج ۲ ص ۴۵۰ میں لکھتے ہیں کہ نماز عید سے پہلے خطبہ عثمان بھی دیتے تھے

وَسَيَأْتِي فِي الْبَابِ الَّذِي بَعْدَهُ أَنَّ عُثْمَانَ فَعَلَ ذَلِكَ أَيْضًا لَكِنْ لِعِلَّةٍ أُخْرَى

اور آگے باب میں ہے کہ عثمان بھی ایسا کرتے تھے لیکن اس کی وجہ اور ہے

کتاب کوثر المعانی الدّرارِی فی کَشفِ خبَایا صَحِیحُ البُخَاری از محمّد الخضرِ بن سید عبد اللہ بن اِحمد الجکنی الشنقیطی (المتوفی : 1354ھ) کے مطابق عید کی نماز سے پہلے خطبہ دینا

وقيل بل سبقه إليه عثمان؛ لأنه رأى ناسًا لم يدركوا الصلاة فصار يقدم الخطبة رواه ابن المنذر بإسناد صحيح إلى الحسن البصري

عثمان نے کیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز میں نہیں آ رہے پس خطبہ کو پہلے کیا اس کو ابن المنذر نے صحیح اسناد سے حسن بصری سے روایت کیا ہے

ابو مسعود عقبة بن عمرو بن ثعلبة رضی اللہ عنہ کی وفات ٣٩ یا ٤٠ ہجری میں ہوئی اور مصنف عبد الرزاق کی روایت 5648 ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: «خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ —أَوْ أَضْحَى— هُوَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي مَسْعُودٍ حَتَّى أَفْضَيْنَا إِلَى الْمُصَلَّى، فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ الْكِنْدِيُّ قَدْ بَنَى لِمَرْوَانَ مِنْبَرًا مِنْ لَبِنٍ وَطِينٍ، فَعَدَلَ مَرْوَانُ إِلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى حَاذَى بِهِ فَجَاذَبْتُهُ لِيَبْدَأَ بِالصَّلَاةِ»، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، تُرِكَ مَا تَعْلَمُ، فَقَالَ: كَلَّا وَرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا نَعْلَمُ ثُمَّ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ

عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ کہتے ہیں کہ ابو سعید سے سنا کہ میں مروان کے ساتھ یوم فطر یا عید الاضحیٰ پر نکلا اور میرے اور مروان کے درمیان ابی مسعود تھے یہاں تک کہ نماز کی جگہ پہنچے پس کثیر بن الصلت نے مروان کے لئے ایک منبر بنوایا ہوا تھا جس پر مروان چڑھا پھر اس پر سے نماز کے لئے اٹھا پس کہا اے ابو سعید چھوڑ دیا جس کو تم جانتے

تھے اس پر ابو سعید نے کہا ہر گز نہیں مشارق و مغارب کے رب کی قسم تم اس خیر تک نہیں پہنچو گے جس کو ہم جانتے ہیں —پھر خطبہ شروع کیا

عینی عمدہ القاری میں لکھتے ہیں

وَزَاد عبد الرَّزَّاق عَن دَاوُد ابْن قيس وَهُوَ بيني وَبَين أبي مَسْعُود، يَعْنِي: عقبَة بن عَمْرو الْأَنْصَارِيّ

ابی مسعود سے مراد عقبَة بن عَمْرو الأَنْصَارِيّ ہیں

کثیر بن صلت کے لئے ابن سعد طبقات میں واقدی کے حوالے سے لکھتے ہیں

.وَلَهُ دَارٌ بِالْمَدِينَةِ كَبِيرَةٌ فِي الْمُصَلَّى وَقِبْلَةُ الْمُصَلَّى فِي الْعِيدَيْنِ إِلَيْهَا

ان کا ایک بڑا گھر مدینہ میں تھا مصلی کے ساتھ اور اس میں عیدیں کے لئے مصلی کا قبلہ تھا

یہ روایت المسندَ الصَّحِيح المُخَرّج عَلى صَحِيح مُسلم از أبو عَوانة يَعقُوب بن إسحَاق الإسفرَايينيّ (المتوفى 316ھ) میں بھی ہے جہاں اس میں ابی مسعود صحابی کا ذکر ہے

سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی کہتے ہیں

قال المدائني وغيره: تُوُفيّ سنة أربعين. وقال خليفة تُوُفيّ قبل الأربعين وقال الواقدي: مات في آخر خلافة معاوية بالمدينة.

المدائنی اور دیگر نے کہا کہ ان کی وفات ۴۰ ھ میں ہوئی اور خلیفہ نے کہا ۴۰ سے بھی پہلے اور واقدی نے کہا کہ معاویہ کی خلافت میں مدینہ میں

ابن حبان ، مشاہیر علماء الأمصار وإعلام فقہاء الأقطار میں کہتے ہیں

مات بالکوفة في خلافة علی بن أبی طالب و کان علیها و الیا له

ان کی وفات کوفہ میں علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی ان کی طرف سے وہاں کے والی تھے

الأعلام میں الزرکلی الدمشقی (المتوفی: 1396ه-) کہتے ہیں ابی مسعود : ونزل الکوفة. وکان من إصحاب علی، فاستخلفه علیها لما سار إلی صفین (انظر عوف بن الحارث) وتوفی فیها

ابی مسعود کی وفات کوفہ میں ہوئی

جمہور محدثین و مورخین کے مطابق ابی مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات دور علی میں کوفہ میں ہوئی

بعض شارحین حدیث سے تسامح ہوااور انہوں نے اس خطبہ پہلے کرنے کو معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمل قرار دے دیا ہے جبکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کیاہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی –پھر ابی مسعود رضی اللہ عنہ تو کوفہ میں دور علی میں وفات پا گئے تواب وہ مروان کا دور کیسے دیکھ سکتے ہیں ؟ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ دور معاویہ کا ہے ہی نہیں –یہ دور عثمان کا ہو گا جب مروان کو کسی بنا پر امیر مقرر کیا گیا ہو گا اور مروان اور ابی مسعود اور ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز پڑھی- اگرچہ متاخرین شارحین نے جمہور کا قول چھوڑ کر واقدی کے قول پر اعتماد کیاہے اور دعوی کیا ہے ابی مسعود نے معاویہ کے دور میں وفات پائی- راقم کہتا ہے واقدی کا منفرد قول جمہور کے مقابلے پر شاذ ہے ابی مسعود کا انتقال دور علی میں ہوا

عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمعہ کی نماز بازار میں ہوتی تھی کیونکہ لوگ زیادہ تھے –اسی طرح عید کی واجب نماز میں ابن منذر کے بقول انہوں نے خطبہ پہلے دیا کہ لوگ جمع ہو لیں- راقم کی رائے میں روایت میں ابی مسعود کی موجودگی سے پتا چلتا ہے کہ یہ دور معاویہ کا واقعہ ہے ہی نہیں

سن ۳۱ ہجری کا واقعہ ہے جو صحیح البخاری میں ہی ہے

حديث نمبر: 3717حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: "اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: عُثْمَانُ وَقَالُوا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے،۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی

رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلا شبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

یعنی یہ خطبہ کو پہلے کرنے کا واقعہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیماری کی وجہ سے پیش آیا جس میں اپ حج پر نہ جا سکے اور اتنے بیمار ہوئے کہ وصیت تک کر دی- عقبۃ بن عمرو بن ثعلبۃ الخزرجی، ابو مسعود البدری کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ دور عثمان کا ہے اور مدینہ کا ہے تو خطبہ عید دینا عثمان رضی اللہ عنہ کا کام ہے مروان کا نہیں ہے –مروان کا یہ کام کرنا بطور علت ہے جس کی وجہ نکسیر پھوٹنے کی بیماری ہے اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نہیں ہو سکتی

مصنف عبد الرزاق میں ہے

ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَنْقُصُونَ فَلَمَّا صَلَّى حَبَسَهُمْ فِي الْخُطْبَةِ».

یوسف نے کہا جس نے عید کی نماز میں خطبہ پہلے کیا وہ عمر ہیں جب دیکھا کہ لوگ کم ہو گئے ہیں

تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی میں ہے

حدثنا خلف بن هشام المقرئ قال: حدثنا حماد بن زيد عن يحيى بن سعيد قال: غدوت مع يوسف بن عبد الله بن سلام في يوم عيد، فقلت له: كيف كانت الصلاة على عهد عمر ؟ قال: كان يبدأ بالخطبة، قبل الصلاة

–

یحیٰی بن سعید نے کہا میں نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام کے ساتھ عید کے دن پوچھا کہ عہد عمر میں عید کی نماز کیسی تھی ؟ کہا عمر بن خطاب خطبہ دیتے نماز عید سے پہلے

ان آثار کو محدثین نے غریب یعنی منفرد کہا ہے لیکن اس کو رد نہیں کیا کیونکہ سند میں کوئی ایسی علت نہیں کہ ان کو غیر صحیح قرار دیا جائے۔ معلوم ہوا کہ عموم یہ ہے کہ نماز پہلے پھر خطبہ دیا جاتا تھا لیکن کسی وجہ سے اس کو آگے پیچھے عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کیا ہے

الأوسط از ابن المنذر میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ كَانُوا يُصَلُّونَ ثُمَّ يَخْطُبُونَ، فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ رَأَى أَنَّهُمْ لَا يُدْرِكُونَ الصَّلَاةَ خَطَبَ ثُمَّ صَلَّى

حسن بصری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ابی بکر کے دور میں عمر کے دور میں عثمان کے دور میں نماز ہوتی پھر خطبہ لیکن جب لوگ زیادہ ہوئے دور عثمان میں تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز کو نہیں پاتے تو انہوں نے خطبہ کیا پھر نماز

یعنی لوگوں کو اتے اتے وقت لگتا اور نماز چھوٹ جاتی لہذا آسانی کی وجہ سے ہوا۔ بہر حال حسن بصری نے ان تمام ادوار کو نہیں دیکھا لہذا کسی نے ان کو خبر دی ہو گی اس کے بر عکس یوسف نے ان ادوار کو دیکھا ہے

فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے

وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عُثْمَانُ فَعَلَ ذَلِكَ أَحْيَانًا بِخِلَافِ مَرْوَانَ فَوَاظَبَ عَلَيْهِ فَلِذَلِكَ نُسِبَ إِلَيْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ مِثْلُ فِعْلِ عُثْمَانَ قَالَ عِيَاضٌ وَمَنْ تَبِعَهُ لَا يَصِحُّ عَنْهُ وَفِيمَا قَالُوهُ نَظَرٌ لِأَنَّ عَبْدَ الرَّزَّاقِ وبن أبي شيبَة روياه جَمِيعًا عَن بن عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَهَذَا إِسْنَاد صَحِيح

اور احتمال ہے اس طرح خطبہ پہلے کرنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی کبھی کیا ہے...اور روایت کیا گیا ہے کہ ایسا عمر نے بھی کیا ہے اور قاضی عِيَاضٌ اور ان کی اتباع کرنے والوں نے کہا ہے یہ صحیح نہیں اس پر نظر ہے اور مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ میں دونوں نے اس کو.. یوسف بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے

ابو العبّاس احمدُ بنُ الشیخِ کتاب المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم میں کہتے ہیں

وقد رُوِيَ أنَّ أوَّلَ مَنْ فعل ذلك عمر بن الخَطَّاب ، وقيل : عثمان ، وقيل : عَمَّار ، وقيل : ابن الزبير ، وقيل : معاوية ـ رضى الله عنهم ـ . . . فإنْ صحَّ عن واحدٍ مِنْ هؤلاء أنَّه قدَّم ذلك ، فلعلَّه إنما فعل ؛ لمَا رأى من انصرافِ الناسِ عن الخُطْبة ، تاركين لسماعها مستعجلين ، ، أو ليدرك الصلاةَ مَنْ تأخَّر وبَعُدَ منزلُهُ.

اور روایت کیا گیا ہے سب سے عید کی نماز کرنا پھر خطبہ دینا عمر نے کیا اور کہا جاتا ہے عثمان نے کیا اور کہا جاتا ہے عمار نے کیا اور کہا جاتا ہے ابن زبیر نے کیا اور کہا جاتا ہے معاویہ نے کیا پس اگر یہ ان سب سے صحیح ہیں جن کا ذکر کیا تو ہو سکتا ہے انہوں نے ایسا کیا ہو جب دیکھا کہ لوگ خطبہ پر جا رہے ہیں اور جلدی میں خطبہ نہیں سن رہے اور نماز میں دیر کر رہے ہیں

راقم کہتا ہے اگر کوئی بیماری عام ہو یا کوئی اور وجہ ہو مثلا قحط وغیرہ تو ایسا کیا جا سکتا ہے

جمعہ کی دو اذان کرنا

دور نبوی میں جمعہ کی صرف ایک اذان دی جاتی تھی لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے دو اذان کا حکم دیا-ایک جمعہ کا وقت -شروع ہونے پر اور دوسری جب امام منبر پر جائے

الطحطاوی کتاب حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح میں کہتے ہیں

أحدث عثمان رضي الله عنه الأذان الأول على دار بسوق المدينة مرتفعة يقال لها الزورا

عثمان رضی اللہ عنہ نے اذان اول مدینہ کے اونچی جانب کے بازار الزورا میں شروع کی

عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن پہلی اذان شروع کی مدینہ کے اوپر والے بازار کے دروازے پر جس کو الزوراء کہا جاتا تھا- مدینہ کا یہ الزوراء بازار مسجد النبی سے جڑآ ہوا نہ تھا بلکہ دور تھا وہاں تک مسجد کے اندر ہونے والی اذان کی آواز نہ جاتی ہو گی- بازار ویسے بھی شور کی جگہ ہوتا ہو جہاں بھاو تاؤ ہو رہا ہوتا ہے اس لئے یہ پہلی اذان زوال کے فورا بعد اس الزوراء بازار میں دی جاتی اور بعد میں موذن مسجد آ کر اذان دیتا

یعنی اصلا یہ ایک ہی اذان تھی جو مدینہ کے دور کے بازار میں دی جاتی تھی کیونکہ ان کے دور میں شہر پھیل گیا تھا یہ دو اذانیں نہیں تھیں جو ایک ہی مقام یا مسجد سے دی جاتی ہوں اس کی وجہ تھی کہ نہ گھڑیاں تھیں نہ لاؤڈ اسپیکر تھا لہذا اس کو دور مرتفع مقام میں دیا جاتا

خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دور میں مسجد والی اذان المُنَارِ (ایک پلیٹ فارم) پر دی جاتی

ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ کتاب الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابن إبی زید القیروانی کے مطابق

ثُمَّ لَمَّا تَوَلَّى هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بِالْمَدِينَةِ أَمَرَ بِنَقْلِ الَّذِي عَلَى الزَّوْرَاءِ إِلَى الْمَنَارِ وَالَّذِي عَلَى الْمَنَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَمَرَّ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

ہشام بن عبد الملک کے دور بازار الزَّوْرَاءِ والے موذن کو حکم دیا گیا کہ وہ المنار کی طرف جائیں اور المنار والے موذن کو حکم دیا گیا کہ بازار کی طرف جائیں اور اس طرح بیچ میں اذان دی جانی لگی اور اسی پر عمل جاری رہا

اس طرح خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے اذان کی حکمت و مقصد کو سمجھتے ہوئے دو اذانوں کو تین کر دیا

دیکھئے شرح ابن ناجی التنوخی علی متن الرسالۃ لابن إبي زيد القيروانی

امام شافعی کہتے ہیں کہ مجھے وہ پسند ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا اور ابو بکر اور عمر کا عمل پسند ہے وإحب ماكان يفعل على عهد رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وإبي بكر وعمر (دیکھئے البیان فی مذہب الإمام الشافعی از یحییٰ بن إبي الخير بن سالم الشافعي (المتوفى: 558ھ) میں)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

«حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ؟ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: «بِدْعَةٌ»

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جمعہ کے دن پہلی اذان بدعت ہے - نافع نے کہا بدعت؟ ابن عمر نے کہا بدعت

یہ بات صحیح ہے کہ یہ بدعت تھی لیکن یہ قول بدعت اسی طرح ہے جس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح شروع کی تو اس کو بدعت کہا

انتظامی معاملات میں عثمان پر تنقید

زکواہ کی تقسیم

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ مُنْذِرٍ، عَنِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ، قَالَ: لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ذَاكِرًا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ،

فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ: أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُونَ فِيهَا، فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: أَغْنِهَا عَنَّا، فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: «ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَا»

ابْنِ الحَنَفِيَّةِ نے کہا: اگر علی، عثمان کا ذکر کرتے، تو اس روز ذکر کرتے جب لوگ عثمان کے منصب داروں کے حوالے سے شکوہ کرتے آئے تو علی نے مجھ سے کہا جاؤ عثمان کو اس کی خبر دو – کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ تھا پس وہ منصب داروں کو اس پر عمل کا حکم کریں – میں لہذا گیا اور عثمان نے کہا ہم یہی خرچ کرتے ہیں پس میں واپس آیا علی کے پاس اور خبر دی انہوں نے کہا جہاں سے لیا وہاں رکھ دو

الفاظ إِغْنِها عنَّا کا ترجمہ مسند احمد کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط – عادل مرشد نے اصرفها عنا کیا ہے کہ ہم ایسا خرچ کرتے ہیں

یہی مطلب البانی نے مُخْتَصَر صَحِيحُ الإمَامِ البُخَارِي میں تعلیق میں لکھا ہے

. وقوله: "إِغنها": أي: اصرفها عنا

ابن بطال شرح صحیح بخاری میں کہتے ہیں

(اِغنہا عنا) یقول: اصرفہا عنا، یقال: اِغنیت عنک کذا: صرفتہ عنک

کہا ہم ایسا ہی خرچ کرتے ہیں کہا جاتا ہے اِغنیت عنک کذا میں نے تجھ کو اس طرح غنی کیا یعنی تجھ پر خرچ کیا

ابن قرقول (المتوفى: 569ھ) کتاب مطالع الانوار علی صحاح الآثار میں کہتے ہیں

اَغْنِہا عَنَّا" بقطع الالف، اِی: اصرفہا وسیرہا عنا "

اَغْنِہا عَنَّا"... یعنی خرچ کیا

کتاب کشف المشکل من حدیث الصحیحین از ابن جوزی کے مطابق

.وَقَولہ: اِغنہا عَنَّا: اِی اصرفہا عَنَّا

اور ان کا قول یعنی ہم نے ایسا خرچ کیا

مصنف عبد الرزاق میں الفاظ ہیں

عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَعْلَى مِنْذِرٌ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ إِلَى أَبِي فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ أَبِي: " خُذْ هَذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقُلْ لَهُ: قَالَ أَبِي: أَنَّ نَاسًا مِنَ النَّاسِ قَدْ جَاءُوا شَكَوْا سُعَاتَكَ وَهَذَا أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَرَائِضِ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ "، فَانْطَلَقْتُ بِالْكِتَابِ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَنَّ أَبِي أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ، وَذَكَرَ أَنَّ نَاسًا مِنَ النَّاسِ شَكَوْا سُعَاتَكَ، وَهَذَا أَمْرُ [ص:7] رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَرَائِضِ فَمُرْهُمْ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِي كِتَابِكَ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى أَبِي فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبِي: «لَا عَلَيْكَ ارْدُدِ الْكِتَابَ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ» قَالَ: «فَلَوْ كَانَ ذَاكِرًا عُثْمَانَ بِشَيْءٍ لَذَكَرَهُ – يَعْنِي بِسُوءٍ -» قَالَ: «وَإِنَّمَا كَانَ فِي الْكِتَابِ مَا فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ

اس مقام پر الفاظ ہیں لَا حَاجَةَ لَنَا فِي كِتَابِكَ ہمیں تمہاری تحریر کی ضرورت نہیں ہے

یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں انہی احکام کے تحت عمل ہو رہا ہے اور جو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک جھوٹے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ چونکہ حکومت کا حصہ نہ تھے ان کو نظم انٹیلی جنس کی خبریں نہیں تھیں کہ یہ لوگ اصلا پروپیگنڈا کرتے پھر رہے ہیں اور ان کی باتوں سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنی کتاب عثمان کے پاس بھیج دی- علی رضی اللہ عنہ کو لگا کہ منصب دار عثمان تک صحیح خبریں نہیں پہنچا رہے اور لوگوں میں اشتعال پیدا ہو رہا لہٰذا انہوں نے ایسا کیا

یہ ظاہر کرتا ہے کہ لوگ نیک ہوں اور مقصد اچھا ہو تو بھی نتیجہ صحیح نہیں نکلتا کیونکہ دونوں میں کمیونیکشن گیپ ہے

گورنروں کا نماز میں تاخیر کرنا

صحیح مسلم کی روایت ہے

وَحدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ، قَالَ: أَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلَاةَ، فَجَاءَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّامِتِ، فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا، فَجَلَسَ عَلَيْهِ، فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيعَ ابْنُ زِيَادٍ، فَعَضَّ عَلَى شَفَتِهِ، وَضَرَبَ فَخِذِي، وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ، وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ، وَقَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ مَعَهُمْ فَصَلِّ، وَلَا تَقُلْ إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا أُصَلِّي»

زہیر بن حرب، اسماعیل بن ابراہیم، ایوب، حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ ابن زیاد نے نماز میں تاخیر کی تو عبداللہ بن صامت (رض) میرے پاس آئے اور میں نے ان کے لئے کرسی ڈالی وہ اس کرسی پر بیٹھے تو میں نے ان سے ابن زیاد کے کام کا ذکر کیا تو انہوں نے اپنے ہونٹ دبائے اور میری ران پر مارا اور فرمایا کہ میں نے ابوذر (رض) سے پوچھا تھا جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے اور انہوں نے بھی میری ران پر مارا جس طرح میں نے تیری ران پر مارا اور فرمایا

کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا اور اگر تو نے نماز ان کے ساتھ پالی تو پڑھ لینا یہ مت کہنا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے اس لئے اب میں نماز نہیں پڑھتا

اسی طرح صحیح مسلم کی حدیث ہے

وحَدَّثَني يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ بُدَيْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَضَرَبَ فَخِذِي: "كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ " قَالَ: قَالَ: مَا تَأْمُرُ؟ قَالَ: "صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ، فَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ"

یحییٰ بن حبیب، خالد بن حارث، شعبہ، بدیل، ابو عالیہ، عبداللہ بن صامت، حضرت ابوذر (رض) فرماتے ہیں کہ : رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اور میری ران پر ہاتھ مارا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں باقی رہ جائے گا جو نماز کو اپنے وقت سے تاخیر کر کے پڑھیں میں نے عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے وقت کے لئے مجھے کیا حکم فرماتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا پھر اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے جانا پھر اگر نماز کی اقامت کہی جائے اس حال میں کہ تم مسجد میں ہو تو نماز پڑھ لینا۔

اسی طرح صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ، فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ صَلَّيْتَ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً، وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ"

یحییٰ بن یحییٰ، جعفر بن سلیمان، ابی عمران جونی، عبداللہ بن صامت، حضرت ابوذر (رض) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے فرمایا اے ابوذر عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نماز کو مٹا ڈالیں گے تو تم نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا تو اگر تو نے نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لیا تو وہ نماز (جو حاکم کے ساتھ پڑھی گئی) تیرے لئے نفل ہوگی ورنہ تو نے تو اپنی نماز پوری کر ہی لی۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ شام میں رہے وہاں سے مدینہ آئے اور پھر زبدہ میں وفات عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی -

عبد اللہ بن الصامت الغفاری البصری صحابی إبي ذر الغفاری کے بھتیجے ہیں عبد اللہ کا درجہ صدوق کا ہے اور امام الذھبی میزان میں کہتے ہیں وقال بعضھم : لیس بحجۃ. بعض کہتے ہیں یہ حجت نہیں ہیں

امام بخاری نے ان سے تعلیق میں شاہد روایت لی ہے اور امام مسلم نے دس روایات لی ہیں

راقم کہتا ہے روایات ضعیف ہیں ان میں بصریوں کا تفرد ہے اگرچہ بات ابن زیاد سے شروع ہوتی ہے لیکن بعد میں اس کو عثمان اور معاویہ رضی اللہ عنہم پر اتہام میں بدل دیا جاتا ہے

کتاب العلل میں ابن ابي حاتم اپنے باپ سے اس روایت إُمَرَاء يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ پر سوال کرتے ہیں

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ الوليدُ ابن مسلم ، عن عبد الرحمن بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدان، عن عبد الله بْنِ الصَّامِت، عَنْ أَبِي ذَرٍّ؛ قال: جِئْتُ رسولَ الله (ص) وَهُوَ يَتوضَّأُ، فحرَّك رأسَهُ كَهَيْئَةِ المتعجِّب، فقلتُ: يَا رسولَ اللَّه، وَمَاذَا تعجَبُ مِنْهُ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يُمِيتُونَ الصَّلاَةَ! ، قَالَ: فقلتُ: وَمَا إِماتَتُهُمْ إِيَّاها؟ قَالَ: يُؤَخِّرُونَهَا عَنْ وَقْتِها. قلتُ: فَمَا تأمُرُني إنْ أدركتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: صَلِّ الصَّلاَةَ لِوَقْتِها، وَاجْعَلْ صَلاَتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً؟

عبد اللہ بن الصامت، ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس پہنچا اور وہ وضو کر رہے تھے پس اپ نے تعجب سے ہاتھ کو حرکت دی اور میں نے پوچھا اے رسول اللہ کس بات پر اپ کو تعجب ہوا؟ اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ نماز کو مٹا دیں گے میں نے پوچھا کیا مٹا دیں گے فرمایا یعنی اس کو وقت سے موخر کریں گے میں نے پوچھا اس پر کیا حکم ہے جب ان کو پاؤں؟ فرمایا نماز وقت پر پڑھو اور اپنی نماز ان کے ساتھ بھی بطور تسبیح کرو

قَالَ أَبِي: هَذَا حديثٌ مُنكَرٌ بِهَذَا الإِسْنَادِ

ابی حاتم نے کہا یہ روایت ان اسناد سے منکر ہے

ابو ذر الغفاری کا سونا رکھنے پر اعتراض

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا جاتا ہے کہ دور عثمان میں لوگ دولت میں مبتلا ہوئے مثلا صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ، سَمِعَ هُشَيْمًا ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ ، قَالَ: "مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا أَنَا 1406 بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هَذَا ؟، قَالَ: كُنْتُ بِالشَّأْمِ فَاخْتَلَفْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ، وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقُلْتُ: نَزَلَتْ فِينَا وَفِيهِمْ، فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي ذَاكَ، وَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَشْكُونِي، فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ أَنِ اقْدَمِ الْمَدِينَةَ فَقَدِمْتُهَا، فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتَّى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ ذَاكَ لِعُثْمَانَ، فَقَالَ لِي: إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ فَكُنْتَ قَرِيبًا فَذَاكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي هَذَا الْمَنْزِلَ، وَلَوْ أَمَّرُوا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ".

ہم سے علی بن ابی ہاشم نے بیان کیا' انہوں نے ہشیم سے سنا' کہا کہ ہمیں حصین نے خبر دی' انہیں زید بن وہب نے کہا کہ میں مقام ربذہ سے گزر رہا تھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ دکھائی دیئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں آ گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں شام میں تھا تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے میرا اختلاف (قرآن کی آیت) جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے کے متعلق ہو گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کا کہنا یہ تھا کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور میں یہ کہتا تھا کہ اہل کتاب کے ساتھ ہمارے متعلق بھی یہ نازل ہوئی ہے۔ اس اختلاف کے نتیجہ میں میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخی پیدا ہو گئی۔

قَالَ لِي خَلِيلِي: قَالَ: قُلْتُ: مَنْ خَلِيلُكَ ؟، قَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ ، أَتُبْصِرُ أُحُدًا ؟، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ وَأَنَا أُرَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِي فِي حَاجَةٍ

لَهُ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلاَثَةَ دَنَانِيرَ، وَإِنَّ هَؤُلاَءِ لاَ يَعْقِلُونَ إِنَّمَا يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا، لاَ وَاللَّهِ لاَ أَسْأَلُهُمْ دُنْيَا وَلاَ أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينٍ حَتَّى أَلْقَى اللَّهَ"

مجھ سے میرے خلیل نے کہا تھا میں نے پوچھا کہ آپ کے خلیل کون ہیں؟ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے ابوذر! کیا احد پہاڑ تو دیکھتا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ اس وقت میں نے سورج کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کہ کتنا دن ابھی باقی ہے۔ کیونکہ مجھے (آپ کی بات سے) یہ خیال گزرا کہ آپ اپنے کسی کام کے لیے مجھے بھیجیں گے۔ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں (احد پہاڑ میں نے دیکھا ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو میں اس کے سوا دوست نہیں رکھتا کہ صرف تین دینار بچا کر باقی تمام کا تمام (اللہ کے راستے میں) دے ڈالوں (ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا کہ) ان لوگوں کو کچھ معلوم نہیں یہ دنیا جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں اللہ کی قسم نہ میں ان کی دنیا ان سے مانگتا ہوں اور نہ دین کا کوئی مسئلہ ان سے پوچھتا ہوں تا آنکہ میں اللہ تعالیٰ سے جا ملوں۔

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ المَدِينَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ، فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هَذَا ذَهَبًا، تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ، إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ، ثُمَّ مَشَى فَقَالَ: «إِنَّ الأَكْثَرِينَ هُمُ الأَقَلُّونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا - عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ - [ص:95] وَقَلِيلٌ مَا هُمْ» ثُمَّ قَالَ لِي: «مَكَانَكَ لاَ تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ» ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتَّى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِي: «لاَ تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ» فَلَمْ أَبْرَحْ حَتَّى أَتَانِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ

سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ، فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: «وَهَلْ سَمِعْتَهُ» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: " ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي، فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لاَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ "

یہ روایت خارجی زید بن وھب کی سند سے ہے جس کے بارے میں نیشاپور کے محدثین کا قول تھا کہ یہ خلل زدہ روایات بیان کرتا ہے

امام الفسوی المتوفی ۲۷۷ھ اور صحیح کی روایت کی تضعیف

صحیح بخاری کی بعض روایات امام بخاری کے ہم عصر محدثین کی نگاہ میں صحیح نہیں تھیں کی ایک اور مثال ہے کہ کتاب المعرفة والتاريخ از يعقوب بن سفيان بن جوان الفارسي الفسوي، أبو يوسف (المتوفى: 277ھ) ایک راوی زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ پر کہتے ہیں

قَالَ أَبُو يُوسُفَ: وَمِنْ خَلَلِ رِوَايَةِ زَيْدٍ ما حدثنا به عمر بن حفص ابن غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي ثنا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا- وَاللَّهِ- أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبْذَةِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْشِي فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً فَلَمَّا اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أحب أن أحدا ذلك لي ذهبا يَأْتِي عَلَيْهِ لَيْلَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا- وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ-، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ. قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا، ثُمَّ قَالَ: مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ. وَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ، ثُمَّ تَذَكَّرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تَبْرَحْ» فَمَكَثْتُ، فَأَقْبَلَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عَرَضَ لَكَ، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَكَ، ذَكَرْتُ قَوْلَكَ «لَا تَبْرَحْ» فَقُمْتُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَلِكَ جِبْرِيلُ

أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ. قَالَ الْأَعْمَشُ: قُلْتُ لِزَيْدِ بْنِ وَهْبٍ: بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ. قَالَ: أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ.

الفسوی کہتے ہیں کہ زید بن وھب کی خلل زدہ روایات میں سے ہے جو ہم سے عمر بن حفص ابن غیاثٍ اپنے باپ سے انہوں نے الأَعْمَش سے انہوں نے زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ سے روایت کیا ہے

صحیح بخاری کی روایت اسی سند سے ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا وَاللَّهِ أَبُو ذَرٍّ، بِالرَّبَذَةِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ المَدِينَةِ عِشَاءً، اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ، فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِي ذَهَبًا، يَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلاَثٌ، عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» وَأَرَانَا بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «الأَكْثَرُونَ هُمُ الأَقَلُّونَ، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا» ثُمَّ قَالَ لِي: «مَكَانَكَ لاَ تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتَّى أَرْجِعَ» فَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي، فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تَبْرَحْ» فَمَكُثْتُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ صَوْتًا، خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لَكَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَاكَ جِبْرِيلُ، أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لاَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ، قَالَ [ص:61]: «وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ» قُلْتُ لِزَيْدٍ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ. قَالَ الأَعْمَشُ، وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، نَحْوَهُ، وَقَالَ أَبُو شِهَابٍ، عَنِ الأَعْمَشِ: «يَمْكُثُ عِنْدِي فَوْقَ ثَلاَثٍ»

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا (کہا کہ) واللہ ہم سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے وقت مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! مجھے پسند نہیں کہ اگر احد پہاڑ کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو اور مجھ پر ایک رات بھی اس طرح گزر جائے یا تین رات کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی بچے۔ سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے محفوظ رکھ لوں میں اس سارے سونے کو اللہ کی مخلوق میں اس اس طرح تقسیم کر دوں گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی کیفیت ہمیں اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر دکھائی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! میں نے عرض کیا «لبیک وسعدیک.» یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ جمع کرنے والے ہی (ثواب کی حیثیت سے) کم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ سوائے اس کے جو اللہ کے بندوں پر مال اس اس طرح یعنی کثرت کے ساتھ خرچ کرے۔ پھر فرمایا یہیں ٹھہرے رہو ابوذر! یہاں سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی نہ پیش آ گئی ہو۔ اس لیے میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لیے) جانا چاہا لیکن فوراً ہی نبی آئے اور کہا یہ جبریل تھے آئے اور خبر دی کہ میری امت میں جو شرک نہ کرتا ہو جنت میں جائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ چاہے زنا کرے اور چوری؟ فرمایا: چاہے زنا کرے اور چوری

امام الفسوی کے نزدیک یہ روایت خلل زدہ ہے اور اس میں غلطی زید بن وھب کی ہے ۔اسی سند اور متن سے امام بخاری نے اس کو لکھا ہے

دوسری طرف صحیح بخاری میں ہی روایت ہے کہ ایوب علیہ السلام کو سونے کے پتنگے ملے اور وہ ان کو جمع کرنے لگے

وروى البخاري عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بينما أيوب يغتسل عرياناً، خرَّ عليه جراد من ذهب، فجعل أيوب يحثو في ثوبه، فناداه ربه، ياأيوب! ألم أكن أغنيتك عما ترى؟ قال: بلى يا رب! ولكن لا غنى بي عن بركتك.

دربار سلیمان میں مال و حشمت کی ریل پیل کا ذکر قرآن میں ہے – اصل میں زکوات مال کو پاک کر دیتی ہے اس کے بعد انسان مال رکھ سکتا ہے دین میں اس پر کوئی قباحت نہیں ہے – ابو ذر رضی اللہ عنہ کا رجحان زہد کی طرف تھا اور یہ ذاتی میلان ہے

مستدرک حاکم میں ہے کہ جنگ تبوک کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ابو ذر نہیں آئے ان کے اونٹ نے ان کو روک لیا ہے – پھر خبر دی گئی کہ ایک شخص پیدل چل کر آ رہا ہے – بتایا گیا کہ کوئی آ رہا ہے – نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابو ذر ہو جائے.. پھر ابو ذر پہنچے تو فرمایا یہ اکیلے ہی آئے اور اکیلے ہی رہے اور اکیلے ہی جائیں گے

ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى تَبُوكَ جَعَلَ لَا يَزَالُ يَتَخَلَّفُ الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَخَلَّفَ فُلَانٌ، فَيَقُولُ: «دَعُوهُ، إِنْ يَكُ فِيهِ خَيْرٌ فَسَيُلْحِقُهُ اللَّهُ بِكُمْ، وَإِنْ يَكُ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ أَرَاحَكُمُ اللَّهُ مِنْهُ» حَتَّى قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَخَلَّفَ أَبُو ذَرٍّ، وَأَبْطَأَ بِهِ بَعِيرُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «دَعُوهُ، إِنْ يَكُ فِيهِ خَيْرٌ فَسَيُلْحِقُهُ اللَّهُ بِكُمْ، وَإِنْ يَكُ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ أَرَاحَكُمُ اللَّهُ مِنْهُ» فَتَلَوَّمَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى بَعِيرِهِ فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَبْطَأَ عَلَيْهِ أَخَذَ مَتَاعَهُ فَجَعَلَهُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاشِيًا، وَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَنَازِلِهِ، وَنَظَرَ نَاظِرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ

اللَّهِ، هَذَا رَجُلٌ يَمْشِي عَلَى الطَّرِيقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُنْ أَبَا ذَرٍّ» فَلَمَّا تَأَمَّلَهُ الْقَوْمُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هُوَ وَاللَّهِ أَبُو ذَرٍّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَحِمَ اللَّهُ أَبَا ذَرٍّ يَمْشِي وَحْدَهُ، وَيَمُوتُ وَحْدَهُ، وَيُبْعَثُ وَحْدَهُ» فَضَرَبَ الدَّهْرُ مِنْ ضَرْبَتِهِ، وَسُيِّرَ أَبُو ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصَى امْرَأَتَهُ وَغُلَامَهُ إِذَا مُتُّ فَاغْسِلَانِي وَكَفِّنَانِي، ثُمَّ احْمِلَانِي فَضَعَانِي عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، فَأَوَّلُ رَكْبٍ يَمُرُّونَ بِكُمْ فَقُولُوا: هَذَا أَبُو ذَرٍّ، فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوا بِهِ كَذَلِكَ فَاطَّلَعَ رَكْبٌ، فَمَا عَلِمُوا بِهِ حَتَّى كَادَتْ رَكَائِبُهُمْ تَطَأُ سَرِيرَهُ، فَإِذَا ابْنُ مَسْعُودٍ فِي رَهْطٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقَالُوا: مَا هَذَا؟ فَقِيلَ: جِنَازَةُ أَبِي ذَرٍّ فَاسْتَهَلَّ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْكِي، فَقَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا ذَرٍّ يَمْشِي وَحْدَهُ، وَيَمُوتُ وَحْدَهُ، وَيُبْعَثُ وَحْدَهُ» ، فَنَزَلَ فَوَلِيَهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَجَنَّهُ، فَلَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ذُكِرَ لِعُثْمَانَ قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ وَمَا وَلِيَ مِنْهُ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»

[التعليق - من تلخيص الذهبی]

4373 - فيه إرسال

امام الذھبی کہتے ہیں یہ مرسل ہے یعنی راوی کا نام نہیں لیا گیا جس سے سنا گیا

محمد بن کعب بن سلیم بن إسد القرظی کا سماع علی رضی اللہ عنہ تک سے امام احمد کے نزدیک ثابت نہیں ہے تو عثمان یا ابن مسعود سے کیسے ہو سکتا ہے جن کی وفات یا شہادت بھی علی سے پہلی ہوئی اسی بنا پر محدثین کہتے تھے کہ اس کا سماع ابن مسعود سے نہیں ہے

امام احمد اپنی مسند، ج 35، ص 300 پر ایک روایت درج کرتے ہیں

21373

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ — الْأَشْتَرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ ذَرٍّ، قَالَتْ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا ذَرٍّ، الْوَفَاةُ قَالَتْ: بَكَيْتُ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: .وَمَا لِي لَا أَبْكِي وَأَنْتَ تَمُوتُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، وَلَا يَدَ لِي بِدَفْنِكَ، وَلَيْسَ عِنْدِي ثَوْبٌ يَسَعُكَ فَأُكَفِّنَكَ فِيهِ

حضرت ام ذر کہتی ہیں کہ جب حضرت ابو ذر کا آخری وقت آیا تو میں رونے لگی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو۔ جواب دیا کہ کیوں نہ روں کہ آپ اس جنگل میں مرنے والے ہیں، اور میرے پاس کچھ نہیں، کپڑا بھی نہیں کہ جس سے آپ کو کفن دے سکوں

محقق، شیخ شعیب الارناؤط نے سند کو حسن کہا ہے

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس میں إبراہیم بن الاشتر ہے جس کی توثیق نہیں ملی-اس کے بارے میں نہ یہ پتا ہے کہ علم حدیث میں کیا مقام ہے نہ حافظہ کا پتا ہے نہ عدل کا لہذا اس راوی کو قبول نہیں کیا جائے گا

یہاں تک کہ الذہبی نے کہا ہے

وما علمت له رواية

میں اس کی کسی روایت کو نہیں جانتا

الغرض مختلف روایات ہیں جو اکثر مبہم ہیں اتنا کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی فتوحات کی بدولت ان کا رہن سہن بدل رہا تھا اور صحابہ فارغ البال ہو گئے اس کا ابو ذر رضی اللہ عنہ پر اثر ہوا اور وہ زہد کی طرف مائل ہوئے اور باقی اصحاب رسول سے اس سلسلے میں اختلاف کرنے لگے یہاں تک کہ شاید وہ کسی بھی قسم کا سونا چاندی رکھنے کے خلاف ہو گئے- ان کی تائید میں کسی اور نے ان کے جیسا عمل نہ کیا- علی رضی اللہ عنہ نے بھی خاموشی اختیار کی – لہذا یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کا خاص زہد پر مبنی موقف تھا جس کی تائید نہ اہل بیت نے کی نہ اصحاب رسول

مخالفین عثمان نے صحابی ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بلا وجہ چڑہانے کی کوشش کی ہے مثلا سنن ترمذی ۳۸۰۱ کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ وَهُوَ أَبُو الْيَقْظَانِ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ ". قَالَ: وَفِي الْبَابِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَبِي ذَرٍّ، قَالَ: وَهَذَا حَسَنٌ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور نہ زمین نے اپنے اوپر کسی کو پناہ دی جو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا ہو

راقم کہتا ہے یہ روایت منکر ہے اور اس میں ابو حرب کا تفرد ہے اس متن کو کوئی اور بیان نہیں کرتا- اصحاب رسول میں سچوں کا قرآن نے کثرت کا ذکر کیا ہے، صدیقوں کے الفاظ سے یعنی سچے بہت سے لوگ ہیں ایک شخص نہیں ہے اور اللہ سے سچی بات کسی کی نہیں ہے لہذا ابو حرب کی یہ منفرد روایت نا قابل قبول ہے

دوسری منکر روایت بھی سنن ترمذی میں ہے جس میں صحابی کو نبی کی طرح قرار دیا گیا ہے دیکھیں

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ هُوَ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنَفِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ، وَلَا أَوْفَى مِنْ أَبِي ذَرٍّ شِبْهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام "، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كَالْحَاسِدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَتَعْرِفُ ذَلِكَ لَهُ ؟ قَالَ: " نَعَمْ، فَاعْرِفُوهُ لَهُ ". قَالَ: هَذَا حَسَنٌ غَرِيبٌ هَذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: أَبُو ذَرٍّ يَمْشِي فِي الْأَرْضِ بِزُهْدِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام.

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور نہ زمین نے کسی کو پناہ دی جو ابوذر سے - جو عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہیں - زیادہ زبان کا سچا اور اس کا پاس و لحاظ رکھنے والا ہو"، یہ سن کر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رشک کے انداز میں بولے: اللہ کے رسول! کیا ہم یہ بات انہیں بتا دیں؟ آپ نے "فرمایا: "ہاں، بتا دو

یہ روایت عکرمہ بن عمار کی سند سے ہے جو ضعیف ہے

ابوذر رضی اللہ عنہ کے قصے آج بھی عثمان مخالف حلقوں میں سنائے جاتے ہیں اور غلو میں یہ سب بھول جاتے ہیں کہ دور معاویہ (رض) میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے وظیفے بھی ابوذر رضی اللہ عنہ کو پسند نہ اتے اگر وہ حیات ہوتے

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے عثمان کو ان کی پالیسییوں پر سمجھایا

صحیح مسلم: كِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ (بَابُ عُقُوبَةِ مَنْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَفْعَلُهُ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَفْعَلُهُ)

صحیح مسلم: کتاب: زہد اور رقت انگیز باتیں

باب: اس شخص کی سزا جو دوسروں کو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور خود اسے نہیں کرتا اور دوسروں کو برے کام سے (روکتا ہے اور خود اسے کرتا ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو . 7483 كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى وَإِسْحَقُ أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ

شَقِيقٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قِيلَ لَهُ أَلَا تَدْخُلُ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فَقَالَ أَتَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ وَاللَّهِ لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَتِحَ أَمْرًا لَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِأَحَدٍ يَكُونُ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَى فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ يَا فُلَانُ مَا لَكَ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنْ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ بَلَى قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَى عَنْ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ

ابو معاویہ نے کہا: ہمیں اعمش نے شقیق سے حدیث بیان کی، انھوں نے حضرت اسامہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہا: کہ ان سے کہا گیا: تم کیوں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر بات نہیں کرتے؟ (کہ وہ لوگوں کی مخالفت کا ازالہ کریں) تو انھوں نے کہا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمھیں نہیں سنواتا تو میں ان سے بات نہیں کرتا؟ اللہ کی قسم! میں نے ان سے بات کی جو میرے اور ان کے درمیان تھی اس کے بغیر کہ میں کسی ایسی بات کا آغاز کروں جس میں سب سے پہلے دروازہ کھولنے والا میں بنوں۔ میں کسی سے جو مجھ پر امیر ہو یہ نہیں کہتا کہ وہ سب انسانوں میں سے بہتر ہے۔ اس بات کے بعد جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، آپ فرما رہے تھے۔ "قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جائے گا، اس کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی۔ وہ ان کے گرد اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد لگاتا ہے۔ اہل جہنم اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے فلاں! تمھارے ساتھ کیا ہوا؟ کیا تو نیکیوں کی تلقین اور برائیوں سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ کہے گا ایسا ہی تھا، میں نیکیوں کا حکم دیتا تھا خود (نیکی کے کام) نہیں کرتا تھا اور برائیوں سے روکتا تھا اور خود ان کا ارتکاب کرتا تھا۔"

صحیح مسلم: كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ (بَابُ عُقُوبَةِ مَنْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَفْعَلُهُ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَفْعَلُهُ)

صحیح مسلم: کتاب: زہد اور رقت انگیز باتیں

باب: اس شخص کی سزا جو دوسروں کو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور خود اسے نہیں کرتا اور دوسروں کو برے کام سے (روکتا ہے اور خود اسے کرتا ہے

7484 . حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ رَجُلٌ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْخُلَ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فِيمَا يَصْنَعُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

جریر نے اعمش سے اور انھوں نے ابو وائل سے روایت کی کہا: ہم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے کہا: آپ کو کیا چیز اس سے مانع ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں اور جو وہ کررہے ہیں اس کے بارے میں ان سے بات کریں؟ اس کے بعد اسی (سابقہ حدیث) کے مانند حدیث بیان کی۔

صحيح البخاري: كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ (بَابُ صِفَةِ النَّارِ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ) صحیح بخاری: کتاب: اس بیان میں کہ مخلوق کی پیدائش کیوں کر شروع ہوئی

(باب: دوزخ کا بیان اور یہ بیان کہ دوزخ بن چکی ہے، وہ موجود ہے۔)

3267 . حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ لَوْ أَتَيْتَ فُلاَنًا فَكَلَّمْتَهُ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُرَوْنَ أَنِّي لاَ أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ، إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا لاَ أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ، وَلاَ أَقُولُ لِرَجُلٍ أَنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ، بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ القِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلاَنُ مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ المُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلاَ آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ المُنْكَرِ وَآتِيهِ رَوَاهُ غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ اگر آپ فلاں صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) کے یہاں جا کر ان سے گفتگو کرو تو اچھا ہے (تاکہ وہ یہ فساد دبانے کی تدبیر کریں) انہوں نے کہا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے تم کو سنا کر (تمہارے سامنے ہی) بات کرتا ہوں، میں تنہائی میں ان سے گفتگو کرتا ہوں اس طرح پر کہ فساد کا دروازہ نہیں کھولتا، میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ سب سے پہلے میں فساد کا دروازہ کھولوں اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سننے کے بعد یہ بھی نہیں کہتا کہ جو شخص میرے اوپر سردار ہو وہ سب لوگوں میں بہتر ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنی ہے وہ کیا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کیا کرتا ہے۔ جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آ کر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے، اے فلاں! آج یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لیے نہیں کہتے تھے، اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا جی ہاں، میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا، لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا۔ اس حدیث کو غندر نے بھی شعبہ سے، انہوں نے اعمش سے روایت کیا ہے۔

اس روایت کو صحیح سمجھنا غلط ہے یہ منقطع ہے اس کی تمام اسناد میں شقیق بن سلمة الأسدي، أبو وائل الكوفي ہیں جن کا صحابہ میں سے بعض سے سماع نہیں ہے

ان کا أبي الدرداء رضی اللہ عنہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے علی رضی اللہ عنہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے یہ مدلس بھی ہیں

جامع التحصیل فی إحکام المراسیل

إسامۃ بن زید بن حارثۃ بن شراحیل رضی اللہ عنہ کی وفات سن ۵۴ ہجری میں مدینہ میں ہوئی

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: مَاتَ فِي آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ ان کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری میں ہوئی

اسامہ رضی اللہ عنہ عراق نہیں گئے کتاب التذکرۃ: 3540، التقریب: 316 کے مطابق

وقدم دمشق، وسكن المزة، ثم انتقل إلى المدينة، فمات بها، ويقال: مات بوادي القرى، سنة أربع وخمسين

اسامہ بن زید دمشق گئے مزہ میں رکے پھر مدینہ لوٹے اور وہیں فوت ہوئے

شقیق بن سلمۃ الأسدی، إبو وائل الکوفی نے ان اصحاب رسول سے سنا ہے جو کوفہ گئے جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ

اور ابو نعیم کتاب معرفۃ الصحابۃ میں کہتے ہیں شقیق کی وفات تُوُفِّيَ سَنَةَ تِسْعٍ وَسَبْعِينَ ۷۹ ہجری میں ہوئی

قَالَ ابْن سعد توفّي زمن الْحجَّاج بعد الجماجم

ابن سعد کہتے ہیں حجاج بن یوسف کے دور میں ہوئی جماجم کے بعد

الجماجم سن ۸۳ ہجری کا واقعہ ہے

اور معرکۃ بزاخۃ جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرتد قبائل کے خلاف تھا نجد میں ہوا اس وقت شقیق کی عمر ۱۱ سال تھی

ذكر ابْن أبي شيبَة أَن أَبَا وَائِل قَالَ كنت يَوْم بزاخة ابْن إِحْدَى عشرَة سنة

شقیق نے مدینہ کا سفر کیا ہو کسی نے بیان نہیں کیا لہٰذا یہ روایت منقطع ہے

حذیفہ بن یمان کی عثمان نے خبر لی

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، قَالَ: ‘‘ دَخَلَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةُ عَلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ عُثْمَانُ لِحُذَيْفَةَ: ‘‘ بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا قُلْتُهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: «مَا لَكَ فَلِمَ تَقُولُهُ مَا سَمِعْتُكَ تَقُولُ؟» قَالَ: «إِنِّي أَشْتَرِي دِينِي بَعْضَهُ بِبَعْضٍ مَخَافَةَ أَنْ يَذْهَبَ كُلُّهُ[11] .

النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، نے کہا ابْنُ مَسْعُودٍ اور حُذَيْفَةُ عثمان کے پاس داخل ہوئے ۔پس عثمان نے حُذَيْفَةَ سے کہا مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے ایسا ایسا کہا؟ حُذَيْفَةُ نے کہا اللہ کی قسم میں نے ایسا نہیں کہا پس جب وہ نکلے ابن مسعود نے کہا تم نے یہ کیوں

[11] مصنف ابن ابی شیبۃ،ج6،ص474،ح33050 ط دار التاجحلیۃ الاولیاء لابی نعیم،ج1،ص279 ط دار التاجشرح صحیح البخاری لابن بطال،ج8،ص81 ط مکتبۃ الرشدشرح صحیح البخاری لابن بطال،ج8،ص309 ط مکتبۃ الرشدالتوضیح لشرح الجامع الصحیح،ج17،ص19 ط اوقاف قطرالتوضیح لشرح الجامع الصحیح،ج32،ص53 ط اوقاف قطرتھذیب الکمال للمزی،ج5،ص508و509 ط موسسۃ الرسالۃاعلام الموقعین لابن القیم الجوزیۃ،ج5،ص119 ط دار ابن الجوزیتھذیب الآثار للطبری،مسند ھلی بن ابی طالب،ص143 ط مطبعۃ المدنیاالخصاف فی الحیل،ص2 ط بمصر فی القاھرۃ فی سنۃ 1314المخارج فی الحیل،ص10 ط مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ

نہیں کہہ دیا جو میں نے تم کو کہتے سنا تھا؟ حُذَیفَۃُ نے کہا میں نے اپنے دین کے بعض کو بعض سے بیچ دیا اس خوف سے کہ سب چلا جائے گا

سند میں اعمش مدلس ہے یہ سند ضعیف ہے- اسناد کو دیکھنا پڑے گا کہ کیا تحدیث ہے یا نہیں –اور کیا اس کا متن قابل قبول ہے بھی یا نہیں کیونکہ تدلیس کا احتمال رہتا ہے

حذیفہ نے عثمان کی انٹیلیجنس کو چغل خور قرار دیا؟

صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے کہ

صحیح البخاری: كِتَابُ الأَدَبِ (بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ) صحیح بخاری: کتاب: اخلاق کے بیان میں (باب: چغل خوری کی برائی کا بیان)

6056

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَجُلًا «يَرْفَعُ الحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، ان سے کہا گیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو یہاں کی باتیں حضرت عثمان سے جا لگاتا ہے۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے بتلایا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

عربی میں قتات سے مراد وہ ہے جو فساد کرانے کے لئے بات ادھر کی ادھر کرتا ہو

غریب الحدیث از ابو عبید القاسم بن سلام الہروی میں ہے

وقال ”الأصمعي“ في الذي ينمي الأحاديث هو مثل القتات إذا كان يبلغ هذا عن هذا على وجه الإفساد والنميمة

الاصمعی نے کہا جو باتیں غلط بیانی کر کے کرے وہ قتات ہے جو یہ اور وہ فساد و غلط بیانی کے لئے کرے

راقم کہتا ہے دو لوگ ہیں اس میں کس کا کام حرام ہے؟ اول ایک سیکورٹی یا انٹیلی جنس کا آدمی ہے جو حکومت کو خبر کرتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے – کیا یہ کام اس حدیث کے مطابق حرام ہے؟ (ظاہر ہے یہ قول عام میں صحیح نہیں ہے) دوسرا ایک آدمی ہے جو بات کا بتنگڑ بنا کر کچھ سے کچھ کرتا ہے- ظاہر ہے کہ یہ عثمان کی تنقیص نہیں بلکہ اس جھوٹے افسر پر تنقید ہے جو چاپلوس ہو

جمع القرآن میں تصرف کا شوشہ

عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر قرآن کے غیر سرکاری نسخے جلا دیے گئے (صحیح بخاری)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

وَكِيعٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، قَالَ: عَابُوا عَلَى عُثْمَانَ تَمْزِيقَ الْمَصَاحِفِ وَآمَنُوا بِمَا كُتِبَ لَهُمْ

أَبِي مِجْلَزٍ المتوفی سن 106 یا سن 109ھ- نے کہا ان (باغی) لوگوں نے عثمان پر مصحف کو پامال کرنے کا عیب لگایا

سند منقطع ہے

مسند احمد میں ہے فتنہ مقتل عثمان میں حصہ لینے والا یزید فارسی کہتا پھر رہا تھا

"........یزید (الفارسی) کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ ابن عبّاس نے کہا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس کیا سبب ہے کہ آپ نے انفال کو جو مثالی (قرآن کی بار بار پڑھی جانے والی چھوٹی سورتوں) میں سے ہے اور برات کو جو مائین (بڑی سورتوں) میں سے ہے ملا دیا- اور ان کے درمیان ایک سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی نہیں لکھی اور اس کو سبع طوال (سات لمبی سورتوں) میں رکھ دیا کس چیز نے آپ کو اس بات پر آمادہ کیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات کئی سورتیں نازل ہوتی تھیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز نازل ہوتی تھی- تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبانِ وحی میں سے بعض کو بلا کر فرما دیتے تھے کہ اِس کو اُس سورت میں رکھ دو جس میں ان باتوں کا ذکر ہے اور اس کے بعد جو نازل ہوتا اس کے متعلق بھی یہی فرماتے سورۃ الانفال قیام مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی تھی اور سورۃ برآت قران کا آخری حصہ ہے جو نازل ہوا اور دونوں کے قصے ملتے جلتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ یہ (سورۃ الانفال) اس (سورۃ برآت) میں سے ہے- میں نے گمان کیا کہ یہ اسی میں سے ہے اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو ملا دیا اور بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی- اس روایت کے راوی ابن جعفر نے یہ اضافہ بھی کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے اس کو سبع طوال میں رکھ دیا-" [12]

12

شعیب کہتے ہیں إسناده ضعيف ومتنه منكر اس کی اسناد ضعیف اور متن منکر ہے امام احمد کہتے ہیں يزيد بن هرمز، هو يزيد الفارسي. «العلل» (5422) امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں الَّذي كَانَ أَميرَ الْمَوَالِي بالمَدينَة فِي الْفتْنَة یہ فتنہ عثمان میں آزاد کردہ غلاموں کا امیر تھا- طبقاتَ ابن سعدَ کے مطابق وكَان أَمير اَلموالي يوم الحرة یہ آزاد کردہ غلاموں پر حرہ کے دن امیر تھا - يحيى بْن سَعيد القطان کے مطابق یزید الفارسی اور یزید بن ہرمز الگ الگ ہیں- احمد شاکر مسند احمد کی تعلیق میں کہتے ہیں :

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۵۷ جلد ۱)

کتاب المصاحف از ابو بکر بن ابی داود، السجستانی (المتوفی: 316ھ) میں ہے

فَقَالَ سُوَيْدٌ: وَاللَّهِ لَا أُحَدِّثُكُمْ إِلَّا شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَغْلُوا فِي عُثْمَانَ وَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا [أَوْ قُولُوا لَهُ خَيْرًا] فِي الْمَصَاحِفِ وَإِحْرَاقِ الْمَصَاحِفِ، فَوَاللَّهِ مَا فَعَلَ الَّذِي فَعَلَ فِي الْمَصَاحِفِ إِلَّا عَنْ مَلَإٍ مِنَّا جَمِيعًا،

سُوَیْدٌ نے کہا اللہ کی قسم میں وہ کہتا ہوں جو میں نے علی بن ابی طالب سے سنا انہوں نے کہا اے لوگوں عثمان کے حوالے سے غلو مت کرو اور ان کے بارے میں سوائے بھلائی کے کچھ مت کہو یا کہا قرآن کے حوالے سے یا اس کو جلانے کے حوالے سے صرف خیر کہو اللہ کی قسم انہوں نے جو بھی کیا مصاحف کے ساتھ کیا وہ ہم سب کو اس میں ملانے کے بعد کیا

ووجدت أستاذنا العلامة محمد رشيد رضا رحمه الله علق عليه في الموضعين، فقال في الموضع الأول بعد الكلام على يزيد الفارسي: "فلا يصح أن يكون ما انفرد به معتبراً في ترتيب القرآن الذي طلب فيه التواتر". وقال في الموضع الثانى: "فمثل هذا الرجل لا يصح أن تكون روايته التي انفرد بها مما يؤخذ به في ترتيب القرآن المتواتر

اور میں نے استاد علامہ رشید رضا کا کلام پایا کہ انہوں نے دو مقام پر اس روایت پر کلام کیا – پہلے مقام پر یزید الفارسی پر کلام کے بعد کہا اس میں کچھ صحیح نہیں جس میں اس راوی کا تفرد ہے ترتیب قرآن کے حوالے سے (برعکس اس کے) جو تواتر سے ملتا ہے اور دوسری جگہ رشید نے کہا پس اس جیسے شخص کی روایت صحیح نہیں ہے جس میں اس کا تفرد بھی ہو قرآن المتواتر میں ترتیب کے حوالے سے

عثمان نے مروان کو فدک میں حصہ دیا

بعض متاخرین نے ذکر کیاہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کو باغ فدک میں سے عنایت کیا-

سنن الکبری بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ , أنا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ , ثنا أَبُو دَاوُدَ , ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ , ثنا جَرِيرٌ , عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: جَمَعَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَنِي مَرْوَانَ حِينَ اسْتُخْلِفَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ فَدَكٌ، وَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُودُ مِنْهَا عَلَى صَغِيرِ بَنِي هَاشِمٍ، وَيُزَوِّجُ فِيهِ أَيِّمَهُمْ " وَإِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا، فَأَبَى، فَكَانَتْ كَذَلِكَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا وَلِيَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَمِلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أَقْطَعَهَا مَرْوَانَ , ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ، وَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ، يَعْنِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ قَالَ الشَّيْخُ: إِنَّمَا أُقْطِعَ مَرْوَانُ فَدَكًا فِي أَيَّامِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَأَنَّهُ تَأَوَّلَ فِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا أَطْعَمَ اللهُ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ، وَكَانَ مُسْتَغْنِيًا عَنْهَا بِمَالِهِ فَجَعَلَهَا لِأَقْرِبَائِهِ , وَوَصَلَ بِهَا رَحِمَهُمْ " , وَكَذَلِكَ تَأْوِيلُهُ عِنْدَ كَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَذَهَبَ آخَرُونَ إِلَى أَنّ الْمُرَادَ بِذَلِكَ التَّوْلِيَةُ وَقَطْعُ جَرَيَانِ الْإِرْثِ فِيهِ , ثُمَّ تُصْرَفُ فِي مَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ , كَمَا كَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلَانِ، وَكَمَا رَآهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حِينَ رَدَّ الْأَمْرَ فِي فَدَكٍ إِلَى مَا كَانَ. وَاحْتَجَّ مَنْ ذَهَبَ إِلَى هَذَا بِمَا رَوَيْنَا فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهُمَا [ص:492] عُمَرُ

بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهِ، وَأَمْرُهُمَا إِلَى وَلِيِّ الْأَمْرِ، فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْآنَ

الْمُغِيرَةِ بْنِ مِقْسَمٍ الضَّبِّيِّ المتوفی 136 ھ- نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز نے بنو مروان کو جمع کیا جب وہ خلیفہ ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باغ فدک تھا اور وہ اس میں سے انفاق کرتے تھے اور اس کو بنی ہاشم کی دیتے اور اس سے ان کی لونڈیوں کی شادیاں کرتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سوال کیا کہ یہ ان کو دے دیا جائے تو رسول اللہ نے انکار کیا اور یہ حیات النبی کا دور تھا حتیٰ کہ ایسا ہی چلا، پھر ابو بکر خلیفہ ہوئے انہوں نے وہی عمل جاری رکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جاری رکھا ہوا تھا، پھر عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے بھی ویسا ہی عمل کیا جیسا چلا آ رہا تھا، پھر مروان نے اس کو کاٹا جو عمر بن عبد العزیز تک آ یا، عمر بن عبد العزیز نے کہا میں نے دیکھا کہ جس کام سے رسول اللہ نے فاطمہ تک کو منع کر دیا ہو اس میں میرا کیا حق ہے؟ اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس فدک کا انتظام ایسا ہی کروں گا جیسا کہ تھا یعنی دور نبوی میں

امام بیہقی نے کہا: فدک کو مروان نے دور عثمان میں کاٹا تھا اور انہوں نے تاویل کی تھی کہ جو رسول اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب اللہ اپنے نبی کو کھلاتا ہے تو یہ پھر نبی کے بعد بھی رہتا ہے اور اس سے امتی غنی ہوتے ہیں اور یہ قربت داروں کا ہو جاتا ہے اور رشتہ داری کو جوڑتا ہے اور کثیر اہل علم اس کی یہ تاویل کی اور دوسرے اس طرف گئے کاموں میں خرچ کیا جائے ہیں کہ ان کی مراد ہے حق تولیت ہے اور وراثت نہ کرنا ہے اور پھر اس کو مسلمانوں کے گا جیسا ابو بکر و عمر نے کیا اور ایسا ہی عمر بن عبد العزیز نے دیکھا اور کہا میں اس کو دور نبوی جیسا کروں گا اور بعض دوسروں نے دلیل لی حدیث زہری سے کہ خیبر و فدک کو چھوڑ رکھا عمر نے اور کہا یہ رسول اللہ کا صدقہ ہے اور اس کا اختیار ولی امر کے پاس ہے اور یہ اب تک ایسا ہی ہے

راقم کہتا ہے کہ یہ روایت ضعیف و منکر ہے جس کا حوالہ بیہقی نے دیا ہے- مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ وَرِثْتَ [ص:192] رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمْ أَهْلُهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا، بَلْ أَهْلُهُ. قَالَتْ: فَأَيْنَ سَهْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً، ثُمَّ قَبَضَهُ، جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ» ، فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ: فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ

أبِی الطُّفَيْلِ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فاطمہ، ابو بکر کے پاس گئیں اور پوچھا کیا آپ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے وارث ہو یا ان کے گھر والے؟ ابو بکر نے جواب دیا میں نہیں، گھر والے - فاطمہ بولیں رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے (مال کے) حصے کہاں ہیں؟ ابو بکر نے کہا میں نے رسول سے سنا فرمایا جب اللہ کسی نبی کو کھلاتا ہے پھر اس کی جان قبض کرتا ہے تو اس کو بعد والوں کے لئے کر دیتا ہے - پس جب فاطمہ نے دیکھا کہ ابو بکر اس کو مسلمین میں لوٹا رہے ہیں تو انہوں نے کہا آپ نے جو رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنا اس کو جاننے والے ہیں

ابو الطفیل عامر بن واثلة کا سماع ابو بکر یا فاطمہ سے ثابت نہیں ہے لیکن افسوس اس روایت کو شعیب الأرنؤوط - عادل حسن قرار دے دیا ہے - سنن ابو داود میں البانی نے اس کو حسن کہہ دیا ہے مرشد، وآخرون

عثمان رضی اللہ عنہ نے فدک کے یقینا پانچ حصے کیے ہوں گے - ان میں چار حصوں میں سے کسی سے بھی عام مسلمان کی مدد کی جا سکتی ہے

قریشی لے پالکوں و سوتیلے لونڈوں کا فتنہ

علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور ابو بکر کے صلبی بیٹے محمد بن ابی بکر (جو ۱۰ھ میں پیدا ہوا) اب علی کے لے پالک تھے۔ علی رضی اللہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شیخین اور عثمان کی خلافت میں کئی شادیاں کیں اور متعدد لونڈیاں رکھیں ۔اس طرح علی کا کنبہ بہت بڑا ہوا جو ظاہر کرتا ہے علی فارغ البال ہو گئے تھے

صوبہ مصر میں صحابی رسول عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ گورنر تھے اور ان کا سیکریٹری عثمان رضی اللہ عنہ ۔ کا لے پالک محمّد ابن ابی حُذیفۃ تھا

کتاب مشاہیر علماء الأمصار وإعلام فقہاء الأقطار از ابن حبان کے مطابق

محمد بن أبى حذيفة بن عتبة له صحبة كان عامل عثمان بن عفان على مصر

محمد بن إبي حذيفة بن عتبة صحابی ہے اس کو عثمان بن عفان نے مصر پر عامل مقرر کیا تھا

وفات نبی کے وقت یہ بہت گیارہ سال کا تھا اور اس کی پرورش عثمان رضی اللہ عنہ نے کی

جبکہ کتاب جامع التحصيل في إحكام المراسيل کے مطابق

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة بن ربيعة ولد أيضا بأرض الحبشة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وله رؤية

محمّد حبشہ میں پیدا ہوا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دیکھا

الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

فنشأ مُحَمَّد فِي حُجْر عُثْمَان، ثُمَّ إنّه غضب على عُثْمَان لكونه لم يستعمله أو لغير ذلك، فصار إلْبًا على عُثْمَان

پس محمّد، عثمان رضی اللہ عنہ کے حجرے میں پلا بڑھا لیکن عثمان پر غضب ناک ہوا کہ انہوں نے اس کو کیوں عامل نہیں کیا اور انہی پر پلٹا

کتاب اِسد الغابۃ کے مطابق

ولما قتل أبوه أَبُو حذيفة، أخذ عثمان بْن عفان مُحَمَّدا إليه فكفله إِلَى أن كبر ثُمَّ سار إِلَى مصر فصار من أشد الناس تأليبا عَلَى عثمان

جب محمّد کے باپ شہید ہوئے تو اس کو عثمان نے لے لیا اور کفالت کی یہاں تک کہ بڑا ہوا پھر مصر بھیجا

محمد بن ابی بکر حجۃ الوداع کے وقت ابو بکر کی زوجہ اسماءبنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوا. ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اسماء سے علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور محمّد بن ابی بکر، علی کا سوتیلا بیٹا بن گیا. مالک الاشتر، محمّد کا بچپن کا دوست تھا. اس قتل عثمان کے وقت محمّد بن ابی بکر کی عمر ۲۶ سال ہو گی شاید یہ اس حدیث کا مصداق ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت قریش کے نو عمر کم عقلوں کے ہاتھوں تباہ ہو گی- مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق قتل عثمان پر حذیفہ بن یمان نے اس حدیث کا ذکر کیا

جھگڑا یہ ہوا کہ محمّد بن ابو حذیفہ کو عثمان نے امارت معزول کیا اور محمّد بن ابی بکر کو امیر مقرر کیا- محمّد بن ابو حذیفہ نے محمّد ابن ابی بکر کے کان بھرے کہ مجھ کو عثمان نے حکم دیا ہے کہ جیسے ہی محمد بن ابو بکر مصر پہنچے اس کو قتل کر دینا- یہ سن کر ابن ابی بکر بدک گیا اور یہ تمام بلوائی ٹولہ مصریوں، کوفیوں کو لے کر اور ساتھ قتل کرنے آیا- ان لوگوں نے حج کے ایام کو چنا اور حاجیوں کے لباس میں شمال سے مدینہ میں حاجی بن کر گھس گئے — اور املاک کو نقصان پہنچایا اور خلیفہ کو دھمکی دی- حدیث نبوی ہے کہ میری امت قریش کی تباہی کے کم عمر نا عقلوں کی وجہ سے ہو گی -

امام حاکم نے پہلے حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث کو بایں الفاظ: إن فساد أمتي علي يدي غلمة سفهاء من قريش روایت کیا ہے، اس کے بعد لکھا ہے: وقد شهد حذيفة بن اليمان بصحة هذا الحديث حدثناه أحمد بن كامل (إلى) لما قتل عثمان رضي الله عنه دخلنا على حذيفة فإذا القوم عنده فقال: والله لا تدع ظَلَمَةُ مُضَرَ عبداً لله مومناً إلا قتلوه أو فتنوه حتى يضُرَّ بهم الله والمؤمنون حتى لا يَمْنَعُوا ذَنَبَ تَلْعة.

قتل عثمان کی تمام تباہی دو لے پلکوں کی وجہ سے اس امت پر آئی- ایک کا نام محمد بن ابو حذیفہ ہے اور دوسرا محمد بن ابو بکر ہے

مصر کے گورنروں کا نزاع

صوبہ مصر اس دور میں بہت زرخیز تھا یہاں صحابی رسول عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ گورنر تھے اور ان کا سیکریٹری عثمان رضی اللہ عنہ کا لے پالک محمّد ابن اَبِی حُذیفَۃ تھا[13] — عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لے پالک محمد بن

13

وفات نبی کے وقت یہ گیارہ سال کا تھا اور اس کی پرورش عثمان رضی اللہ عنہ نے کی

جبکہ کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل کے مطابق

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة بن ربيعة ولد أيضا بأرض الحبشة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وله رؤية

محمّد حبشہ میں پیدا ہوا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دیکھا

الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

فنشأ مُحَمّد فِي حَجْر عُثْمَان، ثُمَّ إنّه غضب على عُثْمَان لكونه لم يستعمله أو لغير ذلك، فصار إلْبا على عُثْمَان

پس محمّد ،عثمان رضی اللہ عنہ کے حجرے میں پلا بڑھا لیکن عثمان پر غضب ناک ہوا کہ انہوں نے اس کو کیوں عامل نہیں کیا اور انہی پر پلٹا

کتاب أسد الغابة کے مطابق

ولما قتل أبوه أَبُو حذيفة، أخذ عثمان بْن عفان مُحَمَّدًا إليه فكفله إِلَى أن كبر ثُمَّ سار إِلَى مصر فصار من أشد الناس تأليبا عَلَى عثمان

جب محمّد کے باپ شہید ہوئے تو اس کو عثمان نے لے لیا اور کفالت کی یہاں تک کہ بڑا ہوا پھر مصر بھیجا

ابی حذیفہ کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا نائب بنا کر مصر بھیجا—وہاں عبد اللہ کی غیر موجودگی میں محمد نے بغاوت کی اور خود سب کنٹرول میں لیا- عثمان رضی اللہ عنہ نے علی کے سوتیلے بیٹے محمد بن ابی بکر کو محمد بن ابی حذیفہ کی جگہ بھیجا کیونکہ دونوں دوست تھے اور ممکن تھا یہ مسئلہ حل ہو جاتا لیکن نمک حرام ابن ابی حذیفہ نے ابن ابی بکر کو کہا کہ عثمان نے تمہارے قتل کا آرڈر بھیجا ہے -اس کے بعد دونوں اس جھوٹے الزام کی آڑ میں مدینہ پر چڑھ دوڑے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل کیا—عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح رضی اللہ عنہ اس وقت مصر میں نہیں تھے جب ان کو اس بغاوت کا علم ہوا وہ شام چلے گئے اور کسی بھی جنگ میں حصہ نہ لیا اور شام میں ہی وفات پا گئے-

سن ۲۰۰ ہجری تک عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے خلاف روایات بنادی گئیں کہ یہ مرتد ہوئے تھے اور الوحی میں لقمے دیتے تھے- یہ روایات شیعی رواۃ نے بیان کی ہیں اور یہ سب سخت مضطرب روایات ہیں

طبری کی ایک روایت کے مطابق عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح رضی اللہ عنہ جو عثمان کے رضاعی بھائی تھے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے- پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو املا کراتے تو کہتے سمیعا علیما لیکن یہ لکھ دیتے علیما حکیما اور جب رسول اللہ کہتے علیما حکیما یہ لکھ دیتے سمیعا علیما- (لیکن رسول اللہ بعد میں اس پر کوئی اعتراض نہ کرتے) پس عبد اللہ کو اس پر شک ہوا اور وہ کافر ہو گیا-اس روایت کی سند میں اسباط بن نصر اور السدی ہے- دونوں سخت ضعیف ہیں

ان کا ایک قصہ مفسرین نے سورہ المومنون کے لئے لکھا ہے جو مکی سورہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب و لقد خلقنا الانسان من سلالہ من طین نازل ہوئی اور اس آیت تک پہنچے ثم انشاناہ خلقا آخر عبد اللہ کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا فتبارک اللہ احسن الخالقین—اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اس کو لکھ دو—

عبد اللہ نے اس وقت تو لکھ دیا لیکن شک میں آ گیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو جو میں لقمہ دیتا ہوں اسکو ہی وحی بنا دیتے ہیں- آپ دیکھ سکتے ہیں کس قدر بکواس اور لچر بات کی گئی ہے نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلکہ ایک صحابی کے لئے بھی- افسوس مفسرین نے اس بات کو تفسیر میں لکھا ہے مثلا بیضاوی وغیرہ نے، امام حاکم - صاحب مستدرک نے، طبری نے

سنن ابو داود میں انکے قصہ میں ہے کہ فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے تو عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اس رضاعی بھائی عبد اللہ کو لائے اور رسول اللہ سے درخواست کی کہ اس سے بھی بیعت لے لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا- عثمان کے تین بار اصرار پر آپ نے بیعت لے لی- اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم میں کوئی عقل مند نہ تھا جو اس کو برداشت نہ کر پاتا اور اس عبد اللہ کا قتل کرتا؟ اصحاب نے کہا یا رسول اللہ ہم کو آپ کے دل کا حال معلوم نہیں آپ آنکھ سے اشارہ کر دیتے—رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ رسول اللہ کے لئے مناسب نہیں کہ دھوکہ والے آنکھ ہو- اس کی سند میں اسباط بن نصر اور السدی ہے دونوں ضعیف ہیں

النسائی: كِتَابُ المُحَارَبَة (بَابُ الْحُكْمِ فِي الْمُرْتَدِّ) سنن نسائی: کتاب: کافروں سے لڑائی اور جنگ کا بیان

(باب: مرتد کا حکم)

4072 .

أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ

وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ: «اقْتُلُوهُمْ، وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ وَمَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ»، فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّارًا، وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ، وَأَمَّا مَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ، فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ: أَخْلِصُوا، فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا. فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ، لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا، إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا، فَجَاءَ فَأَسْلَمَ، وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ، جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ، ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَأْبَى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ» فَقَالُوا: وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ، هَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ»

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد محترم (حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیان فرماتے ہیں: جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا، رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تم ان کو کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا پاؤ، تب بھی قتل کر دو۔“ (وہ چار مرد یہ تھے:) عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل کعبے کے پردوں سے لٹکا ہوا پایا گیا۔ حضرت سعید بن حریث اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف لپکے۔ سعید عمار سے پہلے پہنچ گئے کیونکہ وہ عمار کی نسبت جوان تھے۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پکڑ لیا اور

قتل کر دیا۔ عکرمہ بھاگ کر سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا۔ بہت تیز ہوا چل پڑی۔ (کشتی طوفان میں پھنس گئی۔) کشتی والے کہنے لگے: اب خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو کیونکہ تمہارے معبود (بت وغیرہ) یہاں (طوفان میں) تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ عکرمہ نے کہا: اگر سمندر میں خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے علاوہ نجات نہیں تو خشکی میں بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکارے بغیر نجات نہیں مل سکتی۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے اس مصیبت سے، جس میں میں پھنس چکا ہوں، بچا لے تو میں ضرور حضرت محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں انہیں بہت زیادہ معاف کرنے والا اور احسان کرنے والا پاؤں گا۔ پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ باقی رہا عبداللہ بن ابی سرح! تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چھپ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان اسے لے کر آئے حتیٰ کہ اسے بالکل آپ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیں۔ آپ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگے۔ تین بار حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی گزارش کی۔ آپ ہر دفعہ (عملاً) انکار فرما رہے تھے۔ آخر تیسری بار کے بعد آپ نے بیعت لے لی، پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں کوئی سمجھ دار شخص نہیں تھا کہ جب تم دیکھ رہے تھے کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ روک رکھا ہے تو کوئی شخص اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا۔“ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ آنکھ سے ہلکا سا اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ”نبی کے لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔

نوٹ: اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے لیکن اس روایت سے بعض نے دلیل لی ہے کہ مرتد کو معاف کیا جا سکتا ہے — راقم کہتا ہے اس کا متن منکر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے بھی برخلاف ہے۔

اوپر دی گئی تمام روایات چار راویوں کا بیان کردہ قصہ ہیں جن میں ہیں

<u>پہلی سند: إسماعيل بن عبد الرحمٰن بن أبي كريمة السدي المتوفی ۱۲۷ھ سے اسباط بن نصر کی روایت</u>

اسباط بن نصر –ابن معین اور ابو نعیم اسکو ضعیف کہتے ہیں –النسائی لیس بالقوی قوی نہیں کہتے ہیں –
کتاب الجرح والتعدیل کے مطابق

حرب بن إسماعيل: قلت لأحمد: أسباط بن نصر الكوفي، الذي يروي عن السدي، كيف حديثه؟ قال: ما أدري، وكأنه ضعفه.

حرب بن إسماعیل نے احمد سے پوچھا کہ اسباط بن نصر جو السدی سے روایت کرتا ہے اس کی حدیث کیسی ہے ؟ احمد نے کہا کیا پتا گویا کہ اس کو ضعیف گردانا

اسباط کا استاد إسماعیل بن عبد الرحمٰن بن ابی کریمة السدی المتوفی ۱۲۷ھ ہے-الشَّعْبِیّ اس کے لئے کہتے

إِنَّ إِسْمَاعِيْلَ قَدْ أُعْطِيَ حَظّاً مِنَ الجَهْلِ بِالقُرْآنِ

نے شک السدی کو قرآن پر جہل بکنے کا ایک حصہ عطا کیا گیا ہے

ابو حاتم کہتے ہیں لا یحتج بقولہ اس کے قول سے دلیل نہ لی جائے

<u>دوسری سند : حازم بن عطاء ،ابو خلف الأعمی کی روایت</u>
حازم بن عطاء ،ابو خلف الأعمی –ابی حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث، لیس بالقوی منکر حدیث ہے قوی نہیں ہے –الذھبی کہتے ہیں ضعفوہ اس کی تضعیف کی گئی ہے- یحییٰ بن معین اس کو کذاب کہتے ہیں –ابن حجر متروک کہتے ہیں

تیسری سند: شرحبیل بن سعد المدنی المتوفی ۱۲۳ھ کی روایت

شرحبیل بن سعد المدنی المتوفی ۱۲۳ھ –ابن سعد طبقات میں کہتے ہیں ولیس یحتج بہ اس قابل نہیں کہ دلیل لی جائے – ابو حاتم ضعیف الحدیث کہتے ہیں –الدار قطنی بھی ضعیف کہتے ہیں –یحیٰی ابن معین بھی ضعیف کہتے ہیں –امام مالک لیس بثقة کہتے ہیں –یحیٰی القطان کہتے ہیں ہم اس سے کچھ روایت نہیں کرتے –ابن الجارود: لیس بشیء، ضعیف، کوئی چیز نہیں ضعیف ہے اور ابو العرب وابن السکن والبلخی والعقیلی نے الضعفاء میں شمار کیا ہے – الساجی ضعیف کہتے ہیں-ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے- امام حاکم نے اس احمق کی روایت مستدرک میں لکھ کر " دینی خدمت " کی- سورہ المومنون مکی سورہ ہے اور مورخین کے بقول ابن ابی السرح کا ارتاد مدینہ میں ہوا جس سے ظاہر ہے یہ سب بکواس ہے

چوتھی سند

سنن النسائی 4074: كِتَابُ الْمُحَارَبَةِ (بَابُ تَوْبَةِ الْمُرْتَدِّ) سنن نسائی: کتاب: کافروں سے لڑائی اور جنگ کا بیان باب: مرتد کی توبہ قبول ہو سکتی ہے

أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي . أَبِي، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فِي سُورَةِ النَّحْلِ: {مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ} [النحل: 106] إِلَى قَوْلِهِ {لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ} [النحل: 106] فَنُسِخَ، وَاسْتَثْنَى مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ: {ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ} [النحل: 110] «وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الَّذِي كَانَ عَلَى مِصْرَ كَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ، فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورہ نحل کی آیت : {مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِہٖۤ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ...} ”جو شخص اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کرے، سوائے اس کے جس پر جبر کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا، لیکن جس نے کفر کے لیے اپنا سینہ کھول دیا (راضی خوشی کفر کیا) تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“ کے بارے میں فرمایا کہ پھر اسے منسوخ کر دیا گیا، یعنی اس سے یہ مستثنیٰ کر لیا گیا۔ {ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا...} ”پھر تیرا رب ان لوگوں کو جنہوں نے آزمائش میں پڑنے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کیا (ثابت قدم رہے) بے شک آپ کا رب ان (آزمائشوں) کے بعد (ان لوگوں کو) بہت معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“ اس سے مراد عبداللہ بن سعد بن ابو سرح ہیں جو (بعد میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں) مصر کے گورنر رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے (وحی وخطوط وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ شیطان نے انہیں پھسلا دیا اور وہ کافروں سے جا ملے۔ فتح مکہ کے دن آپ نے ان کے قتل کا حکم جاری فرمادیا لیکن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کیل یے پناہ مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پناہ دے دی (اور ان کا اسلام قبول کر لیا

یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس میں سورہ النحل کی مکی سورہ میں آیات میں ناسخ و منسوخ قرار دیا گیا ہے

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

النحل آیت ۱۱۰ ہے

سند میں عَلِیُّ بنُ الحُسَینِ بنِ وَاقدٍ أَبُو الحَسَنِ المَرْوَزِیُّ ہے جس کو أَبُو حَاتِمٍ: ضَعِیفُ الحَدِیْثِ کہا ہے

الحُسَینِ بنِ وَاقدٍ مدلس بھی ہے اور یہاں عنعنہ ہے

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فِي قَوْلِهِ: «إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمانِ» النحل: 106. قَالَ: ذَلِكَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ. وَفِي قَوْلِهِ: «وَلكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْراً» النحل: 106. قَالَ: ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَرْحٍ

محمد بن عمار بن یاسر نے آیت پر کہا

إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمانِ» النحل: 106»

خبر دار جس نے (کفر سے) کراہت کی اور اس کا قلب ایمان پر مطمئن تھا کہا یہ عمار بن یاسر ہے

اور آیت «وَلٰکِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡکُفۡرِ صَدۡرًا» النحل: لیکن جس کا دل کفر پر کھول دیا گیا کہا یہ عبد اللہ بن ابی سرح کے بارے میں ہے

اس کی سند میں أبو عبيدة بن محمد بن عمار بن یاسر مختلف فیہ ہے۔اس کو ثقہ و منکر الحدیث کہا گیا ہے ۔روایت کا وضع ہونا ظاہر ہے سورہ النحل کی آیات کو منطبق کیا گیا ہے

یہ روایات اصلا عثمان رضی اللہ عنہ پر الزام لگانے کے لئے گھڑی گئی ہے۔عثمان رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح رضی اللہ عنہ رضاعی بھائی تھے۔عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مصر کا گورنر مقرر کیا۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا ابن سبا کی قوم سے مل جانا

تاریخ طبری میں ہے

فيما كتب به إليّ السريّ عن شعيب، عن سيف، عن عطية، عن يزيدَ الفَقْعِميّ (الْفَقْعَسِيّ)، قال: كان عبد الله بن سَبَأ يهوديًّا من أهل صَنْعاء، أمّه سوداء، .... فدعا مُحَمَّد بن مسلمة فأرسله إِلَى الْكُوفَةِ، وأرسل أُسَامَة بن زَيْد إِلَى الْبَصْرَة، وأرسل عمار بن ياسر إِلَى مصر، وأرسل عَبْد اللَّهِ بن عُمَرَ إِلَى الشام، وفرق رجالا سواهم، فرجعوا جميعا قبل عمار، فَقَالُوا: أَيُّهَا النَّاسُ، مَا أنكرنا شَيْئًا، وَلا أنكره أعلام الْمُسْلِمِينَ وَلا عوامهم، وَقَالُوا جميعا: الأمر أمر الْمُسْلِمِينَ، إلا أن امراءهم يقسطون بينهم، ويقومون عَلَيْهِم واستبطأ الناس عمارا حَتَّى ظنوا أنه قَدِ اغتيل، فلم يفجأهم الا كتاب من عبد الله ابن سَعْدِ بْنِ أبي سرح يخبرهم أن عمارا قَدِ استماله قوم بمصر، وَقَدِ انقطعوا إِلَيْهِ، مِنْهُمْ عَبْد اللَّهِ بن السوداء، وخالد بن ملجم، وسودان بن حمران، وكنانة بن بشر

سیف بن عمر نے عطیۃ بن الحارث (ابو روق، عطیۃ بن الحارث، الہمدانی، الکوفی) سے اس نے یزید الفقعسي سے ابن سبا کا قصہ نقل کیا کہ عبد اللہ بن سبا ایک یمنی یہودی تھا ..... (جب شورش پھیلی اور لوگ امراء کے خلاف

ہونے لگے) تو عثمان نے محمد بن مسلمہ کو کوفہ بھیجا اور اسامہ بن زید کو بصرہ اور عمار بن یاسر کو مصر اور ابن عمر کو شام اور پھر سب واپس آ گئے سوائے عمار بن یاسر کے -ان سب نے کہا اے لوگوں ہم کسی بات کا انکار نہیں کرتے نہ اعلام المسلمین اس کا انکار کرتے ہیں .... امراء انصاف سے لوگوں کا فیصلہ کرتے ہیں اور ان کی مدد پر کھڑے ہوتے ہیں اور سب انتظار کرتے رہے لیکن عمار نہ آئے یہاں تک کہ گمان ہوا کہ وہ قتل کر دیے گئے پھر گورنر مصر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کا خط پہنچا انہوں نے خبر دی کہ عمار تو مصر میں ایک قوم سے مل گئے ہیں اور ان سے الگ ہو گئے ہیں جن میں ہیں عبد اللہ بن سبا، وخالد بن ملجم، وسودان بن حمران، وكنانة بن بشر

اس حکایت کی سند میں یزید الفُقُعَسِیّ مجہول ہے اور یہی تحقیق کتاب الشریعہ کے محقق کی بھی ہے۔

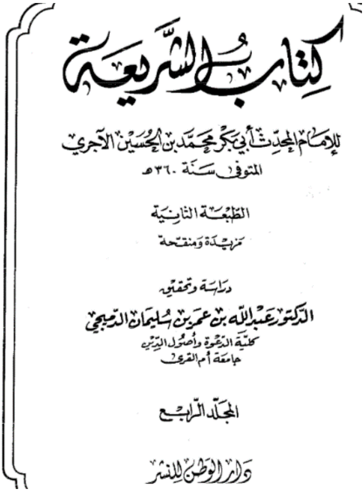
كتاب الشريعة
للإمام المحدث أبي بكر محمد بن الحسين الآجري
المتوفى سنة ٣٦٠هـ
الطبعة الثانية
مزيدة ومنقحة
دراسة وتحقيق
الدكتور عبد الله بن عمر بن سليمان الدميجي
كلية الدعوة وأصول الدين
جامعة أم القرى
المجلد الرابع
دار الوطن للنشر

١٤٥٨ـ حدثنا أبو بكر أحمد بن عبد الله بن سيف السجستاني، قال: حدثنا السري بن يحيى بن السري التميمي ـ أبو عبيدة ـ قال: حدثنا شعيب بن إبراهيم، قال: حدثنا سيف بن عمر، عن عطية، عن يزيد الفقسي[١] قال: كان ابن سبأ يهوديًا من أهل صنعاء، أمه سوداء، فأسلم زمان عثمان رضي الله عنه، ثم تنقل في بلدان المسلمين يحاول ضلالتهم، فبدأ بالحجاز، ثم البصرة، ثم الكوفة، ثم الشام، فلم يقدر على ما يريد عند أحد من أهل الشام، فأخرجوه حتى أتى مصر فاغتمر فيهم، فقال لهم فيما كان يقول: العجب ممن يزعم أن عيسى عليه السلام يرجع ويكذب بأن محمدًا ﷺ يرجع، وقد قال الله

(١) في الأصل غير واضحة. وفي تاريخ الطبري: الفقعسي.

١٤٥٨- **إسناده**: ضعيف. فيه عدة علل:

* فيه سيف بن عمر، وشعيب بن إبراهيم، وشيخ المصنف كلهم ضعفاء. تقدم الكلام عليهم في ح: ١٢٤٣.
* وفيه عطية: لم يتبين لي من هو.
* ويزيد الفقسي ـ وعند الطبري: الفقعسي ـ لم يتبين لي من هو أيضًا.
* السري بن يحيى: صدوق. تقدم في ح: ١٢٤٣.

راقم کو حیرت ہوئی کہ اس قصہ کے مرکزی راوی یزید الفُقُعَسِیّ پر جرح و تعدیل کی کتب میں کچھ نہیں ملا بلکہ مورخین ابن جوزی و الذھبی نے بھی کوئی حکم نہیں لگایا یہاں تک کہ تاریخ طبری کے راویوں پر کتاب المعجم الصغیر

لرواۃ اِلاامام ابن جریر الطبری تالیف اِکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الاثری میں نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا گیا- روایت میں عمار رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ ابن سبا کے ساتھ مل گئے تھے- اس کا کذب ظاہر ہے[14]

14

ابن سبا کا وجود سیف بن عمر کی مرویات کے علاوہ بھی معلوم ہے - أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کتاب الشريعة میں لکھتے ہیں

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَمَنِ الَّذِي قَتَلَهُ؟ قِيلَ لَهُ: طَوَائِفُ أَشْقَاهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِقَتْلِهِ حَسَدًا مِنْهُمْ لَهُ وَبَغْيًا , , وَأَرَادُوا الْفِتْنَةَ وَأَنْ يُوقِعُوا الضَّغَائِنَ بَيْنَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , لِمَا سَبَقَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشِّقْوَةِ فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ أَعْظَمُ , فَإِنْ قَالَ: فَمِنْ أَيْنَ اجْتَمَعُوا عَلَى قَتْلِهِ؟ قِيلَ لَهُ: أَوَّلُ ذَلِكَ وَبَدْءُ شَأْنِهِ أَنَّ بَعْضَ الْيَهُودِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ السَّوْدَاءِ وَيُعْرَفُ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَأٍ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ زَعَمَ أَنَّهُ أَسْلَمَ , فَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ , فَحَمَلَهُ الْحَسَدُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِصَحَابَتِهِ , وَلِلْإِسْلَامِ , فَانْغَمَسَ فِي الْمُسْلِمِينَ , كَمَا انْغَمَسَ مَلِكُ الْيَهُودِ بُولَسُ بْنُ شَاوذَ فِي النَّصَارَى حَتَّى أَضَلَّهُمْ , وَفَرَّقَهُمْ فِرَقًا , وَصَارُوا أَحْزَابًا , فَلَمَّا تَمَكَّنَ فِيهِمُ الْبَلَاءُ وَالْكُفْرُ تَرَكَهُمْ , وَقِصَّتُهُ تَطُولُ , ثُمَّ عَادَ إِلَى التَّهَوُّدِ بَعْدَ ذَلِكَ , فَهَكَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَبَأٍ , أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ , وَأَظْهَرَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ , وَصَارَ لَهُ أَصْحَابٌ فِي الْأَمْصَارِ , ثُمَّ أَظْهَرَ الطَّعْنَ عَلَى الْأُمَرَاءِ , ثُمَّ أَظْهَرَ الطَّعْنَ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , ثُمَّ طَعَنَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا , ثُمَّ أَظْهَرَ أَنَّهُ يَتَوَلَّى عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَقَدْ أَعَاذَ اللَّهُ الْكَرِيمُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَوَلَدَهُ وَذُرِّيَّتَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنْ مَذْهَبِ ابْنِ سَبَأٍ وَأَصْحَابِهِ السَّبَائِيَّةِ , فَلَمَّا تَمَكَّنَتِ الْفِتْنَةُ وَالضَّلَالُ فِي ابْنِ سَبَأٍ وَأَصْحَابِهِ , صَارَ إِلَى الْكُوفَةِ , فَصَارَ لَهُ بِهَا أَصْحَابٌ , ثُمَّ وَرَدَ إِلَى الْبَصْرَةِ فَصَارَ لَهُ بِهَا أَصْحَابٌ , ثُمَّ وَرَدَ إِلَى مِصْرَ , فَصَارَ لَهُ بِهَا أَصْحَابٌ , كُلُّهُمْ أَهْلُ ضَلَالَةٍ , ثُمَّ تَوَاعَدُوا الْوَقْتَ , وَتَكَاتَبُوا لِيَجْتَمِعُوا فِي مَوْضِعٍ , ثُمَّ يَصِيرُوا كُلُّهُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ , لِيَفْتِنُوا الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا فَفَعَلُوا , ثُمَّ سَارُوا إِلَى الْمَدِينَةِ , فَقَتَلُوا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَمَعَ ذَلِكَ فَأَهْلُ الْمَدِينَةِ لَا يَعْلَمُونَ حَتَّى وَرَدُوا عَلَيْهِمْ , فَإِنْ قَالَ: فَلِمَ لَمْ يُقَاتِلْ عَنْهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قِيلَ لَهُ: إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَصَحَابَتَهُ لَمْ يَعْلَمُوا حَتَّى فَاجَأَهُمُ الْأَمْرُ , وَلَمْ يَكُنْ بِالْمَدِينَةِ جَيْشٌ قَدْ أُعِدَّ لِحَرْبٍ , فَلَمَّا فَجَأَهُمْ ذَلِكَ اجْتَهَدُوا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فِي نُصْرَتِهِ وَالذَّبِّ عَنْهُ , فَمَا أَطَاقُوا ذَلِكَ وَقَدْ عَرَضُوا أَنْفُسَهُمْ عَلَى نُصْرَتِهِ وَلَوْ تَلِفَتْ أَنْفُسُهُمْ , فَأَبَى عَلَيْهِمْ وَقَالَ: أَنْتُمْ فِي حِلٍّ مِنْ بَيْعَتِي , وَفِي حَرَجٍ مِنْ نُصْرَتِي , وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ سَالِمًا مَظْلُومًا , وَقَدْ خَاطَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَثِيرٌ مِنَ الصَّحَابَةِ لِهَؤُلَاءِ الْقَوْمِ بِمُخَاطَبَةٍ شَدِيدَةٍ , وَغَلَظُوا لَهُمْ فِي الْقَوْلِ , فَلَمَّا أَحَسُّوا أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْكَرُوا عَلَيْهِمْ؛ أَظْهَرَتْ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الصَّحَابَةَ , فَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَزَعَمَتْ أَنَّهَا تَتَوَلَّاهُ , وَقَدْ بَرَّأَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ , فَمَنَعُوهُ الْخُرُوجَ وَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ طَلْحَةَ , وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ يَتَوَلَّوْنَهُ , وَقَدْ بَرَّأَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ، وَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ الزُّبَيْرِ وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ يَتَوَلَّوْنَهُ، وَقَدْ بَرَّأَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ، وَإِنَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَشْغَلُوا الصَّحَابَةَ عَنِ الِانْتِصَارِ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَلَبَّسُوا عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَمْرَهُمْ لِلْمَقْدُورِ الَّذِي قَدَّرَهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ عُثْمَانَ يُقْتَلُ مَظْلُومًا , فَوَرَدَ عَلَى الصَّحَابَةِ أَمْرٌ لَا طَاقَةَ لَهُمْ بِهِ , وَمَعَ ذَلِكَ فَقَدْ عَرَضُوا أَنْفُسَهُمْ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِيَأْذَنَ لَهُمْ بِنُصْرَتِهِ مَعَ قِلَّةِ عَدَدِهِمْ , فَأَبَى عَلَيْهِمْ , وَلَوْ أَذِنَ لَهُمْ؛ لَقَاتَلُوا

مصر ایک زرخیز علاقہ تھا اور وہاں سے کافی مال اتا تھا اس پر بہت سوں کی نظر تھی- عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لے پالک محمد بن ابی حذیفہ کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا نائب بنا کر مصر بھیجا—وہاں عبد اللہ کی غیر موجودگی میں محمد نے بغاوت کی اور خود سب کنٹرول میں لیا- عثمان رضی اللہ عنہ نے علی کے سوتیلے بیٹے محمد بن ابی بکر کو محمد بن ابی حذیفہ کی جگہ بھیجا کیونکہ دونوں دوست تھے اور ممکن تھا یہ مسئلہ حل ہو جاتا لیکن نمک حرام ابن ابی حذیفہ نے ابن ابی بکر کو کہا کہ عثمان نے تمہارے قتل کا آرڈر بھیجا ہے-اس کے بعد دونوں اس جھوٹے الزام کی آڑ میں مدینہ پر چڑھ دوڑے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل کیا—عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح رضی اللہ عنہ اس وقت مصر میں نہیں تھے جب ان کو اس بغآوت کا علم ہوا وہ شام چلے گئے اور کسی بھی جنگ میں حصہ نہ لیا اور شام میں ہی وفات پا گئے سن ۱۰۰ ہجری کے پاس جا کر اس سارے بلوے کو سند جواز دینے کے لئے یہ روایآت بنا دی گئیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تو مرتد تھے- تاریخاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتدین کا قتل ہی کرایا مثلا ابن حنظل مرتد کو فتح مکہ پر کعبہ کی دیوار کے ساتھ قتل کرنے کا حکم دیا- اگر ایسا ہوتا تو صحیح سندوں سے یہ ہم تک ۱۰۰ ہجری سے پہلے ہی آ جاتا

بالآخر ابن ابی حذیفہ اور ابن ابی کر نے مصریوں اور کوفیوں کے ساتھ مل کر پلان بنایا کہ اب بغاوت و خروج کیا جائے اور عثمان کو معزول کر دیا جائے—لیکن کیسے؟ مدینہ تو عثمان کے ہمدرد اصحاب رسول سے بھرا پڑا تھا لہٰذا مناسب وقت ایام حج تھے جس میں اصحاب رسول مشغول ہوں تو عثمان کو محصور کیا جائے زور ڈال کر ان کو ہٹا دیا جائے اور علی کو امام و خلیفہ مقرر کیا جائے لہٰذا حاجیوں کے روپ میں ہدی کے جانوروں کے ساتھ نکلا جائے لیکن مدینہ پہنچ کر

اس اقتباس میں الآجُرِّيُّ نے سیف بن عمر کی مرویات کی بنیاد پر اپنی تھیوری پیش کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ابن سبا نے کروایا

احرام کھول دیا جائے اور دم میں انہی جانوروں کو قربان کیا جائے- مدینہ پر اس قسم کا حملہ شمال سے ممکن تھا کیونکہ یہ مکہ کے رستے میں اتا ہے یہی وجہ ہے کہ عراق و مصر سے باغی خروج کرتے ہیں اور علی کو مجبورا مدینہ اس بناپر چھوڑنا پڑتا ہے کہ اس قسم کی بغاوت ان کے خلاف بھی ہو سکتی تھی

باغیوں میں اصحاب بیعت شجرہ میں سے عبد الرحمٰن بن عُدَیْسٍ بھی ہے-دیگر اصحاب رسول میں سے زید بن صوحان، زیاد بن النضر الحارثی، حکیم بن جبلة (جو عثمان کے بصرہ کے بیت المال کے عمل دار تھے)، حرقوص بن زہیر السعدی ہیں – محمّد بن ابو حذیفہ ہیں – محمد بن ابی بکر ہیں (یہ صحابی نہیں ہے) – یہ باغیوں کے سرغنہ تھے اور ان میں بعض کے ساتھ ۲۰۰ سے ۳۰۰ سو لوگ تھے جو ساتھ مل کر ۷۰۰ سے ہزار کی تعداد بن گئی تھی

فروة بْن عَمْرو بن ودقة بن عبيد بن عامر بن بياضة البياضي الأنصاري رضی الله عنہ یہ بیعت عقبہ میں بھی موجود تھے اور السابقون الاولون کے رضی الله عنھم میں سے ہیں-استیعاب از ابن عبد البر کے مطابق ابْن وَضَّاح وَابْن مزين کا قول ہے کہ امام مالک نے ان کی موطا میں کوئی روایت نہیں لی کیونکہ یہ قتل عثمان میں معاونت کرنے والے تھے

إنما سكت مَالِك عَنِ اسمه لأنه كَانَ ممن أعان على قتل عُثْمَان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اس قول کو ابن عبد البر نے رد کیا اور کہا اس پر کوئی دلیل نہیں ہے

قَالَ أَبُو عُمَر: هَذَا لا يعرف، ولا وجه لما قالاه فِي ذَلِكَ، ولم يكن لقائل هَذَا علم بما كَانَ من الأنصار يَوْم الدار

عثمان کے گھر میں باغی محمد بن عمرو بن حزم انصاری کے ہاں سے داخل ہوئے تھے - یہ سن 10 ہجری میں پیدا ہوا اور اس کا نام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا تھا- استیعاب از ابن عبد البر کے مطابق یہ واقعہ حرہ میں قتل ہوا اور یہ عثمان کے خلاف تھا- اس کا شمار راقم کے نزدیک اصحاب رسول میں ممکن نہیں کیونکہ اس نے نبی سے کچھ نہیں سنا اور صحابی کی کم از کم عمر چار سال ہے- وفات النبی کے وقت یہ صرف ایک سال یا اس سے بھی کم عمر کا تھا

کہا جاتا ہے کہ باغیوں میں جبلة بن عمرو الأنصاری الساعدی بھی شامل تھا- استیعاب از ابن عبد البر کے مطابق وشهد جبلة بن عمرو صفين مع علي رضی اللہ عنہ ، یہ علی کے ساتھ ان کی جنگوں میں شامل تھے- تاریخ مدینہ از ابن شبہ میں کمزور سند سے روایت کیا گیا ہے کہ مطابق عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو الْبَقِيعِ قبرستان تک لایا گیا لیکن جبلة بن عمرو الأنصاری الساعدی نے منع کر دیا کہ اس کو یہاں دفن نہیں کیا جا سکتا

أبي عَمْرٍو عبد الله بْنِ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ کو بھی بعض نے صحابی بتایا ہے جو بلوہ کرنے والوں میں شامل تھا—اس کے صحابی ہونے میں کلام ہے- امام ابن حزم کے مطابق یہ مجہول الحال ہے اور ابن عدی اور دار قطنی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے- تاریخ الکبیر از امام بخاری میں ہے

قَالَ: سَعِيد بْن يَحيى قَالَ: حدَّثنا أَبي، عَنِ ابْنِ إِسحاق، عَنْ مُحَمد بْن عليّ بن حُسَين، عن ابن الحَنَفيَّة؛ كنتُ صاحب راية عليّ، رضي الله عَنْهُ، يوم الجَمَل

یہ جنگ جمل میں علی کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے- ابو مخنف کے مطابق یہ قتل عثمان میں شامل تھا

تاریخ الاسلام از الذھبی کے مطابق قاتلین میں عمرو بن الحمق الخزاعی بھی تھا- امام مزی کے مطابق حجہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ اس نے عثمان پر خنجر کے پے در پے نو وار

کرتے ہوئے کہا تین خنجر اللہ کے لئے مار رہا ہوں اور چھ اس چیز کے بارے میں جو تیرے بارے میں میرے دل میں ہے

وثب عليه عمرو بن الحمق وبه عثمان رمق وطعنه، تسع طعنات وقال ثلاث لله وستّ لمّا في نفسي عليه

تہذیب الکمال و تہذیب التہذیب

طبقات ابن سعد میں ہے كان في من سار الي عثمان و اعان علي قتله، عمرو بن الحمق یہ عثمان کے خلاف شورش میں شریک تھا اور ان کے قتل میں اعانت کر رہا تھا- البتہ ان اقوال کی صحت پر کلام ہے اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن الحمق بعد میں دور معاویہ میں سانپ کے کاٹے سے مرا–

کھلی بغاوت

سن ۳۵ ہجری ذِی القعدۃ میں باغی پلان کے مطابق مدینہ پہنچے

باغی ٹولے کے سربراہ	علاقہ
عَبدُ الرَّحمٰن بُن عدیس البلوی صحابی ہے بیعت شجرہ کی ہے	مصر
حکیم بُن جبلۃ العَبدی صحابی ہے	بصرہ
الاشتر مالک بُن الحارِث النخعیّ صحابی ہے	کوفہ

باغیوں کا مطالبہ یہ تھا کہ عثمان خلافت چھوڑ کر اس سے دور ہو جائیں لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا۔ باغی واپس جانے والے نہیں تھے حج بھی ختم ہو رہا تھا ان کا اضطراب بڑھ رہا تھا۔ انہوں نے گھیرا ڈال کر زبردستی کرنے کی کوشش کی

مصری پروپیگنڈا: عثمان حدیث چھپاتا ہے

سنن دارمی۔ جلد دوم۔ جہاد کا بیان۔ حدیث 275 ایک دن اور رات کے لئے پہرہ دینے کی فضیلت۔

أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ إِنِّي كُنْتُ كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةَ

تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنْ الْمَنَازِلِ

عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ بات بیان کی میں نے تم سے ایک حدیث چھپائی تھی جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی سنی تھی کیونکہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے لیکن پھر میں نے سوچا کہ مجھے وہ تمہارے سامنے بیان کر دینا چاہیے تاکہ ہر شخص اپنی پسند کے مطابق فیصلہ کر سکے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے "اللہ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینا دیگر مقامات پر ایک ہزار بسر کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

مسند احمد۔ جلد اول۔ حدیث 440

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا هَاشِمٌ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنِي زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنْ الْمَنَازِلِ

ابو صالح جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منبر پر دوران خطبہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگو! میں نے اب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث تم سے بیان نہیں کی تاکہ تم لوگ مجھ سے جدا نہ ہو جاؤ لیکن اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم سے بیان کر دوں تاکہ ہر آدمی جو مناسب سمجھے، اسے اختیار کر لے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں ایک دن کی پہرہ داری، دوسری جگہوں پر ہزار دن کی پہرہ داری سے بھی افضل ہے۔

اس کی سند میں اِبو صالح مولی عثمان بن عفان – مجهول ہے مصر کا تھا – اس سے اِبُو عقیل زہرۃ بن معبد القرشی المِصرِی نے یہ روایت لی ہے۔ متن منکر ہے

مصری پروپیگنڈے کی ایک خبر صحیح بخاری میں موجود ہے کہ قتل عثمان کے بعد تک چلتا رہا –

عثمان بن موہب روایت کرتے ہیں کہ اہلِ مصر میں سے ایک شخص آیا اور اس نے حج کیا اور دیکھا کہ ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے۔ پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ کہا گیا کہ قریش کے لوگ ہیں اس شخص نے دریافت کہ ان کا بڑا کون ہے؟ لوگوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر کا نام لیا۔ اب وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میں آپ سے کچھ باتوں کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے بتلایئے کیا آپ کہ عثمان رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن میدان سے فرار ہو گئے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں بھی شریک نہیں تھے؟ ابن عمر نے کہا۔ ہاں پھر اس نے کہہ کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ بیعت رضوان کے وقت بھی عثمان رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے؟ ابن عمر نے کہا۔ ہاں – ایسا ہی ہے۔ مصری نے (خوش ہو کر) اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آؤ پوری بات تمہیں بتاؤں۔ رہا جنگ احد سے فرار تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا اور ان کی مغفرت فرمائی۔ رہی جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (رقیہ رضی اللہ عنہا) جو ان کے نکاح میں تھیں، بیمار تھیں، پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ (تم ان کی تیمارداری کے لیے روک جاؤ) تم کو بدر والوں کا ثواب بھی ملے گا اور مال غنیمت میں حصہ بھی —رہاان کا بیعت رضوان میں شریک نہ ہونا- تو اگر ان سے زیادہ ہر دلعزیز اور باعزت کوئی اور وادیٔ مکّہ میں ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے بجاے قریش مکہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجتے- پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور بیعت رضوان ان کے مکہ جانے کا بعد ہوئی- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ اس کو عثمان کا ہاتھ سمجھو اور اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے- یہ سب کہ کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مصری سے کہا "-آپ تو میرے اس بیان کو لیتا جا

باغیوں میں اصحاب بیعت شجرہ میں سے عبد الرحمٰن بن عُدَیْسٍ بھی ہے- دیگر اصحاب رسول میں سے زید بن صوحان، زیاد بن النضر الحارثی، حکیم بن جبلۃ (جو عثمان کے بصرہ کے بیت المال کے عمل دار تھے)، حرقوص بن زہیر السعدی ہیں —

قریشیوں میں محمّد بن ابو حذیفہ اور محمد بن ابی بکر ہیں (یہ صحابی نہیں ہے) —یہ دونوں لے پالک تھے اور باغیوں کے سرغنہ تھے اور ان میں بعض کے ساتھ ۲۰۰ سے ۳۰۰ سو لوگ تھے جو ساتھ مل کر ۷۰۰ سے ہزار کی تعداد بن گئی تھی

تاریخ مدینہ ابن شبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحُبَابِ، قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا كَانَ قَدِمَ قَوْمٌ مِنْ مِصْرَ مَعَهُمْ صَحِيفَةٌ صَغِيرَةُ الطَّيِّ، فَأَتَوْا عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ غَيَّرَ وَبَدَّلَ، وَلَمْ يَسِرْ مَسِيرَةَ صَاحِبَيْهِ، وَ كَتَبَ هَذَا الْكِتَابَ إِلَي عَامِلِهِ بِمِصْرَ، أَنْ خُذْ مَالَ فُلَانٍ وَاقْتُلْ فُلَانًا وَسَيِّرْ فُلَانًا، فَأَخَذَ عَلِيٌّ الصَّحِيفَةَ فَأَدْخَلَهَا عَلَي عُثْمَانَ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ هَذَا الْكِتَابَ؟

فَقَالَ: " إِنِّي لأَعْرِفُ الْخاتَمَ "، فَقَالَ: اكْسِرْهَا فكَسَرَهَا. فَلَمَّا قَرَأَهَا، قَالَ: " لَعَنَ اللَّهُ مَنْ كَتَبَهُ وَمَنْ أَمْلاهُ ". فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَتَتَّهِمُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ؟ قَالَ: " نَعَمْ ". قَالَ: مَنْ تَتَّهِمُ؟ قَالَ: " أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ أَتَّهِمُ "، قَالَ: فَغَضِبَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَامَ، وَقَالَ: وَاللَّهِ لا أُعِينُكَ وَلا أُعِينُ عَلَيْكَ حَتَّى أَلْتَقِيَ أَنَا وَأَنْتَ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

عبد الملک ابن ہارون نے اپنے والد اور اس نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جب عثمان کے لیے وہ حوادث پیش آئے تھے تو مصر سے چند لوگ اپنے ساتھ ایک خط لیے مدینہ آئے۔ مدینہ آکر وہ علی کے پاس گئے اور کہا: اس مرد (عثمان) نے (سنت نبی کو) تبدیل کر دیا ہے اور اپنے دونوں دوستوں (ابو بکر و عمر) کے راستے سے ہٹ گیا ہے، اس نے یہ خط مصر میں اپنے والی کو لکھا ہے کہ فلاں سے اسکا مال لے لو، فلاں کو قتل کر دو اور فلاں کو مصر سے جلا وطن کر دو وغیرہ وغیرہ۔ علی وہ خط لے کر عثمان کے پاس گئے اور اس سے کہا: تمہیں اس خط کے بارے میں کچھ پتا ہے؟ عثمان نے کہا مجھے اسکی مہر کے بارے میں پتا ہے، پھر کہا اس خط کو کھولو، جب کھولنے کے اسے پڑھا گیا تو اس نے کہا: اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے لکھا ہے اور جس نے لکھوایا ہے۔ پس علی نے اس سے کہا: کیا تمہیں اپنے خاندان کے کسی شخص پر شک ہے؟ اس نے کہا: ہاں، علی نے پوچھا وہ کون ہے؟ عثمان نے کہا: وہ تم ہو! راوی کہتا ہے: علی غصے کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور کہا: اللہ کی قسم میں تمہاری نہ کوئی مدد کروں گا اور نہ ہی تمہارے خلاف کوئی کام کروں گا، یہاں تک کہ میری اور تمہاری اللہ کی بارگاہ میں ملاقات ہو جائے۔

اس کی سند میں عَبْدُ المَلِکِ بْنُ ہَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ کذاب و دجال ہے

.حَدَّثَنَا ابن حماد، حَدَّثَنِي عَبد اللَّهِ سمعت إِبِي يَقُولُ عَبد الملك بْن هارون بْن عنترة ضعيف الحديث

.حَدَّثَنَا ابن حماد، حَدَّثَنا العباس، عَن يَحْيَى، قَالَ: ابن هارون بْن عنترة كذاب

.سمعتُ ابن حماد يقول: قال السعدی عَبد الملک بُن ہارون بُن عنترۃ دجال کذاب

زید بن خارجہ نے مرنے کے بعد مستقبل کی خبر دی؟

تاریخ مدینہ از ابن شبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ الْأَنْصَارِيَّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ تُوُفِّيَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسُجِّيَ بِثَوْبِهِ، ثُمَّ إِنَّهُمْ سَمِعُوا [ص:1106] جَلْجَلَةً فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ تَكَلَّمَ فَقَالَ: «أَحْمَدُ أَحْمَدُ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ، صَدَقَ صَدَقَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ الضَّعِيفُ فِي نَفْسِهِ الْقَوِيُّ فِي أَمْرِ اللَّهِ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ، صَدَقَ صَدَقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ، صَدَقَ صَدَقَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى مِنْهَاجِهِمْ، مَضَتْ أَرْبَعٌ وَبَقِيَتْ سَنَتَانِ، أَتَتِ الْفِتَنُ وَأَكَلَ الشَّدِيدُ الضَّعِيفَ، وَقَامَتِ السَّاعَةُ، وَسَيَأْتِيكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ خَبَرٌ بِبِئْرِ أَرِيسَ، وَمَا بِئْرُ أَرِيسَ»

سعید بن المسیب نے کہا کہ زید بن خارجہ کی عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات ہوئی پس کپڑے سے ڈھانک دیا گیا پھر ان سے سینے میں کڑک ہوئی پھر بولے احمد احمد کتاب اول میں سچ سچ ابو بکر صدیق جسم میں کمزور اللہ کے امر میں قوی کتاب اللہ میں، سچ سچ عمر قوی امین کتاب اول میں سچ سچ عثمان اپنے کاموں میں چار گزرے دو سال باقی ہیں فتنہ آیا

اور کمزور کو کھا گیا اور قیامت برپا ہوئی اور عنقریب تم تک پہنچے کی خبر اپنے لشکر کی طرف سے اریس کے کنواں کی –

اریس کا کنوآں کیا ہے

روایت کے مطابق زید بن خارجہ کو عثمان رضی اللہ عنہ سے مطابق فتنہ کا علم تھا – یہ تفصیل تو کوئی ایسا ہی شخص بیان کر سکتا ہے جس نے یہ سب دیکھا ہو – تمام کتب کے مطابق زید بن خارجہ کی وفات دور عثمانی میں ہوئی

كتاب الوافي بالوفيات از صلاح الدين خليل بن إيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764هـ) کے مطابق

وتوفّي فِي حُدُود الثَّلَاثِينَ لِلْهِجْرَةِ

زید بن خارجہ کی وفات سن 30 ہجری کی حدود میں ہوئی

عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۵ ہجری میں ہوئی

کیا یہ ممکن ہے کہ سن 30 ہجری میں چند ساعتوں میں غشی کے دوران زید بن خارجہ کو مستقبل میں ہونے والے اہم حادثات کی خبر ہو گئی؟ بلا شبہ یہ کوئی گھپلا ہے -

بئر اِریس کا کیا چکر ہے؟ کچھ مبہم بات راوی نے زید بن خارجہ سے منسوب کی ہے – اس کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے – جو لوگ اس قصے کو اصلی سمجھتے ہیں ان کو اس پر غور کرنا چاہے - بئر اِریس مسجد قبا کے پاس باغ میں ایک کنواں تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی اس کنواں کا سارا پانی نکال دیا گیا لیکن انگوٹھی نہ نکلی اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا راوی کو شاید قلق ہے کہ اس کنواں کو کیوں خشک کیا گیا

کتاب إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدۃ والمتاع از المقریزی (المتوفی : 845ھ-) کے محقق محمد عبد الحمید النمیسی کہتے ہیں

قال أحمد بن يحى بن جابر: نسبت إلى أريس رجل من المدينة من اليهود، عليها مال لعثمان بن عفان رضى اللَّه عنه، وفيها سقط خاتم النبي صلّى اللَّه عليه وسلّم من يد عثمان، في السنة السادسة من خلافته، واجتهد في استخراجه بكل ما وجد إليه سبيلا، فلم يوجد إلى هذه الغاية، فاستدلوا بعد به على حادث في الإسلام عظيم

احمد بن یحییٰ بن جابر نے کہا: اس کنواں کی نسبت اریس کی طرف ہے جو مدینہ کا ایک یہودی تھا اور اس پر عثمان کا مال لگا اور کنواں میں رسول اللہ کی مہر عثمان کے ہاتھ سے گری ان کی خلافت کے چھٹے سال اور انہوں نے اس کو نکالنے کا اجتہاد کیا لیکن کوئی سبیل نہ پائی اس میں کامیاب نہ ہوئے اور اس پر استدلال کیا گیا کہ یہ اسلام کا ایک عظیم حادثہ ہے

معلوم ہوا کہ انگوٹھی زید بن خارجہ یا خارجہ بن زید کی وفات سے قبل گر چکی تھی جس کو راوی نے ظلم سے ہتھیایا گیا کنواں قرار دیا ہے- بیہقی دلائل النبوہ میں اس روایت پر کہتے ہیں

فعند ذلك تغيرت عماله، وظهرت الفتن كما قيل على لسان زيد بن خارجة

پس اس انگوٹھی گرنے کے بعد سے ان کے گورنروں میں تغیر آیا اور فتنہ ظاہر ہوا جیسا کہ زید بن خارجہ کی زبان پر ظاہر ہوا

لیکن یہ درست نہیں فتنہ تو سن ۳۵ ہجری ذی الحجہ میں ہوا اس سے قبل اس کے آثار نہ تھے اور زید 30 ہجری میں مرے

بہت سے علماء ان روایات کو میت کے شعور کی دلیل پر پیش کرتے ہیں کہ میت ابھی دفن بھی نہیں ہوتی کہ زندوں سے کلام کرتی ہے اگر ایسا ہے تو ایسا روز کیوں نہیں ہوتا؟

تہذیب الکمال از المزی کے مطابق

أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْقُرَشِيُّ، قال: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ الْفَاخِرِ الْقُرَشِيّ فِي جماعة، قَالُوا: أَخْبَرَتْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ عَبدِ اللَّهِ، قَالَتْ: أخبر نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبدِ اللَّهِ الضَّبِّيُّ، قال: أخبر نا سُلَيمان بْن أَحْمَد (2)، قال: حَدَّثَنَا عِيسَى بْن مُحَمَّد السمسار الواسطي، قال: حَدَّثَنَا عبد الحميد بْن بيان، قال: حَدَّثَنَا إِسْحَاق الأزرق، عَنْ شَرِيك، عَنْ إِبْرَاهِيم بْن مهاجر، عَنْ حَبِيب بْن سالم، عن النعمان بْن بشير، قال: لما توفي زَيد بْن خَارِجَة انتظر بِهِ خروج عُثْمَان، فقلت (3): أصلي ركعتين، فكشف الثوب عَنْ وجهه، فَقَالَ: السلام عليكم، السلام عليكم. قال: وأهل البيت يتكلمون، فقلت وأنا فِي الصلاة: سبحان الله، سبحان الله! فَقَالَ: انصتوا، انصتوا، مُحَمَّد رَسُول اللَّهِ، كَانَ ذَلِكَ فِي الكتاب الأول، صدق، صدق، صدق أَبُو بَكْر الصديق، ضعيف فِي جسده قوي فِي أمر اللَّهِ، كَانَ ذَلِكَ فِي الكتاب الأول، صدق، صدق، صدق عُمَر بْن الخطاب، قوي فِي جسده، قوي فِي أمر الله، كَانَ ذَلِكَ فِي الكتاب الأول، صدق، صدق، صدق عُثْمَان بْن عَفَّان، مضت اثنتان وبقي أربع، وأبيحت الأحماء بئر أريس وما بئر

اِریس، السلام علیک عَبد اللّہِ بُن رواحۃ، ہل اِحسست لی (1) خَارِجَۃ وسعدا؟ قال شَرِیک: ہما اِبوہ واِخوہ. وقد رویت ہذہ القصۃ من وجوہ کثیرۃ، عَنِ النعمان بُن بشیر وغیرہ.

حبیب بن سالم روایت کرتا ہے النعمان بُن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ جب زید بن خارجہ کی وفات ہوئی ہم عثمان کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے- پس ان سے کہا: دو رکعت پڑھ لیں پس زید کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا کہا السلام علیکم السلام علیکم کہا: اور گھر والے بات کرنے لگ گئے اور میں نماز میں تھا میں نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ (یعنی گھر والوں کو روکنے کی کوشش کی اور نماز میں سبحان اللہ پکار آک وہ چپ رہیں اسی اثنا میں) زید بن خارجہ نے کہا (یعنی میت بولی) چپ رہو چپ رہو، محمد رسول اللہ ہیں ایسا کتاب اول میں تھا- سچ سچ سچا ہے ابو بکر الصدیق، جسم میں کمزور ہے قوی اللہ کے کام میں ایسا ہی کتاب اول میں تھا، سچا سچ سچا عمر بن الخطاب ہے جسم میں قوی ہے اور اللہ کے کام میں بھی ایسا ہی کتاب اول میں تھا- سچا سچا عثمان ہے دو سال گزرے اور چار باقی ہیں – گرم ہوا بئر اِریس (کا پانی) اور کیا ہے بئر اِریس؟، السلام ہو آپ پر عبد اللہ بن رواحۃ، کیا آپ نے میرے لئے محسوس کیا اور سعد کے لئے؟ شریک نے کہا یہ دونوں باپ بیٹا تھے اور اس قصے کو روایت کیا ہے کئی طرح النعمان بُن بشیر اور دیگر سے

-اس واقعہ کو بیان کرنے والا حبیب بن سالم ہے جو مختلف فیہ ہے- امام بخاری نے اس سے صحیح میں روایت نہیں لی ہے

ابن مندہ نے کتاب میں روایت نقل کی ہے

إخبر ناخيثمة بن سليمان، ومحمد بن يعقوب بن يوسف، قالا: حدثنا العباس بن الوليد بن مزيد، قال: إخبرني إبي، قال: حدثني ابن جابر، ح: وحدثنا عبد الرحمٰن بن يحيٰی، قال: حدثنا إبو مسعود، قال: حدثنا ہشام بن إسماعيل، قال: حدثنا الوليد بن مسلم، عن ابن جابر، قال: سمعت عمير بن ہانی يحدث عن النعمان بن بشير، قال: توفی رجل منا يقال له خارجة بن زيد، فسجينا عليه ثوبًا وقمت إصلی، فسمعت ضوضاة، فانصرفت فإذا بہ يتحرك، وظننت إن حية دخلت بينه وبين الثياب، فلما وقفت عليه قال: إجلد القوم وإوسطهم عبد الله عمر إمير المؤمنين، الذی لا تأخذه فی الله لومة لائم كان فی الكتاب الأول صدق صدق عبد الله بن إبو بكر إمير المؤمنين، الضعيف فی جسمه القوی فی إمر الله، وفی الكتاب الأول صدق صدق عبد الله عثمان إمير المؤمنين الضعيف العفيف المتعفف، الذی يعفو عن ذنوب كثيرة، خلت ليلتان وبقيت إربع، اختلف الناس ولا نظام، وإبيحت الأحماء، إيها الناس، اقبلوا علی إمامكم واسمعوا له وإطيعوا، فمن تولی فلا يعهدن دمًا، كان إمر الله قدرًا مقدورًا اثلاثًا، ہذا رسول الله صلی الله عليه وسلم، سلام عليك يا رسول الله، ہذا عبد الله بن رواحة ما فعل خارجة بن زيد، ثم رفع صوته، فقال: يقول: {كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ} [المعارج: 15] إخذت بئر إريس ظلمًا، ثم خفت الصوت فرفعت الثوب، فإذا ہو علی حاله ميت.

عمیر بن ہانی کہتا ہے اس نے نعمان بن بشیر سے سنا: ہم میں سے ایک شخص جس کو خارجہ بن زید کہا جاتا تھا کی وفات ہوئی- پس اس پر کپڑا ڈالا اور نماز پڑھی پس خارجہ بن زید میں ایک گرگڑاہٹ سنی پس ہم اس میت تک ایے کیونکہ وہ ہلی –اور گمان کیا کہ سانپ کپڑے اور خارجہ بن زید کے درمیان داخل ہو گیا ہے –پس جب ان پر رکے خارجہ نے کہا کوڑے مارنے والی قوم اور ان کا درمیان اللہ کا بندہ عمر امیر المومنین جس نے اللہ کے لئے کوئی لومۃ لائم نہیں رکھا یہ کتاب اول میں ہے اور سچا سچا اللہ کا بندہ ابو بکر امیر المومنین ہے جسم میں ضعیف ہے اللہ کے امر میں قوی ہے اور کتاب

اول میں ہے سچا سچا اللہ کا بندہ عثمان امیر المومنین ہے کمزور و ناتواو نرم ہے جو اکثر گناہوں کو معاف کرتا ہے دو راتیں باقی ہیں چار گزری ہیں – قبول کرو اپنے اماموں کو انکی سمع واطاعت کرو پس جس نے منہ موڑا اس کے خون کا عہد نہیں ہے – لوگوں کا اختلاف ہوا کوئی نظام نا رہا اور اللہ اپنے کام کو کروانے والا ہے تین دفعہ، یہ رسول اللہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ یہ عبد اللہ بن رواحة ہیں، خارجہ بن زید نے جو کیا پھر آواز اٹھ گئی پس کہا ہر گز نہیں یہ (اگ) تو چاٹ جائے گی – ظلم سے اریس کا کنواں لیا گیا پھر آواز مدھم ہوئی اور کپڑا اٹھا تو وہ تو حال میت تھے

اس روایت کے مطابق میت پر کپڑا ہی تھا کہ اندر سے یہ ہولناک آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور برزخ کی خبریں جاری تھیں – میت ابھی دفن بھی نہیں تھی

طبرانی الکبیر کی روایت کے مطابق ایسا واقعہ خارجہ بن زید کے ساتھ بھی ہوا جو زید کے بیٹے تھے یا روایت میں راویوں نے غلطی سے باپ بیٹا کا نام ڈال دیا

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِي، أَنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، حَدَّثَهُ، قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنَّا يُقَالُ لَهُ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ فَسَجَّيْنَاهُ بِثَوْبٍ، وَقُمْتُ أُصَلِّي إِذْ سَمِعْتُ ضَوْضَاءَةً وَانْصَرَفْتُ، فَإِذَا أَنَا بِهِ يَتَحَرَّكُ، فَقَالَ: ‘‘ أَجْلَدُ الْقَوْمِ أَوْسَطُهُمْ عَبْدُ

اللهِ، عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ الْقَوِيُّ فِي جِسْمِهِ الْقَوِيُّ فِي أَمْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ الْعَفِيفُ الْمُتَعَفِّفُ الَّذِي يَعْفُو عَنْ ذُنُوبٍ كَثِيرَةٍ حَلَّتْ لَيْلَتَانِ، وَبَقِيَتْ أَرْبَعٌ، وَاخْتَلَفَ النَّاسُ وَلَا نِظَامَ لَهُمْ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقْبِلُوا عَلَى إِمَامِكُمْ وَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ رَوَاحَةَ، ثُمَّ قَالَ: مَا فَعَلَ زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ – يَعْنِي أَبَاهُ –، ثُمَّ قَالَ: أَخَذْتُ سَرَارِيسَ ظُلْمًا ثُمَّ خَفُتَ الصَّوْتُ

ولید بن مسلم ، عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر سے روایت کرتے ہیں وہ عُمَیْرِ بْنِ ہَانِی سے وہ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ سے بولے: ہم میں سے ایک شخص مرا جس کو خارجہ بن زید کہا جاتا تھا اس کو ہم نے کپڑے سے ڈھانک دیا، اور نماز جنازہ پڑھی پس میں نے شور سنا اور گیا پس جب ان پر آیا تو وہ ہلے اور بولے: کوڑا مارنے والی قوم کے درمیان اللہ کا بندہ عمر امیر المومنین ہیں جسم میں قوی ہیں اور اللہ کے کام میں، عثمان امیر المومنین ہیں کمزور و ناتوآں ہیں جو اکثر گناہوں کو معاف کرتے ہیں دو راتیں گزریں چار باقی ہیں اور لوگوں کا اختلاف ہوا اور کوئی نظام باقی نہ رہا اے لوگوں اپنے اماموں کو قبول کرو اور ان کی سمع و اطاعت کرو- یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابن رَوَاحَةَ- پھر کہا زید بن خارجہ نے کیا کیا یعنی ان کے باپ نے پھر کہا اریس کا راز ظلم سے لیا گیا پھر آواز مدھم ہو گئی

اس کی سند میں ولید بن مسلم ہیں جو تدلیس التسویہ کرتے ہیں یعنی استاد کے استاد کو ہڑپ کرتے ہیں جب حدثنا بولیں تو بھی شک کیا جاتا ہے –سند میں جان بوجھ کر انھوں نے عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِر کہا ہے جبکہ امام بخاری اور ابن ابی حاتم کے مطابق یہاں عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ تمیم ہے جو منکر الحدیث ہے

اس قسم کی مبہم روایات کو محدثین نے بلا تنقید نقل بھی کیا- قصہ گھڑنے والوں نے نام میں بھی مخلط ملط کر دیا ہے اس پر ابن حجر کو اسد الغابہ میں کہنا پڑا

قلت: قال أَبُو نعيم أول الترجمة: إنه الذي تكلم بعد الموت، وقال: أراه الأول، وهذا من غريب القول، بينا نجعل الأول قتل بأحد، ونجعل هذا توفي في خلافة عثمان رضي اللَّه عنه، وأنه الذي تكلم بعد الموت، ثم يقول: أراه الأول، فكيف يكون الأول وذلك قتل بأحد، وهذا توفي في خلافة عثمان، كذا قال أَبُو نعيم في هذه الترجمة. وأما ابن منده فذكر الأول وأنه شهد بدرًا، وذكر فيه الاختلاف أَنَّهُ الذي تكلم بعد الموت، ولم يذكر أَنَّهُ قتل بأحد، فلم يتناقض قوله. وأما أَبُو عمر فذكر الأول، وجعل ابنه زيدًا هو الذي تكلم بعد الموت، فلو صح أن المتكلم خارجة بْن زيد لكان غير الأول، لا شبهة فيه، لأن الأول قتل بأحد، والمتكلم توفي في خلافة عثمان فيكون غيره. والصحيح أن المتكلم زيد بْن خارجة. والله أعلم

میں ابن حجر کہتا ہوں : ابو نعیم نے ترجمہ کے شروع میں کہا کہ بے شک یہ وہ ہیں جنہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا — اور کہا میں دیکھتا ہوں شروع میں اور یہ قول عجیب ہے اول سے مراد ہے ان کا قتل احد میں ہوا اور پھر کر دیا ان کی وفات عثمان مئی دور میں ہوئی اور انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا — پھر کہا میں دیکھتا ہوں دور اول میں پس کیسے ممکن ہے کہ یہ دور اول میں ہوئی اور احد میں قتل ہوں اور یہاں ہے دور عثمان میں ایسا ابو نعیم نے اس ترجمہ میں کہا ہے اور جہاں تک ابن مندہ کا تعلق ہے تو انہوں نے ان کا ذکر اول دور میں کیا جنہوں نے جنگ بدر دیکھی اور اختلاف کا ذکر کیا کہ انہوں نے موت کے بعد کلام کیا اور یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کا قتل احد میں ہوا پس وہاں تناقص نہیں ہے اور جہاں تک ابو عمر کا تعلق ہے تو اس نے ذکر کیا دور اول میں اور ان کے بیٹے زید کے لئے کہا کہ اس نے مرنے کے بعد کلام کیا ہے پس اگر یہ صحیح ہے کہ بولنے والا خارجہ بن زید تھا تو وہ شروع میں نہیں ہو سکتا اس میں شبہ نہیں ہے کہ وہ احد میں قتل ہوئے اور وہ جس نے کلام کیا وہ عثمان کے دور میں ہوا جو زید بن خارجہ تھے اللہ کو پتا ہے

زيد بن خارجة بن زيد بن أبي زهير بن مالك، من بني الحارث بن الخزرج. روى عن النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة عليه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وهو الذي تكلم بعد الموت، لا يختلفون في ذَلِكَ، وذلك أنه غشي عليه قبل موته، وأسري بروحه، فسجى عليه بثوبه، ثم راجعته نفسه، فتكلم بكلام حفظ عنه في أبي بكر، وعمر، وعثمان، ثم مات في حينه. روى حديثه هذا ثقات الشاميين عن النعمان بن بشير، ورواه ثقات الكوفيين، عن يزيد بن النعمان بن بشير، عَنْ أَبِيهِ. ورواه يَحْيَى بن سعيد الأنصاري، عن سعيد بن المسيب.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بن محمد، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابن مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بلال، عن يحيى، عن سعيد ابن الْمُسَيِّبِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ الأَنْصَارِيَّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ. تُوُفِّيَ زَمَنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَسُجِّيَ بِثَوْبٍ، ثُمَّ إِنَّهُمْ سَمِعُوا جَلْجَلَةً فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ تَكَلَّمَ فَقَالَ: أحمد أحمد في الكتاب [الأول] . صدق صَدَقَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، الضَّعِيفُ فِي نَفْسِهِ، الْقَوِيُّ فِي أَمْرِ اللَّهِ، كَانَ ذَلِكَ فِي [1] الكتاب الأول. صدق صَدَقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْقَوِيُّ الأَمِينُ فِي الكتاب الأول. صدق صَدَقَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى مِنْهَاجِهِمْ، مَضَتْ أَرْبَعُ سِنِينَ وَبَقِيَتِ اثْنَتَانِ [2] ، أَتَتِ الْفِتَنُ، وَأَكَلَ الشديد الضعيف، وقامت الساعة، وسيأتيكم خبر بئر أريس وما بئر أَرِيسٍ [3] . قَالَ يَحْيَى بن سعيد: قَالَ سعيد بن المسيب: ثم هلك رجل

من بني خطمة فسجى بثوب فسمعوا جلجلة في صدره، ثم تكلم فَقَالَ: إن أخا بني الحارث بن الخزرج صدق صدق.

زید بن خارجۃ بن زید بن اِبی زہیر بن مالک، بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا درود کے بارے میں اور یہ وہ ہیں جنہوں نے موت کے بعد کلام کیا اس میں اختلاف نہیں ہے اور یہ ہوا کہ ان کو غشی آئی موت سے قبل، ان کی روح اوپر گئی اور ان پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر ان کا نفس پلٹ آیا پس کلام کیا ابو بکر عمر اور عثمان کے بارے میں جو انھیں یاد رہا پھر اس وقت ان کی وفات ہوئی اس حدیث کو شام کے ثقات نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے اور کوفہ کے ثقات نے روایت کیا ہے یزید بن النعمان بن بشیر، عَنْ اَبِیہِ سے اور اسکو یحیی بن سعید الانصاری، عن سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے۔ ہم کو خبر دی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ان سے حدیث بیان کی إِسْمَاعِيلُ بن محمد نے ان سے إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ نے کہا ہم سے بیان کیا عَلِيّ بْنُ الْمَدِينِيّ نے ہم سے بیان کیا عَبْدُ اللَّهِ ابن مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ نے ان سے سُلَيْمَانُ بْنُ بلال نے ان سے یحیٰی نے ان سے سعید ابن الْمُسَيّبِ نے کہ زید بن خارجہ انصاری جو بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات ہوئی ان کو کپڑے سے ڈھک دیا گیا پھر ان کے سینے میں ایک کڑک ہوئی پھر یہ بولے احمد احمد جو پہلی کتاب میں ہے، سچا سچا ابو بکر الصدیق ہے جسم میں کمزور ہے اور اللہ کے کام میں قوی ہے اور یہ پہلی کتاب میں ہے سچا سچا عمر ہے جو قوی ہے امین ہے پہلی کتاب میں اور سچا سچا عثمان ہے اپنے کاموں میں چار سال گزر گئے اور دو باقی ہیں فتنہ آیا اور شدت سے کھا گیا اور قیامت قائم ہوئی، اور تم کو بئر اِریس (کا کنواں) کی خبر پہنچے گی اور بئر اِریس کیا ہے؟ ۔یحیٰی بن سعید نے کہا کہ سعید بن المسیب نے کا پھر بنی خطمۃ میں سے ایک شخص ہلاک ہوا اس پر بھی کپڑا ڈالا گیا اس کے سینے میں کڑک ہوئی پھر بولا میرے بھائی جو بنی حارث بن ال خزرج میں سے تھا سچ کہا سچ کہا

سند ا روایت مظبوط نہیں ہے کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھ) کے مطابق

سعید بن المسیب ......ولد لسنتین مضتا من خلافة عمر رضی اللہ عنہ

سعید بن المسیب ،.... خلافة عمر رضی اللہ عنہ کے ختم ہونے کے دو سال پہلے پیدا ہوئے

یعنی سعید بن المسیب ۲۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور زید بن خارجہ المتوفی 30 ہجری کی وفات کے وقت سعید بن المسیب نو سال کے تھے- روایت میں واضح نہیں کہ ان کا سماع زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے ہوا یا نہیں

کتاب معرفة الصحابة از أبو نعيم الأصبهاني (المتوفى: 430ھ) کے مطابق اس قصے کو

وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَمْ يُسَمِّهِ

الزُّبَيْدِيُّ نے اس کو روایت کیا ہے الزہری سے انھوں نے سعید بن المسیب سے انہوں نے انصار میں سے ایک شخص سے جس کا نام نہیں لیا

یعنی یہ منقطع روایت ہے یا مجھول شخص سے ہے

مسجد النبی میں فساد

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْد اللَّيْثِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عبد الرحمن ابن خاطب، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أنا أنظر إِلَى عثمان يخطب على عصا النبي ص الَّتِي كَانَ يخطب عَلَيْهَا وأبو بكر وعمر رضي اللَّه عنهما، فَقَالَ لَهُ جَهْجَاه: قم يَا نعثل، فانزل عن هَذَا الْمِنْبَر، وأخذ العصا فكسرها عَلَى ركبته اليمنى، فدخلت شظية منها فِيهَا، فبقي الجرح حَتَّى أصابته الأكلة، فرأيتها تدود، فنزل عُثْمَان وحملوه وأمر بالعصا فشدوها، فكانت مضببة، فما خرج بعد ذَلِكَ الْيَوْم إلا خرجة أو خرجتين حَتَّى حصر فقتل.

واقدی نے کہا اسامۃبن زید اللّیثیؒ نے بیان کیا انھوں نے یحیٰی بن عبد الرحمٰن ابن خاطب، سے روایت کیا انھوں نے اپنے باپ سے کہ عثمان منبر پر خطاب کر رہے تھے جس پر ابو بکر اور عمر نے خطاب کیا، عصا النبی کو لئے اور میں دیکھ رہا تھا کہ جہجاہ (صحابی رسول) نے کہا چل اے نعثل اس منبر سے اتر- اور عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا اور اس کا سیدھا حصہ توڑ ڈالا اس پر یہ ٹوٹا حصہ رہا یہاں تک کہ دیمک اس کو لگ گئی

بعض سنی فسانہ سازوں مثلا ابو یحیٰی نور پوری نے کہا کہ سند میں واقدی ہے یہ قول قابل رد ہے -

https://www.youtube.com/watch?v=E8PQG9ZtiR8

لیکن ان فسانہ سازوں کا رد محدثین کر چکے ہیں - الشريعة از الآجُرِّيُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ) میں ہے

وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ زَاطِيَا قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ , عَنْ نَافِعٍ ,: " أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: جَهْجَاهُ , تَنَاوَلَ عَصًا مِنْ يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , " فَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ , فَرُمِيَ ذَلِكَ الْمَكَانُ بِأَكْلَةٍ

نافع نے کہا ایک شخص جس کی جہجاہُ کہا جاتا تھا اس نے عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا اس کا دستہ توڑ دیا اور اس جگہ دیمک لگی اور عصا گل گیا

الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: آخِرُ خرجةٍ خَرَجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ حَصَبَهُ النَّاسُ، فَحِيلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلاةِ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ يومئذٍ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ کہتے ہیں کہ آخری بار جب عثمان نکلے تھے تو جمعہ کا دن تھا پس جب منبر پر آئے تو لوگوں نے گھیر لیا پس وہ ان کے اور نماز کے بیچ حائل ہوئے اور اس دن لوگوں نے أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی

تاریخ مدینہ از ابن شبہ میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ دَارِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حِبَرَةٌ، وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ مَوَالِيهِ، قَدْ صَفَّرَ لِحْيَتَهُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَجَذَبَ النَّاسُ ثِيَابَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا وَنَادَاهُ بَعْضُهُمْ يَا نَعْثَلُ وَكَانَ حَلِيمًا حَيِيًّا فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَشَتَمُوهُ فَسَكَتَ

حَتَّى سَكَتُوا، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّ السَّامِعَ الْمُطِيعَ لَا حُجَّةَ عَلَيْهِ، وَالسَّامِعَ الْعَاصِي لَا حُجَّةَ لَهُ» . فَنَادَاهُ بَعْضُهُمْ: أَنْتَ السَّامِعُ الْعَاصِي. وَقَامَ جَهْجَاهُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِيُّ — وَكَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ – فَقَالَ: هَلُمَّ إِلَى مَا نَدْعُوكَ إِلَيْهِ. قَالَ: «وَمَا هُوَ؟» قَالَ: نَحْمِلُكَ عَلَى شَارِفٍ جَرْبَاءَ وَنُلْحِقُكَ بِجَبَلِ الدُّخَانِ. لَسْتَ هُنَاكَ لَا أُمَّ لَكَ. وَتَنَاوَلَ جَهْجَاهُ عَصًا كَانَتْ فِي يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهِيَ عَصَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ، وَدَخَلَ عُثْمَانُ دَارَهُ، وَصَلَّى بِالنَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، وَوَقَعَتْ فِي رِجْلِ جَهْجَاهٍ الْأَكَلَةُ

عروہ بن زبیر نے بیان کیا اپنے باپ کی سند سے کہ عثمان اپنے دار سے جمعہ کے دن نکلے اور ان پر حبرہ کا حلہ تھا اور ان کے ساتھ ان کے مددگار لوگ تھے ان کی پیلی داڑھی تھی پس وہ مسجد میں داخل ہوئے لوگوں نے لباس سمیٹے اور بعض نے ان کو پکارا اے نعثل انہوں نے حلیم الطبع ہونے کی وجہ سے بات نہ کی یہاں تک کہ منبر پر چڑھے — لوگوں نے ان کو گالی دی عثمان چپ رہے یہاں تک کہ لوگ چپ ہوئے — عثمان نے کہا اے لوگوں سنو اور اطاعت کرو کونکہ سننے والا مطیع ہوتا ہے اس کے لئے کوئی حجت نہیں ہے اور سننے والا ہی گناہ گار ہوتا ہے اس کے لئے کوئی حجت نہیں ہے — بعض نے پکار کر کہا تو خود سننے والا ہے گناہ گار ہے — اور جَہْجَاہُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِیُّ کھڑا ہوا جو اصحاب شجرہ (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھا کہا ہم بھی تجھ کو اس طرف لے جائیں گے جس کی طرف تو ہم کو بلا رہا ہے — عثمان نے کہا کس طرف؟ جَہْجَاہُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِیُّ نے کہا: ہم تجھ کو بڈھی اونٹنی پر لاد کر لے جائیں گے اور جبل الدخان پر قید کریں گے وہاں تیری ماں بھی نہیں ہو گی — اور جَہْجَاہُ نے عثمان کے ہاتھ سے اس عصا کو چھین لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا تھا اس کا ہینڈل توڑ ڈالا اور عثمان کو دار میں داخل کر دیا اور اس روز لوگوں نے سَہْلُ بْنُ حُنَیْفٍ کے پیچھے نماز پڑھی

المحن از محمد بن أحمد بن تميم التميمي المغربي الإفريقي، أبو العرب (المتوفى 333هـ) میں ہے

قَالَ وَحدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوق قَالَ حدثني عَارِم عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَازِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلا يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ مِنْ غِفَارٍ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ وَمَعَهُ عَصَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم فَأَخذهَا الْغِفَارِيّ فَكَسرهَا عل رُكْبَتَيْهِ فَوَقَعَتِ الأَكِلَةُ فِي رُكْبَتَيْهِ

سلیمان بن یسار نے کہا ایک آدمی جو غِفَارٍ میں سے تھا جس کو جَهْجَاهُ کہا جاتا تھا وہ عثمان پر گیا اور ان کے ہاتھ میں عصا رسول تھا پس جَهْجَاهُ نے اس کو چھینا تو تو عصا دستہ پر ٹوٹا پھر اس کو دیمک لگی

حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاہرۃ از عبد الرحمٰن بن إبی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ) میں ہے

إبراهيم بن مرزوق بن دينار البصري "ن". نزيل مصر. عن روح بن عبادة، وعنه النسائي والطحاوي. قال النسائي: صالح، وقال الدارقطني: ثقة، إلا أنه كان يخطئ فيقال له فلا يرجع. مات سنة سبعين ومائتين

عَارِمٌ سے مراد امام ابو نُّعْمَانِ محمد بن الفضل عارم ہیں جو شیخ بخاری ہیں

حماد بن زید اور سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ بھی ثقہ ہیں

اِبوایوب سلیمان بن یسار مولی اِم المؤمنین میمونۃ بنت الحارث (34ھ-- 107ھ) تابعی مدنی ہیں

یہ سند صحیح ہے اس طرح یہ محدث کا قول ہے کہ جَہجَاہُ نے فساد کیا

الدار پر ہونے والے واقعات

مسند احمد کی روایت أبي أمامة بن سہل سے مروی ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَفَّانُ، الْمَعْنَى، قَالا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ يَتَوَعَّدُونَنِي بِالْقَتْلِ، قُلْنَا: يَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟! سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ أَوْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا، فَوَاللَّهِ مَا أَحْبَبْتُ [أَنَّ لِي] بِدِينِي [بَدَلاً] مُنْذُ هَدَانِي اللَّهُ، وَلَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي

ہم عثمان کے ساتھ تھے اور وہ محصور تھے گھر میں پس عثمان نے کہا انہوں نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے- ہم نے کہا اللہ اپ کے لئے کافی ہے امیر المومنین- عثمان نے کہا یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک مسلم کا خون حلال نہیں سوائے تین کے – ایک شخص کفر اختیار کرے اسلام قبول کرنے کے بعد یا زنا کرے شادی کے بعد یا نفس کا قتل کرے پس اس کو قتل کیا جائے اللہ کی قسم جب سے اللہ نے ہدایت دی ہے مجھ کو دین بدلنا پسند نہیں اور نہ میں جاہلیت میں زنا کیا، نہ اسلام میں کبھی، نہ قتل نفس کیا تو یہ مجھے کیوں قتل کریں گے

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُو أُمِّي أَبُو حَبِيبَةَ، أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا، وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا "، أَوْ قَالَ: " اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً "، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ: فَمَنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " عَلَيْكُمْ بِالْأَمِينِ وَأَصْحَابِهِ "، وَهُوَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذَلِكَ

رواه: الإمام أحمد، والحاكم في "مستدركه"، وقال "صحيح الإسناد

عثمان جب محصور تھے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کی اجازت مانگی – پس ان کو اجازت دی گئی ابو ہریرہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہا تم کو میرے بعد فتنہ و اختلاف ملے گا.... پس لوگوں میں سے کسی نے کہا: پس ہم کیا کریں رسول اللہ فرمایا تمھارے لئے امین ہے اس کے اصحاب ہیں، ان کا اشارہ عثمان کے لئے تھا

اس روایت کو بعض علماء صحیح کہتے ہیں جبکہ اس کی سند میں أَبُو حَبِيبَةَ مجھول ہیں ان کی ثقاہت ابن حبان اور عجلی نے کی ہے جو ان دونوں کا تساہل ہے – کوئی اور ان کی تعدیل نہیں کرتا

شرح أصول اعتقاد أہل السنة والجماعة از أبو القاسم ہبة اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللالکائی (المتوفى: 418ھ) کی روایت ہے

أنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُوسَى بْنِ مُجَاهِدٍ، قَالَ: نا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ، قَالَ: نا عَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: نا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أن عليا أتى عثمان وهو محصور فأرسل إليه أني قد جئت لأنصرك فأرسل إليه بالسلام وقال: لا حاجة لي فأخذ علي عمامته من رأسه فألقاها في الدار التي فيها عثمان وهو يقول ذلك ليعلم أني لم أخنه بالغيب.

میمون بن مہران کی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ محصور تھے پس انہوں نے کسی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں آیا ہوں تمہاری مدد کے لئے تو عثمان نے ان کو سلام کہا اور کہا مجھے تیری حاجت نہیں- پس علی نے اپنا عمامہ جو سر پر تھا اس کو دار عثمان پر پھینکا اور کہا یہ اس لئے کہ { «ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ» } [يوسف: 52] تو جان لے کہ میں چھپ کر خیانت نہیں کر رہا

امام احمد کہتے ہیں وجعفر بن برقان، ثقة، ضابط لحديث ميمون جعفر بن برقان، مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ سے روایت کرنے میں ثقہ ضابط ہیں

الشريعة از ابو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادی (المتوفى: 360هـ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْبَرْذَعِيُّ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِنْتِ مَطَرٍ الْوَرَّاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَنْبَأَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ أَرْسَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَلِيٍّ يَدْعُوهُ , فَأَرَادَ إِتْيَانَهُ , فَتَعَلَّقُوا بِهِ وَمَنَعُوهُ , فَأَلْقَى عِمَامَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ , وَنَادَى ثَلَاثًا: «اللَّهُمَّ إِنِّي لَا أَرْضَى قَتْلَهُ وَلَا آمُرُ بِهِ»

محمد بن حنفیہؒ نے کہا جب الدار والا دن آیا عثمان نے علی کو بلایا انہوں نے جانے کا ارادہ کیا لیکن ان کو روکا اور منع کر دیا گیا پس علی نے اپنا کالا عمامہ جو سر پر تھا اس کو الدار پر پھینکا اور تین بار کہا اے اللہ میں اس کے قتل سے راضی نہیں نہ اس کا حکم کیا

اس کی سند حسن ہے

آخری ایام میں عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات تک کو پسند نہ کیا اور علی کو یہ گمان تھا کہ عثمان شاید یہ سمجھتے ہیں کہ علی درپردہ خیانت کر رہے ہیں-ظاہر ہے جب علی کی آفر کو عثمان رضی اللہ عنہ نے رد کر دیا تو وہاں الدار پر چوکیداری ال علی میں کوئی نہیں کر رہا تھا[15]

15

ابن کثیر البداية والنهاية میں لکھتے ہیں

فروى الواقدي عن موسى بن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي عن أبيه أن عمر.... كان عثمان بن عفان يكرم الحسن والحسين ويحبهما وقد كان الحسن بن علي يوم الدار وعثمان بن عفان محصور عنده ومعه السيف متقلداً به يحاجف عن عثمان

واقدی کی موسی بن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي سے ان کی باپ سے ان کی عمر سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر حسن و حسین رضی اللہ عنہما تلوار لٹکائے تھے ان کی چوکیداری کے لئے

اس کی سند میں واقدی کذاب ہے - موسى بن محمد بن أبراهيم بن الحارث القرشي، التيمي کو امام احمد ضعیف کہتے ہیں - امام بخاری کہتے ہیں یہ منکر روایات بیان کرتا ہے - أبو أحمد الحاكم اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں - عقیلی کہتے ہیں امام بخاری اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں - يحيى بن معين اس کو ضعیف اور دارقطنی متروک کہتے ہیں

کتاب المجالسة وجواہر العلم از ابو بکر احمد بن مروان الدینوری المالکی (المتوفی : 333ھ) کی روایت ہے جس کو محقق ابو عبیدۃ مشہور بن حسن آل سلمان صحیح کہتے ہیں

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَرْبِيّ، نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ، نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ، نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ قَالَ: [ص:161] أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا الدَّارَ، فَقُلْتُ: جِئْتُ أُقَاتِلُ مَعَكَ، قَالَ: أَيَسُرُّكَ أَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَإِنَّكَ إِنْ قَتَلْتَ نَفْسًا وَاحِدَةً كَأَنَّكَ قَتَلْتَ النَّاسَ كُلَّهُمْ. فَقَالَ: انْصَرِفْ مَأْذُونًا غَيْرَ مَأْزُورٍ. قَالَ: ثُمَّ جَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فقال: جئت يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُقَاتِلُ مَعَكَ، فَأْمُرْنِي بِأَمْرِكَ. فَالْتَفَتَ عُثْمَانُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: انْصَرِفْ مَأْذُونًا لَكَ، مَأْجُورًا غَيْرَ مَأْزُورٍ، جَزَاكُمُ اللهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں اپ کے ساتھ لڑوں گا لیکن عثمان نے ان کو چلے جانے کا حکم دیا اور جزا کی دعا کی

طبقات از ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: " كَانَ مَعَ عُثْمَانَ يَوْمَئِذٍ فِي الدَّارِ سَبْعُمِائَةٍ لَوْ يَدَعُهُمْ لَضَرَبُوهُمْ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، حَتَّى يُخْرِجُوهُمْ مِنْ أَقْطَارِهَا، مِنْهُمُ: ابْنُ عُمَرَ , وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ , وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ "

ابن سرین نے کہا عثمان کے پاس الدار میں اس روز سات سو لوگ تھے جن میں ابن عمر، حسن بن علی، ابن زبیر تھے اگر وہ ان (باغیوں) کو پکارتے تو وہ مارتے ان شاء اللہ یہاں تک کہ نکل جاتے

اس کی سند منطقع ہے ابن سرین نے خبر نہیں دی کہ کس سے سنا

الشریعۃ از ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ) کی روایت ہے

وحَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ , عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «يَرُدُّ النَّاسَ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الدَّارِ بِسَيْفَيْنِ يَضْرِبُ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا»

حسن بصری نے کہا: حسن بن علی لوگوں کو عثمان پر سے ہٹاتے الدار کے دن دو تلواریں دونوں ہاتھوں میں پکڑے

سند میں مبارک بن فضالہ ضعیف ہے – ابن حجر کے مطابق اکثر حسن بصری سے تدلیس کرتا ہے

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: " دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ , فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ طَابَ أَمْ ضَرْبٌ؟ فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، " أَيَسُرُّكَ أَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَإِيَّايَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا , قَالَ: فَإِنَّكَ وَاللَّهِ إِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَاحِدًا فَكَأَنَّمَا قُتِلَ النَّاسُ جَمِيعًا , قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أُقَاتِلْ

عثمان نے ابو ہریرہ سے کہا اللہ کی قسم اگر ایک (باغی) شخص کو قتل کیا تو تمام انسانوں کو قتل کیا

الشریعۃ از ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا [ص:1968] عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ , عَنْ أَبِي صَالِحٍ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الدَّارِ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ , طَابَ أَوْ ضَرَبَ فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ , «أَيَسُرُّكَ أَنْ يُقْتَلَ النَّاسُ جَمِيعًا وَإِيَّايَ مَعَهُمْ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ: «فَإِنَّكَ وَاللَّهِ إِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَاحِدًا فَكَأَنَّمَا قَتَلْتَ النَّاسَ جَمِيعًا» قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أُقَاتِلْ قَالَ الْأَعْمَشُ: وَكَانَ أَبُو صَالِحٍ إِذَا ذَكَرَ مَا صُنِعَ بِعُثْمَانَ بَكَى. قَالَ الْأَعْمَشُ: كَأَنِّي أَسْمَعُهُ يَقُولُ: هَاهْ , هَاهْ

ابو صالح نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہا میں عثمان کے پاس یوم الدار میں داخل ہوا میں نے کہا اے امیر المومنین خوش ہوں یا (تلوار سے باغیوں پر) ضرب لگائیں ؟ عثمان نے کہا اے ابوہریرہ لوگوں کو قتل کرنے میں جلدی کروں اور میں ان میں ہی مل جاؤں؟ میں نے کہا نہیں – عثمان نے کہا اللہ کی قسم اگر ایک انسان کو بھی قتل کیا تو تمام انسانوں کا قتل کر دیا – ابوہریرہ نے کہا میں لوٹ آیا اور قتال نہیں کیا – اعمش نے کہا ابو صالح سے جب ذکر ہوتا عثمان کے ساتھ کیا ہوا وہ روتے – اعمش نے کہا میں ابو صالح کو سنتا گویا کہ ہاہْ, ہاہْ (عربوں کا انداز ہے جس کو اردو میں آہ نکلنا کہتے ہیں) کر رہے ہوں

عثمان نے باغیوں کو سبائی یا سارشی قرار نہیں دیا بلکہ مسلمان بد معاشوں سے تعبیر کیا

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ: " قَاتِلْهُمْ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ قِتَالَهُمْ , فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا أُقَاتِلُهُمْ أَبَدًا , قَالَ: فَدَخَلُوا عَلَيْهِ

وَهُوَ صَائِمٌ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ عُثْمَانُ أَمَّرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الدَّارِ , وَقَالَ عُثْمَانُ: مَنْ كَانَتْ لِي عَلَيْهِ طَاعَةٌ " فَلْيُطِعْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ

ابن زبیر نے کہا میں نے عثمان سے یوم الدار کے دن کہا ان سے قتال کریں اللہ کی قسم اللہ نے یہ اپ پر حلال کیا ہے کہ ان سے قتال کریں- عثمان نے کہا نہیں اللہ کی قسم کبھی قتال نہیں کروں گا—ابن زبیر نے کہا ... عثمان نے کہا جس پر میری اطاعت ہے اب وہ ابن زبیر کی اطاعت کرے

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اس وقت حج میں مصروف تھے لیکن بعض راویوں نے جھوٹ گھڑا کہ یہ دونوں حضرات مدنیہ میں باغیوں کو جوش دلا رہے تھے- مسند احمد میں ہے

اسلم روایت کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو محاصرے دن میں موضع جنائز میں دیکھا اور اگر پتھر پھینکا جاتا تو کسی نہ کسی کے سر پر ضرور گرتا، (زمین پر نہ آتا- اتنا مجمع تھا) میں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مکان کے جھروکے سے جو مقام جبرئیل سے متصل تھا لوگوں کو آواز دے کر پوچھا کہ اے لوگو! کیا تم میں طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ سارے لوگ خاموش رہے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اسی طرح آواز دی سارے لوگ خاموش رہے- پھر تیسری بار یہی آواز لگانے پر طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تم کو یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں (یعنی باغیوں کے ساتھ) میں گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم لوگوں میں موجود میں ہو گے، میری آواز بھی سنتے ہو گے اور پھر تین بار میرے آواز دینے پر بھی تم جواب نہ دو گے میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم کو وہ دن یاد ہے کہ ہم اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فلاں فلاں جگہ پر ہمارے اور تمہارے علاوہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی اور نہیں تھا طلحہ نے کہا ہاں یاد ہے- کہا کہ کیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اے طلحہ کوئی نبی ایسا نہیں کہ جس کے ساتھ اس کی

امّت کا کوئی نہ کوئی ساتھی جنّت میں اس کے ساتھ نہ رہے اور پھر کہا کہ یہ عثمان جنّت میں میرے ساتھ رہیں گے ــ طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم یہی کہا تھا- پھر مجمع سے نکل کر واپس چلے گئے-[16]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۷۴ جلد ا)

مسند کی روایت نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی باغیوں کا دوست اور خلیفۃ المسلمین کا دشمن ثابت کر دکھایا اور آخر میں یہ بھی کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے چھپنے کی بہت کوشش کی مگر جب راز فاش ہو گیا تب کہیں وہ باغیوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے والے قاتلوں کے مجمع سے واپس گئے-

مسند احمد کی ایک دوسری روایت ان دونوں حضرات (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ) کو ایک ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن اور باغیوں کو اشتعال دلانے والا ثابت کرتی ہے-

روایت یہ ہے-

ترجمہ :- "........ثمامہ بن حزن القشیری بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس دن میں نے دیکھا کہ مکان کے اوپر سے انہوں نے لوگوں پر جھانک کر کہا کہ بلالاؤ اپنے ان دونوں ساتھیوں کو جنہوں نے تم لوگوں کو میرے خلاف اشتعال دلایا ہے پس وہ دونوں بلالائے گئے اور ان سے خطاب کر کے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم دونوں جانتے ہو

16

شعیب الأرنؤوط اور احمد شاکر کہتے ہیں إسناده ضعيف اور اس کی وجہ سند میں القاسم بن حكم الأنصاري کا موجود ہونا ہے - الذھبی میزان میں کہتے ہیں قال أبو حاتم: مجهول. قلت: محله الصدق. میں کہتا ہوں سچے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور مسجد لوگوں پر تنگ ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ---اس زمین کے ٹکڑے کو اپنے خالص مال سے خرید کر مسجد میں شامل کرے گا اور پھر مسلمانوں کی طرح اس میں ایک مسلمان کی حیثیت سے (نمازی) بنا رہے گا، اُس کو اِس سے اچھی جگہ جنّت میں ملے گی-تو میں نے اس زمین کے ٹکڑے کو اپنے خالص مال سے خرید کر مسلمانوں کے لیے جگہ بنا دی اور اب تم مجھ کو اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روکتے ہو- پھر کہا کہ تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میٹھے پانی کا کوئی کنواں "رومتہ" کے علاوہ نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون اس کنویں کو اپنے خالص مال سے اس طرح خریدے گا کہ اس کے ڈول اور دوسرے مسلمانوں کے ڈول میں کوئی امتیاز نہ ہو گا- تو اس سے بہتر جنّت میں ملے گا- پس میں نے اس کو اپنے خالص مال سے خریدا اور تم نے اب مجھ کو اس کا پانی پینے سے بھی روک دیا ہے اور پھر کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے جیش العسرۃ (جنگ تبوک کے لشکر) کے معاملہ میں کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کہنا صحیح ہے-" [17]

قابل غور ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ، عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے چار سال پہلے ہی وفات پا چکے تھے - لہٰذا یہ روایت جھوٹ کا پلندہ ہے - طبری اور ابن کثیر نے واقدی کے قول پر یہ مانا ہے کہ طلحہ اور زبیر قتل عثمان کے وقت مدینہ میں تھے - راقم اس کو رد کرتا ہے

17

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں اسناد حسن ہیں –احمد شاکر کہتے ہیں إسناده صحيح

-

مسجد النبی پر باغیوں کا کنڑول

اس دوران نمازوں میں امام عبد الرحمان بن عدیس تھا اور عید کی نماز میں امام علی رضی اللہ عنہ تھے یہ دونوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

عجلی نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے کہ عُبيد الله بن عَدي بن الخيار النوفلي القرشي المدني ، رشتہ میں عثمان کے بھانجے ہیں

قال العجلي: مدنيٌّ، تابعيٌّ، ثقةٌ، من كبار التابعين، وهو ابن أخت عثمان بن عفان

صحیح بخاری کی روایت ہے

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، — وَهُوَ مَحْصُورٌ — فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ، وَنَزَلَ بِكَ مَا نَرَى، وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ، وَنَتَحَرَّجُ؟

عبید اللہ بن عدی، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ محصور تھے ان سے کہا کہ آپ امام ہیں لیکن ہم کو امام فتنہ نماز پڑھا رہا ہے اور ہم کراہت کر رہے ہیں

اس روایت میں امام فتنہ سے مراد علی رضی اللہ عنہ ہیں (سابقہ ایڈیشن میں عبد الرحمٰن بن عدیس البلوی کا ذکر کیا تھا حتی کہ ایک دوسری روایت ملی) - سنن الکبری بیہقی ۵۸۵۶ میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خُلَيٍّ، ثنا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ , وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّي لِلنَّاسِ , فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ , إِنِّي أَتَحَرَّجُ فِي الصَّلَاةِ مَعَ هَؤُلَاءِ , وَأَنْتَ مَحْصُورٌ , وَأَنْتَ الْإِمَامُ , فَكَيْفَ تَرَى فِي الصَّلَاةِ مَعَهُمْ ؟ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " إِنَّ الصَّلَاةَ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنُوا فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ , وَإِذَا أَسَاؤُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ

عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ نے خبر دی کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور وہ محصور تھے، اور علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پس انہوں نے عثمان سے کہا اے امیر المومنین میں ان نے ساتھ نماز پڑھنے میں حرج کرتا ہوں، آپ محصور ہیں، آپ ہی امام ہیں تو ان (یعنی علی) کے پیچھے نماز کیسے پڑھ لوں؟ پس عثمان نے فرمایا نماز وہ سب سے اچھی چیز ہے جو لوگ کرتے ہیں، پس جب وہ اچھا کریں تم بھی کرو اور جب برا کریں تو ان سے دور رہو

عثمان محصور تھے - علی کو امام فتنہ کہا گیا ہے - اغلبًا ال عثمان کے نزدیک علی ، باغیوں یعنی محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ، عبد الرحمان بن عدیس وغیرہ کے ساتھ ملے ہوئے تھے - جمعہ کی نماز عبد الرحمان نے پڑھائی - ایام فتنہ میں نماز کے امام علی یا عبد الرحمٰن بن عدیس البلوی تھے

ابن شبہ اپنی کتاب، تاریخ المدینہ، ج ۴، ص ۱۱۵۶، میں روایت ہے

فَطَلَعَ ابْنُ عُدَيْسٍ مِنْبَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَخَطَبَ النَّاسَ وَصَلَّى لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ الْجُمُعَةَ، وَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: أَلَا إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَذَا وَكَذَا» ، وَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَكْرَهُ ذِكْرَهَا

ابن عدیس منبر رسول پر چڑھا اور خطاب کیا، اور لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی، اور خطبے میں کہا کہ آگاہ ہو جاو، مجھے ابن مسعود نے کہا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عثمان بن عفان ایسے ایسے ہیں۔ راوی کہتا ہے ابن عدیس نے ایسا کلام کیا کہ جو بیان کرنے سے مجھے کراہت ہو رہی ہے

یہ بات جب عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو عثمان نے جواب دیا

كذب والله ابن عديس ما سمعها من ابن مسعود، ولا سمعها ابن مسعود من رسول الله قط

اللہ کی قسم! ابن عدیس نے جھوٹ بولا، نہ اس نے ابن مسعود سے کچھ سنا، نہ ابن مسعود نے (اس بارے میں) رسول اللہ سے

ایک روایت موضوعات ابن الجوزی میں ہے جس کے مطابق منبر پر ابن عدیس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

ألا إن عُثْمَانَ أضلّ من عَيْبَة على قفلها

خبردار بے شک عثمان گمراہ ہے اس کے بارے میں جس کے یہ عیب قفل پر کرتا ہے

یعنی تالا لگا کر عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے تھے

الذھبی تلخیص الموضوعات میں اس پر لکھتے ہیں

قد افتراه ابْن عديس   اس کو ابن عدیس نے افتری کیا ہے

سانحہ مدینہ

عثمان کی حفاظت ان کے چند پہرے دار کر رہے تھے لہٰذا صدر دروازے سے کوئی داخل نہیں ہوا بلوائی ایک پڑوسی کے گھر سے اندر کودے اور عثمان رضی اللہ عنہ تک جا پہنچے ان میں علی رضی اللہ عنہ کے لے پالک اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صلبی بیٹے محمد بن ابی بکر سر فہرست تھے- الذھبی لکھتے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے گھر کے راستے سے عثمان پر بلوائی داخل ہوئے

فجاء محمد بن أبي بكر في ثلاثة عشر رجلا، فدخل حتى انتهى إلى عثمان، فأخذ بلحيته، فقال بها حتى سمعت وقع أضراسه، فقال: ما أغنى عنك معاوية، ما أغنى عنك ابن عامر، ما أغنت عنك كتبك. فقال: أرسل لحيتي يا ابن أخي

پس محمد بن ابی بکر تیس آدمیوں کے ساتھ آیا اور گھر میں داخل ہوا حتی کہ عثمان تک جا پہنچا اور ان کو داڑھی سے پکڑا اور کہا تجھ کو معاویہ نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، تجھ کو بنی عامر نے فائدہ نہیں پہنچایا، تجھ کو تیری تحریر نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، عثمان نے کہا اے بھائی کے بیٹے میری داڑھی چھوڑ دے

اسی بلوہ میں عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ أَبِي سَهْلَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ادْعُوا لِي بَعضَ أَصْحَابِي"، قُلْتُ: أَبُو بَكْرٍ؟ قَالَ: "لَا". قُلْتُ: عُمَرُ؟ قَالَ: "لَا". قُلْتُ: ابْنُ عَمِّكَ عَلِيٌّ؟ قَالَ: "لَا". قَالَتْ: قُلْتُ: عُثْمَانُ؟ قَالَ: "نَعَمْ"، فَلَمَّا جَاءَ، قَالَ: "تَنَحَّيْ". فَجَعَلَ يُسَارُّهُ، وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ وَحُصِرَ فِيهَا، قُلْنَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَلَا تُقَاتِلُ؟ قَالَ: "لَا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَإِنِّي صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ

وأخرجه الترمذي (3711) عن سفيان بن وكيع، عن أبيه، ويحمل بن سعيد القطان، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن قيس بن أبي حازم، عن أبي سهلة، قال: قال عثمان يوم الدار: إن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قد عهد إليَّ عهدا فأنا صابر عليه. قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح، لا نعرفه إلا من حديث إسماعيل بن أبي خالد.

ابوسہلہ رحمہ اللہ (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس میرے کسی صحابی کو بلاؤ۔ میں نے عرض کیا: ابو بکر کو بلائیں؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: عمر کو؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: آپ کے چچازاد علی کو؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: عثمان کو؟ فرمایا: ہاں۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک طرف ہونے کا کہا اور رازدارانہ انداز میں کچھ فرمانے لگے، اس بات کو سنتے ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہو رہا تھا۔ ابوسہلہ کہتے ہیں: جب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن آیا اور آپ کا محاصرہ کر لیا گیا تو ہم نے عرض کیا: امیر المومنین! کیا آپ باغیوں سے قتال نہیں کریں گے؟ فرمانے لگے: نہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (شہادت کا) وعدہ دیا تھا، میں اسی پر اپنے آپ کو پابند رکھوں گا۔

سند میں قیس بن ابی حازم ہے جو مختلط تھا اور جنگ جمل کے حوالے سے اس کی روایات قابل اعتماد نہیں ہیں یہی راوی حواب کے کتوں والی روایت بھی بیان کرتا ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ (1) صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَقْبَلَتْ إِحْدَانَا عَلَى الْأُخْرَى، فَكَانَ مِنْ آخِرِ كَلَامٍ كَلَّمَهُ، أَنْ ضَرَبَ مَنْكِبَهُ (2) ، وَقَالَ: " يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي، يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللهَ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي " ثَلَاثًا، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَيْنَ كَانَ هَذَا عَنْكِ؟ قَالَتْ: نَسِيتُهُ، وَاللهِ فَمَا ذَكَرْتُهُ. قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَمْ يَرْضَ بِالَّذِي أَخْبَرْتُهُ حَتَّى كَتَبَ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ اكْتُبِي إِلَيَّ بِهِ، فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ بِهِ كِتَابًا

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ (جب وہ حاضر ہوئے تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہم (ازواج) نے بھی یہ دیکھ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں پر ہاتھ مار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان! اللہ تعالیٰ آپ کو خلافت کی قمیص پہنائیں گے، اگر منافق آپ سے وہ قمیصِ خلافت چھیننا چاہیں تو آپ نے اسے اتارنا نہیں، یہاں تک مجھے آملو (شہید ہو جاؤ)۔ پھر فرمایا: عثمان! اللہ تعالیٰ آپ کو خلعتِ خلافت پہنائیں گے، اگر منافق اسے

اتارنے کی کوشش کریں تو آپ نے شہید ہونے تک اسے نہیں اتارنا۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں

.إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير الوليد بن سليمان فقد روى له النسائي وابن ماجه وهو ثقة

ابن عباس اغلبا رستے سے واپس مدینہ آ گئے۔ کتاب تاریخ الإسلام از الذھبی کے مطابق

يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: اسْتَعْمَلَ عُثْمَانُ عَلَى الْحَجِّ وَهُوَ مَحْصُورٌ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَلَمَّا صَدَرَ عَنِ الْمَوْسِمِ إِلَى الْمَدِينَةِ، بَلَغَهُ وَهُوَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَتْلُ عُثْمَانَ

یونس بن یزید نے کہا عثمان نے ابن عباس کو حج پر امیر مقرر کیا اور وہ محصور تھے ... وہ رستے ہی میں تھے کہ قتل عثمان کی خبر ملی

شہادت کے بعد

فضائل الصحابۃ از امام احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ قثنا عَبْدُ الْمَلِكِ، يَعْنِي: ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ، قَالَ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ السَّاعَةَ، قَالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَأَخَذْتُ بِوَسَطِهِ تَخَوُّفًا عَلَيْهِ، فَقَالَ: خَلِّ لَا أُمَّ لَكَ، قَالَ: فَأَتَى عَلِيٌّ الدَّارَ، وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ، فَأَتَى دَارَهُ فَدَخَلَهَا، وَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَأَتَاهُ النَّاسُ فَضَرَبُوا عَلَيْهِ الْبَابَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ خَلِيفَةٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ: ''لَا تُرِيدُونِي، فَإِنِّي لَكُمْ وَزِيرٌ خَيْرٌ مِنِّي لَكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، قَالَ: فَإِنْ أَبَيْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَا تَكُونُ سِرًّا، وَلَكِنْ أَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُبَايِعَنِي بَايَعَنِي، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ.

مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ کہتے ہیں کہ میں علی کے ساتھ تھا اور عثمان محصور تھے پس ایک شخص آیا اور کہا امیر المومنین کا قتل ہو گیا پھر دوسرا آیا اس نے کہا امیر المومنین کا ابھی قتل ہوا- پس علی اٹھے اور محمد کہتے ہیں میں نے ان کو تھام لیا... پس وہ عثمان کے گھر تک گئے وہاں ایک شخص مقتول تھا پس وہ داخل ہوئے اور دروازہ (اندر سے) بند کر دیا پس لوگ آئے اور دروازہ کو پیٹنا شروع کیا اور اندر داخل ہو گئے اور کہا یہ شخص تو قتل ہی ہو گیا اور اب (اے علی) اپ کو ہی خلیفہ ہونا چاہیے اور ہم نہیں جانتے کہ اپ سے زیادہ کوئی حقدار ہو پس علی نے کہا تم کو میری ضرورت نہیں ہے امیر

سے بہتر میں وزیر ہوں انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم اپ سے زیادہ حق دار کسی اور کو نہیں جانتے پس علی نے کہا اگر تم زور دیتے ہو تو میری بیعت چھپ کر نہیں مسجد میں ہو گی پس جو چاہے بیعت کرے پس مسجد میں آئے اور بیعت ہوئی

یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی-اس کے مطابق علی کو جب قتل کی خبر ملی وہ عثمان کے گھر چلے گئے دروازہ اندر سے بند کر لیا–کیا قتل گاہ جا کر کوئی ایسا کرے گا؟ سند میں سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ کٹر شیعہ ہے

إنساب الأشراف کے مطابق

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ

عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، قَالَ: قُتِلَ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ بِأَرْضٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا: الْبُغَيْبِغَةُ فَوْقَ الْمَدِينَةِ بِأَرْبَعَةِ فَرَاسِخَ، فَأَقْبَلَ عَلِيٌّ .فَقَالَ لَهُ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: لَتُنَصِّبَنَّ لَنَا نَفْسَكَ أَوْ لَنَبْدَأَنَّ بِكَ، فَنَصَّبَ لَهُمْ نَفْسَهُ فَبَايَعُوهُ

جس روز عثمان کا قتل ہوا اس روز علی مدینہ سے چار فرسخ دور الْبُغَيْبِغَةُ میں تھے

طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی اس وقت مدینہ میں نہیں تھے یہ دونوں مکہ میں تھے–اور ان کو شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر رستے میں ملی اور مدینہ پہنچنے کی بجائے ان لوگوں نے اور قریشیوں کے ساتھ بصرہ کا رخ کیا

مسند احمد کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ:

سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الشَّرِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَقَالَ: '' إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ [ص:91]

أَكُونَ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [الحجر: 47]

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الشَّرِيدِ کہتے ہیں میں نے علی کو کہتے سنا وہ خطبہ دے رہے تھے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان وہ ہیں جن پر اللہ کا قول ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ

کتاب الفتن از ابو عبد اللہ نعیم بن حماد بن معاویۃ بن الحارث الخزاعی المروزی (المتوفی: 228ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَعُثْمَانُ مِمَّنْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [الحجر: 47]

علی کہتے کہ میں امید کرتا ہوں میں اور عثمان ہی وہ ہیں جن کے لئے قرآن میں ہے کہ ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے

یعنی عثمان اور علی رضی اللہ عنہما میں اختلافات شدید تھے

بعض لوگوں مثلا انڈین ڈاکٹر حمید اللہ اور پاکستان کے متعدد فسانہ ساز علماء نے دعوی کیا کہ علی نے سبائی تسلط کے تحت تقیہ اختیار کیا علی سب دیکھ کر چپ رہے، حالات کنڑول کرنے مصلحتا خاموش رہے - راقم کہتا ہے یہ لوگ جاہل ہیں - اسلام میں تقیہ صرف سفر و جنگی حکمت میں جائز کیا گیا تھا کہ اگر کفار میں گھر جاؤ تو کہہ دو کہ ہم کافر ہیں سفر کر رہے ہیں - مسلمان خلیفہ کا تقیہ کرنا غیر شرعی فعل ہے - غیر مقلد نورپوری ابو یحییٰ نے اپنی ایک ویڈیو میں مصنف ابن ابی شیبہ میں ح 37757 کی روایت کو دلیل بنایا ہے کہ

حَدَّثَنَا - عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيُّ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي ..... قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ وَكَانَ فِي نَاحِيَةِ الْقَوْمِ , قَالَ: فَقَالَ: أَمَا انْطَلَقْتَ إِلَى قَوْمِكَ بِالْبَصْرَةِ فَأَبْلِغْهُمْ كُتُبِي وَقَوْلِي , قَالَ: فَتَحَوَّلَ إِلَيْهِ مُحَمَّدٌ فَقَالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا أَتَيْتُهُمْ يَقُولُونَ: مَا قَوْلُ صَاحِبِكَ فِي عُثْمَانَ ؟ قَالَ: فَسَبَّهُ الَّذِينَ حَوْلَهُ , قَالَ: فَرَأَيْتُ جَبِينَ عَلِيٍّ يَرْشَحُ كَرَاهِيَةً لِمَا يَجِيئُونَ بِهِ , قَالَ: فَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَيُّهَا النَّاسُ , كُفُّوا فَوَاللَّهِ مَا إِيَّاكُمْ أَسْأَلُ , وَلَا عَنْكُمْ أَسْأَلُ , قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: أَخْبِرْهُمْ أَنَّ قَوْلِي فِي عُثْمَانَ أَحْسَنُ الْقَوْلِ , إِنَّ عُثْمَانَ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ نے اپنے باپ (کلیب بن شہاب ابن المجنون) سے روایت کیا کہ علی اپنے ساتھی مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ ان کی قوم کے قریب تھے پس حکم دیا کہ اپنی قوم میں جاؤ بصرہ میں ان کو میرا خط پہنچاؤ اور میرا قول بھی۔ پس محمد بن حاطب نے جواب دیا کہ میں قوم کے پاس جاؤں گا تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارا صاحب یعنی علی کیا کہتا ہے عثمان کے بارے میں؟ پس مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ کو جو اس کے پاس تھے انہوں نے برا بھلا کہا۔ کلیب نے کہا میں نے علی کی پیشانی کو دیکھا اس پر پسینہ و کراہت تھی اور محمد بن حاطب نے کہا رک جاو، اللہ کی قسم تم نے مجھ سے نہیں پوچھا، نہ میں نے تم سے پوچھا ہے پس علی نے کہا اپنی قوم کو خبر دو عثمان کے بارے میں اچھے قول کی اور عثمان ان میں سے ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے پھر ڈرے اور ایمان لائے اور پھر ڈرے اور احسان کیا اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

یہ متن صرف عاصم بن کلیب کی سند سے آیا ہے اور امام علی المدینی کا کہنا ہے کہ

قال ابن المدینی لا یحتج بما انفرد بہ

جب عاصم بن کلیب منفرد متن بیان کرے تو دلیل مت لینا

سند منقطع بھی ہے کیونکہ کلیب بن شہاب ابن المجنون کا لشکر علی میں شامل ہونا معلوم نہیں ہے

قال البزار في مسنده: لم يحدث عن إحد من الصحابة رضي الله عنهم وفي حديثه اضطراب

امام البزار اپنی مسند میں کہتے ہیں کہ کلیب نے کسی صحابی سے روایت نہیں کیا اور اس کی حدیث مضطرب ہے

إبو نعیم، وابن مندةَ نے کلیب کو صحابی قرار دیا ہے لیکن اس کا رد کیا ہے امام البزار نے اور ابن عبد البر نے

عجلی کہتے ہیں: کلیب بن شہاب والد عاصم، تابعی، ثقة یہ تابعی ہے

معلوم ہوا کہ کلیب صحابی نہیں اور اس نے کسی اور صحابی سے بھی روایت نہیں کیا-اس کا لشکر علی میں شامل ہونا بھی مشکوک ہے کیونکہ یہ کوفی ہے اور واقعہ اثنائے سفر کا جب بصرہ انے والا تھا

روایت میں محمد بن حاطب مجہول ہے، جس کی قوم بصرہ کے پاس تھی - اصحاب علی میں صرف ایک **محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر الجمحيّ القرشي** کا معلوم ہے جو قریشی النسل تھے، بصری نہ تھے—امام الذہبی کہتے ہیں محمد بن حاطب کے دادا قریشی ہیں اور ان کی والدہ مہاجرات (حبشہ) میں سے ہیں- محدثین کہتے ہیں یہ حبشہ میں پیدا ہوئے

.وَجَدُّهُم حَبِيْبٌ مِنْ كِبَارِ قُرَيْشٍ، وَهُوَ ابْنُ وَهْبِ بنِ حُذَافَةَ بنِ جُمَحِ بنِ عَمْرِو بنِ هُصَيْصِ بنِ كَعْبِ بنِ لُؤَيِّ بنِ غَالِبٍ

.وَأُمُّهُ: مِنَ المُهَاجِرَاتِ، وَهِيَ أُمُّ جَمِيْلٍ بِنْتُ المُجَلِّلِ

لہذا یہ تمام واقعہ کسی بصری مجہول کا قول ہے اور متن مشکوک ہے

تدفین پر روایات

مسند احمد کی اس روایت کو صحیح کہا گیا ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَالَ أَبِي: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ: أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ایام تشریق کے وسط میں ہوا[18]

---

[18]

عید کی نماز علی نے پڑھائی- عید کی نماز

الأم از امام الشافعي المكي (المتوفى: 204هـ) کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ: شَهِدْنَا الْعِيدَ مَعَ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ.

· ابْنِ أَزْهَرَ سے مراد عبد الرحمن بن أزهر الزهري، صحابي صغير، مات قبل الحرة. (التقريب ص 336)

ابی عبید سعد بن عبيد الزهري، ثقة من الثانية، وقيل: له إدراك. (التقريب ص 231)

موطا کی روایت ہے

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: صَلَّى الزُّبَيْرُ عَلَى عُثْمَانَ، وَدَفَنَهُ، وَكَانَ أَوْصَى إِلَيْهِ

قتادہ سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی تدفین کی۔

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں روایت منقطع ہے قتادة لم يدرك عثمان قتادہ نے عثمان کو نہیں پایا

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ....فَقَالَ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ

أبي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ کہتے ہیں ہم نے عید علی کے ساتھ دیکھی اور عثمان محصور تھے پس علی نے نماز پڑھائی پھر پلٹے اور خطبہ دیا

الذھبی سير أعلام النبلاء لکھتے ہیں

وقال أبو عبيدة: كان على خيل علي يوم الجمل عمار، وعلى الرجالة محمد بن أبي بكر الصديق، وعلى الميمنة علباء بن الهيثم السدوسي، ويقال: عبد الله بن جعفر، ويقال: الحسن بن علي، وعلى الميسرة الحسين بن علي، وعلى المقدمة عبد الله بن عباس، ودفع اللواء إلى ابنه محمد ابن الحنفية

جنگ جمل میں علی رضی اللہ تعالی عنہ کی سواری کی رکاب پر محمد بن أبي بكر الصديق تھا

محمد بن ابی بکر ، علی کے ساتھ جمل و صفین میں لڑا اور اس کو مصر کا گورنر بھی علی نے مقرر کیا پھر معذول کر کے مالک الاشتر کو مقرر کیا – ان دونوں پر قتل عثمان کا الزام تھا . محمد بن ابی بکر چراغ تلے اندھیرا تھا اس کو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے مصر کا امیر مقرر کیا تھا

ابن جوزی نے اپنی کتاب تلقیح فہوم اہل الاثر میں لکھا کیا

وَكَانَ يَوْمئِذٍ صَائِما وَدفن لَيْلَة السبت بِالبَقِيعِ فِي حش كَوْكَب والحش الْبُسْتَان وكوكب رجل من الْأَنْصَار وأخفي قَبره وَفِي سنه ثَلَاثَة أَقْوَال أحدهَا تسعون وَالثَّانِي ثَمَان وَثَمَانُونَ وَالثَّالِث اثْنَان وَثَمَانُونَ وَقيل لم يبلغ الثَّمَانِينَ وَقَالَ عُرْوَة مكث عُثْمَان فِي حش كَوْكَب مطروحا ثَلَاثًا لَا يُصَلِّي عَلَيْهِ حَتَّى هتف بهم هَاتِف ادفنوه وَلَا تصلوا عَلَيْهِ فَإِن الله قد صلى عَلَيْهِ وَاخْتلفُوا فِيمَن صلى عَلَيْهِ فَقيل الزبير وَقيل حَكِيم بن حزَام وَقيل جُبَير بن مطعم

اور قتل کے دن عثمان رضی اللہ عنہ روزے سے تھے اور ہفتہ کی رات میں بقیع میں حش کوکب میں دفن ہوئے انصار کی جانب سے اور ان کی قبر کو تین سال مخفی رکھا گیا اور ایک قول ہے ۹۱ ہجری تک اور دوسرا ہے سن ۸۸ ہجری تک اور تیسرا ہے سن ۸۰ ہجری تک اور عروہ نے کہا تین دن تک عثمان کی لاشحش کوکب میں کھلی پڑی رہی یہاں تک کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اس کو دفن کرو اور اس پر نماز مت پڑھو کیونکہ اس پر سلامتی من جانب اللہ تعالی ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کس نے نماز جنازہ پڑھائی زبیر نے یا حکیم بن حزام نے یا جبیر نے

طبرانی اور دیگر اہلسنت بھی کچھ ایسا ہی روایت کرتے ہیں[19]

---

[19]

الطبراني، ابوالقاسم سليمان بن أحمد بن أيوب (متوفاى360هـ)، المعجم الكبير، ج 1، ص78، ح109، تحقيق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي، ناشر: مكتبة الزهراء - الموصل، الطبعة: الثانية، 1404هـ - 1983م.

التميمي، أبو العرب محمد بن أحمد بن تميم بن تمام (متوفاى333هـ)، المحن، ج 1، ص87، تحقيق : د عمر سليمان العقيلي، ناشر : دار العلوم - الرياض - السعودية، الطبعة : الأولى، 1404هـ - 1984م؛

الأصبهاني، ابو نعيم أحمد بن عبد الله (متوفاى430هـ)، معرفة الصحابة، ج 1، ص68، طبق برنامه الجامع الكبير.

حدثنا عَمْرُو بن أبي الطَّاهِرِ بن السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ ثنا عبد الرحمن بن عبد اللَّهِ بن عبد الْحَكَمِ ثنا عبد الْمَلِكِ الْمَاجِشُونُ قال سمعت مَالِكًا يقول قُتِلَ عُثْمَانُ رضي اللَّهُ عنه فَأَقَامَ مَطْرُوحًا على كُنَاسَةِ بني فُلانٍ ثَلاثًا فَأَتَاهُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلا فِيهِمْ جَدِّي مَالِكُ بن أبي عَامِرٍ وَحُوَيْطِبُ بن عبد الْعُزَّى وَحَكِيمُ بن حِزَامٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بن الزُّبَيْرِ وَعَائِشَةُ بنتُ عُثْمَانَ مَعَهُمْ مِصْبَاحٌ في حِقٍّ فَحَمَلُوهُ على بَابٍ وَإِنَّ رَأْسَهُ يقول على الْبَابِ طَقْ طَقْ حتى أَتَوْا بِهِ الْبَقِيعَ فَاخْتَلَفُوا في الصَّلاةِ عليه فَصَلَّى عليه حَكِيمُ بن حِزَامٍ أو حُوَيْطِبُ بن عبد الْعُزَّى شَكَّ عبد الرحمن ثُمَّ أَرَادُوا دَفْنَهُ فَقَامَ رَجُلٌ من بني مَازِنٍ فقال وَاللَّهِ لَئِنْ دَفَنْتُمُوهُ مع الْمُسْلِمِينَ لأُخْبِرَنَّ الناس فَحَمَلُوهُ حتى أَتَوْا بِهِ إلى حَشِّ كَوْكَبٍ فلما دَلُّوهُ في قَبْرِهِ صَاحَتْ عَائِشَةُ بنتُ عُثْمَانَ فقال لها بن الزُّبَيْرِ أسكتي فَوَاللَّهِ لَئِنْ عُدْتِ لأَضْرِبَنَّ الذي فيه عَيْنَاكِ فلما دَفَنُوهُ وَسَوَّوْا عليه التُّرَابَ قال لها بن الزُّبَيْرِ صِيحِي ما بَدَا لَكِ أَنْ تَصِيحِي قال مَالِكٌ وكان عُثْمَانُ بن عَفَّانَ رضي اللَّهُ عنه قبل ذلك يَمُرُّ بِحُشِّ كَوْكَبٍ فيقول لَيُدْفَنَنَّ ها هنا رَجُلٌ صَالِحٌ.

ابن عبد البر النمري القرطبي المالكي، ابوعمر يوسف بن عبد الله بن عبد البر (متوفاى 463هـ)، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج 3، ص1047، تحقيق: علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412هـ؛

المزي، ابوالحجاج يوسف بن الزكي عبدالرحمن (متوفاى742هـ)، تهذيب الكمال، ج 19، ص225، تحقيق: د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400هـ - 1980م؛

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابوالفضل (متوفاى852هـ)، تلخيص الحبير في أحاديث الرافعي الكبير، ج 2، ص145، تحقيق السيد عبدالله هاشم اليماني المدني، ناشر: - المدينة المنورة - 1384هـ - 1964م.

عبد المُلِكِ المَاجِشُونُ نے کہا کہ امام مالک نے کہا قتل عثمان کے بعد ان کو کھلا چھوڑ دیا بنی فلاں کے کناسہ میں تین دن پھر بارہ مرد گئے جن میں مالک بن ابی آمر اور حُوَيْطِبُ بن عبد العُزّٰی وَحَكِيمُ بن حِزَامٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بن الزُّبَيْرِ وَعَائِشَةُ بنت عُثْمَانَ تھے

ہیثمی نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَقَالَ: الْحُشُّ: الْبُسْتَانُ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

راقم کہتا ہے یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ زبیر رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ میں نہیں مکہ میں تھے اور ممکن ہے کہ بلوائیوں کی جانب سے ایسا کیا گیا ہو لیکن یہ صحیح سند سے نہیں آیا جس کو متصل سمجھا جائے

امام طبری اپنی کتاب تاریخ طبری میں بھی لکھتے ہیں کہ

ذكر الخبر عن الموضع الَّذِي دفن فِيهِ عُثْمَان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ومن صلى عَلَيْهِ وولي أمره بعد مَا قتل إِلَى أن فرغ من أمره ودفنه

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عبد الله المحمدي، قال: حدثنا عمرو بن حماد وعلى ابن حُسَيْن، قَالا: حَدَّثَنَا حُسَيْن بن عِيسَى، عَنْ أبيه، عن أبي ميمونة، عن أبي بشير العابدي، قَالَ: نبذ عُثْمَان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثلاثة أيام لا يدفن، ثُمَّ إن حكيم بن حزام القرشي ثُمَّ أحد بني أسد بن عبد العزى، وجبير بن مطعم بن عدي بن نوفل بن عبد مناف، كلما عَلِيًّا فِي دفنه، وطلبا إِلَيْهِ أن يأذن لأهله فِي ذَلِكَ، ففعل، وأذن لَهُمْ علي، فلما سمع بِذَلِكَ قعدوا لَهُ فِي الطريق بالحجارة، وخرج بِهِ ناس يسير من أهله، وهم يريدون بِهِ حائطا بِالْمَدِينَةِ، يقال لَهُ: حش كوكب، كَانَتِ اليهود تدفن فِيهِ موتاهم، فلما خرج بِهِ عَلَى الناس رجموا سريره، وهموا بطرحه، فبلغ ذَلِكَ عَلِيًّا،

فأرسل إِلَيْهِم يعزم عَلَيْهِم ليكفن عنه، ففعلوا، فانطلق حَتَّى دفن رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حش كوكب، فلما ظهر مُعَاوِيَة بن أَبِي سُفْيَانَ عَلَى الناس أمر بهدم ذَلِكَ الحائط حَتَّى أفضى بِهِ إِلَى البقيع، فأمر الناس أن يدفنوا موتاهم حول قبره حَتَّى اتصل ذَلِكَ بمقابر الْمُسْلِمِينَ.

إبي بشیر العابدی نے کہا عثمان تین دن تک دفن نہ ہوئے پھر حکیم بن حزام نے اور نبی اسد میں سے کوئی اور جبیر بن معطم نے علی سے تدفین پر کلام کیا اور ان سے اجازت لی کہ صرف ان کے گھر والے ہی ان کو دفن کریں پس ایسا کیا گیا اور علی نے جازت دی پس اس پر راستہ میں پتھر ڈالے گئے اور بہت تھوڑے گھر والوں میں سے نکلے اور انہوں نے مدینہ کا ایک باغ لیا جس کو حش کوکب کہا جاتا تھا اس میں یہودی اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے پس جب یہ لوگ نکلے تو لوگوں نے عثمان کے جنازہ پر پتھر برسائے اور اس کی خبر علی کو دی گئی پس انہوں نے لوگ بھیجے جنہوں نے عثمان کو کفن دیا اور پھر یہ لوگ حش کوکب تک پہنچے تو وہاں دفن ہوئے پس جب معاویہ خلیفہ ہوئے انہوں نے اس قبر کو منہدم کیا عثمان کو بقیع منتقل کیا جو مسلمانوں کا مقابر تھا

سند میں إبو میمونة اور إبي بشیر العابدی دونوں مجهول ہیں

شیعہ محدثین کا عثمان پر الزام

بغداد کے شیعہ محدث علی بن جعد کے قول کا ذکر کہ عثمان غبن کرتے تھے اور معاویہ کافر تھے

قال أحمد بن إبراهيم الدورقي : قلت لعلي بن الجعد : بلغني أنك قلت : ابن عمر ذاك الصبي ، قال : لم أقل ،

. ولكن معاوية ما أكره أن يعذبه الله

.تاریخ بغداد" 364/11،و"الضعفاء" للعقیلی لوحۃ295،و"تہذیب الکمال" لوحۃ960

اِحمد بن إبراہیم الدورقی نے علی بن جعد سے کہا مجھ تک پہنچا کہ تم کہتے ہو ابن عمر وہ چھوکرا تو علی نے کہا میں نے ایسا نہیں کہا لیکن کہا معاویہ پر مجھے کوئی کراہت نہ ہو گی اگر اللہ اس کو عذاب دے

وقال هارون بن سفيان المستملي : كنت عند علي بن الجعد ، فذكر عثمان ، فقال : أخذ من بيت المال]

مائة ألف درهم بغير حق ، فقلت : لا والله ، ما أخذها إلا بحق

.تاریخ بغداد" 364/11،و"تہذیب الکمال" لوحۃ960 " .

ہارون بن سفیان المستملی نے کہا میں علی بن جعد کے ساتھ تھا پس عثمان کا ذکر ہوا کہا اس نے بیت المال سے ایک ہزار درہم لئے بغیر حق کے میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم انہوں نے جو لیا حق سے لیا

سند ہے

أَخْبَرَنَا العتيقي، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوسُف بْن أَحْمَد، قَالَ: حَدَّثنَا العقيلي، قَالَ: حَدَّثنَا أَحْمَد بْن الحسين، قَالَ: حَدَّثنَا أَحْمَد بْن إِبْرَاهِيم الدورقي

امام علی بن جعد رافضی تھے اور امام بخاری کے استاد ہیں ان کی بڑھی ہوتی شیعیت تھی یہ بات علم جرح و تعدیل میں معروف ہے

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ العُقَيْلِيُّ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بنِ أَحْمَدَ: لِمَ لَمْ تَكْتُبْ عَنْ عَلِيِّ بنِ الجَعْدِ؟

قَالَ: نَهَانِي أَبِي أَنْ أَذهَبَ إِلَيْهِ، وَكَانَ يَبلُغُه عَنْهُ أَنَّهُ يَتَنَاوَلُ الصَّحَابَةَ

عقیلی نے کہا میں نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے پوچھا تم علی بن جعد سے روایت کیوں نہیں لکھتے ؟

عبد اللہ نے کہا میرے باپ احمد نے منع کیا تھا کہ اس کے پاس جاؤں اور ان کو پہنچا کہ یہ اصحاب رسول کو برا کہتا ہے

وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ: كَانَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ لاَ يَرَى الكِتَابَةَ عَنْ عَلِيِّ بنِ الجَعْدِ

امام أَبُو زُرْعَةَ نے کہا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ ان کتب کو نہیں دیکھتے تھے جو عَلِيِّ بنِ الجَعْدِ کی تھیں

اسی بنا پر اس اصول کا استخراج کیا گیا ہے کہ بدعتی کی روایت اس کی بدعت کے حق میں قبول نہیں کی جاتی

مُسْلِمٌ: هُوَ ثِقَةٌ، لَكِنَّهُ جَهْمِيٌّ

امام مسلم کا کہنا تھا یہ جہمی ہے ثقہ ہے

یعنی علی بن جعد کی وہ روایت نہیں لی جائے گی جس سے اس کی جہمیت ظاہر ہو

کتاب ذکر اسماء من تکلم فیہ وہو موثق میں امام الذھبی نے اقرار کیا ہے کہ

شیخ البخاری حافظ ثبت لکنہ فیہ بدعۃ و تجہم

علی بن الجعد الجوہری (خ) یہ شیخ البخاری ہے حافظ ثبت ہے لیکن اس میں بدعۃ ہے اور جہمیت ہے

ابن ہانی نے احمد کا قول نقل کیا ہے کہ جاہل علی بن جعد قسمیں کھاتا تھا کہ معاویہ کی موت اسلام پر نہیں ہوئی

قال ابن ہانی: سمعت أبا عبد الله، وقال لہ دلویہ: سمعت علی بن الجعد یقول: مات واللہ معاویۃ علی غیر الإسلام